

جدید فقہی مباحث

بینک سے جاری ہونے والے
مختلف کارڈز کے شرع، احکام

بحث فقہی

ملائیہ فقہی انڈیا

بانی

حضرت مولانا قاضی مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد (۲۳)

ناشر

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

Islamic Fiqh Academy (India)

مجمع الفہم الاسلامی (الہند)

چوتھے ذیل سلسلہ مطبوعات اسلامیات فقہ اسلامی

محرمی خیمہ اشرف نور علیہ السلام اسلامیات اسلامیات اسلامیات اسلامیات

۱۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام اسلامیات اسلامیات اسلامیات اسلامیات

۲۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام اسلامیات اسلامیات اسلامیات اسلامیات

۳۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام اسلامیات اسلامیات اسلامیات اسلامیات

۴۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام

۵۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام

۶۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام

نیم اشرف نور

بانتام

دارۃ القرآن کتب قبل

نشر

کراچی فون 021-34956877

۷۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام

اشاعت

ڈسٹری بیوٹر

۸۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 021-34856701

مرکز القرآن اور دوا بازار کراچی 021-32624608

طے کے چے

۹۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 042-37353255

۱۰۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 021-32531861

۱۱۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 042-37352483

۱۲۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 021-32535744

۱۳۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 042-37334228

۱۴۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 021-35032020

۱۵۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 2668657

۱۶۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 021-35032020

۱۷۔ جامعہ دین الاسلامیہ اشرف نور علیہ السلام 042-37353255

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّهُمُ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِمْ الْقُرْآنُ

فہرست

پہلا باب : تعہد و امور

۱۱	مولانا خالد سیف احمد رحمانی	ابتدائیہ
۱۵		حوالہ نامہ
۱۹		الکلیف کا فیصلہ
۲۰	مولانا امین احمد کاکری	تفصیلی مقالات
۳۵	مولانا غوث رشید احمد اعظمی	عرض مسئلہ

دوسرا باب : تعارف مسئلہ

۳۵	جناب امین الحق صاحب	بینک سے جاری ہونے والے کارڈ - ایک تعارف
----	---------------------	---

تیسرا باب : فقہی نقطہ نظر

مفصل مقامات

۵۹	پروفیسر وید مہطی زینلی	سریدٹ کارڈ اور قرینٹ اسلامی
۸۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم
۹۰	پروفیسر عبدالحمید سومرو	سریدٹ کارڈ کے فقہی حکام
۹۵	پروفیسر صدیق محمد امین خیر	سریدٹ کارڈ اور دوسرے کارڈ کے سببوں میں شرعی رہنمائی
۱۰۸	شیخ محمد تقی رحمانی	سریدٹ کارڈ کی حقیقت، اس کی اقسام اور شرعی حکم
۱۳۰	مولانا محمد امجد علی رحمانی	بینک میں رہنے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم

- ہندوستانی بینکوں کے مختلف کارڈ
 ۱۳۹ مولانا محمد رحمت اللہ ندوی
 بینک سے جاری ہونے والے کارڈز کے فقہی احکام
 ۱۵۵ مفتی سید باقر ارشد
 بینکوں میں رائج مختلف کارڈ کے استعمال میں قابل غور پہلو
 ۱۶۵ مولانا محی الدین غازی
 بینک کے مختلف کارڈ اور ان کا شرعی حکم
 ۱۷۱ مفتی اقبال احمد قاسمی
 بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم
 ۱۷۷ مولانا محمد اعظم ندوی

مختصر مقالات

- بینک میں مروج مختلف کارڈ - شرعی پہلو
 ۱۸۷ مولانا خورشید احمد اعظمی
 ہندوستان میں سرکاری و غیر سرکاری بینکوں کے کارڈ کا شرعی حکم
 ۱۹۵ مولانا بدر احمد مصطفیٰ
 بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - فقہی پہلو
 ۲۰۰ مولانا محمد خالد صدیقی
 بینک کے مختلف کارڈز - شرعی رہنمائی
 ۲۰۷ ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی
 بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز میں غرور یا کا پہلو
 ۲۱۴ مولانا عظیم عالم قاسمی
 ہندوستانی بینکوں کے مختلف کارڈ سے مسلمانوں کا کاروبار کرنا
 ۲۱۸ مفتی عبدالرحیم قاسمی
 بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ اور فقہاء کا نقطہ نظر
 ۲۲۲ مولانا نور الحق رحمانی
 اے ٹی ایم، ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ - مختصر شرعی جائزہ
 ۲۲۶ سید اسرار الحق سیلوی
 بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - چند شرعی وضاحتیں
 ۲۳۱ مفتی حبیبہ عالم ندوی قاسمی
 بینک میں رائج مختلف کارڈوں کا حکم
 ۲۳۳ مولانا خورشید انور اعظمی
 بینک کے اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم
 ۲۳۹ مفتی نعمت اللہ قاسمی
 کریڈٹ کارڈ سے متعلق مسائل
 ۲۴۴ مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی

تحریری آراء

- بینک میں رائج مختلف کارڈ - شرعی نقطہ نظر
 ۲۳۹ مولانا محمد برہان الدین سنہلی
 بینک کے اے ٹی ایم و دیگر کارڈ سے استفادہ
 ۲۵۰ مولانا ذہیر احمد قاسمی
 بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ
 ۲۵۳ مفتی محبوب علی وجہی

- ۲۵۵ بینک میں مروج مختلف کارڈ سے استفادہ میں قابل غور پہلو مفتی حبیب اللہ قاسمی
- ۲۵۷ بینک سے جاری ہونے والے کارڈ اور ان کا شرعی حکم مفتی جمیل احمد بخاری
- ۲۵۹ بینک کے مختلف کارڈ کے استعمال میں ممنوع پہلو قاضی عبدالجلیل قاسمی
- ۲۶۱ بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - شرعی وضاحتیں مولانا عبداللطیف پالن پوری
- ۲۶۳ بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - شرعی پہلو مولانا سلطان احمد اصلاحتی
- ۲۶۷ بینک کے مختلف کارڈ میں چند چھپ گئیاں مولانا ابو سفیان مفتاحی
- ۲۶۹ بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - شرعی رہنمائی مفتی محمد شاد امجدی قاسمی
- ۲۷۲ سرکاری وغیر سرکاری بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ مفتی نیاز احمد بخاری
- ۲۷۵ بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ ز - قابل توجہ پہلو مولانا ابو العاص وصیدی
- ۲۷۷ بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - فقہی پہلو مولانا سید قمر الدین محمود
- ۲۸۰ کمپنیاں اور بینکوں سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ مولانا محمد ارشد فاروقی
- ۲۸۲ بینک کے مختلف کارڈ سے استفادہ میں غرور ہاکی آمیزش مفتی شاہد علی قاسمی
- ۲۸۵ بینک میں رائج مختلف کارڈ اور شریعت اسلامی مولانا محمد ارشد مدنی (چیمپارن)
- ۲۸۹ ہندوستانی بینکوں میں رائج کارڈ کا جائزہ مولانا نیاز احمد عبدالحمید مدنی

جدید فقہی تحقیقات

پہلا باب

تمہیدی امور

تہذیبی امور

ابتداء سیہ

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے دنیا کے قافلے سمنے جاتے ہیں، اور جس قدر فاصلے طے ہوتے جاتے ہیں تجارت اور کاروبار کی دنیا وسیع ہوتی جاتی ہے، پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر کے درمیان بھی تجارت دشوار ہوتی تھی، اور اب اس میں مشرق و مغرب کے قافلے بھی خارج نہیں ہیں، یہ کاروباری وسعت محفوظ طریقہ پر سرمایوں کی منتقلی اور مطلوب مقام پر پیسوں کی فراہمی کی مستقاضی ہے، اس وقت بینک اس ضرورت کو پوری کر رہا ہے، بینک کا اصل مقصد تو رقم کی حفاظت اور جمع کرنے والوں کو رقم فراہم کرنا ہے، جو بنیادی طور پر سود پر مبنی ہے؛ لیکن موجودہ دور خاص کر گلوبلائزیشن کے پس منظر میں بینکوں کا ایک اہم کام ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کو منتقل کرنا، اکاؤنٹ دار جہاں بھی ہو، اسے وہاں مطلوب رقم فراہم کرنا اور لین دین میں واسطہ بننا بھی ہو گیا ہے۔

اسی پس منظر میں بینک مختلف قسم کے کارڈ جاری کرتا ہے، جن میں اے۔ ٹی۔ ایم۔ ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ زیادہ مروج ہیں، اے۔ ٹی۔ ایم کے ذریعہ جمع شدہ رقم کا مالک نہیں بھی کسی دفتری کارروائی کے بغیر بینک کے اے۔ ٹی۔ ایم سرائز سے مطلوب رقم حاصل کر سکتا ہے، اس صورت کے جائز ہونے پر موجودہ دور میں اہل علم کا اتفاق ہے، گو اس میں ایک شبہ اس جزئیہ کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جرنیٹیاہ مخدومین کے یہاں ”سلجی“ کے نام سے آیا ہے، منجہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص کو اپنی رقم قرض دینا تھا کہ دوسرا شخص فلاں شہر میں اسے بد رقم ادا

کردہ قرض دینے والے کو اس سے یہ فائدہ ہو چکا تھا کہ اس کی رقم راتہ کے فصرات سے محفوظ ہو جاتی تھی، اب چاہے وہ رقم لوٹ لی جائے لیکن قرض ہونے کی وجہ سے مقروض پر اس کی ادائیگی واجب رہتی تھی، اور شریعت کا ایک اصول یہ ہے کہ قرض پر کسی بھی قسم کا مادی یا معنوی فائدہ حاصل نہ کیا جائے، اگر قرض پر نفع حاصل کیا جائے تو وہ سود کے دائرہ میں آجاتا ہے، مکمل قرض جو نفعاً فہو رہا۔۔۔ لیکن ایک تو اس مسئلہ میں صنف کے درمیان اختلاف رائے رہا ہے، دوسرے آج رقم کی منتقلی کا جو نظام ہے، اس میں بینک کو اس رقم کے لوٹ لئے جانے کے خطرہ سے دوچار ہونا نہیں پڑتا؛ کیوں کہ بینک عام طور پر اپنی شاخوں کو دزدت دیتا ہے کہ وہاں جو رقم جمع ہوتی ہے، اس میں سے کھاتہ دار کو رقم واپس کر دی جائے، اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے، نیز موجودہ رو کی کاروباری ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء نے اسے فی، ایم کارڈ کی صورت کو بہتر قرار دیا ہے۔

دوسری صورت ڈیٹ کارڈ کی ہے، ڈیٹ کارڈ کے ذریعہ آپ اپنی رقم دوسرے کو منتقل بھی کر سکتے ہیں، اس لئے تجارت میں اس کی بڑی اہمیت ہے، ڈیٹ کارڈ کا غیر دہر آپ کسی بھی چیز کی خریداری کر سکتے ہیں، البتہ یہ خریداری آپ کی جمع کی ہوئی رقم کے دائرہ میں ہی ہوگی، گویا کارڈ استعمال کرنے والا بینک کو مطلوبہ رقم واپس کرنے کا کہنی جاتا ہے، اور بینک اس کی طرف سے اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہے، اس صورت کے جائز ہونے پر سمندر میں جن مہم کا اتفاق پایا گیا۔

تیسری صورت کریڈٹ کارڈ کی ہے، کریڈٹ کارڈ بھی رقم کی منتقلی کی سہولت فراہم کرتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ مزید ایک سہولت فراہم کرتا ہے، (دروہ یہ ہے کہ کارڈ ہولڈر ایک مقررہ حد کے اندر اپنی جمع شدہ رقم سے زیادہ بھی خرچ کر سکتا ہے، یہ گویا بینک کی طرف سے قرض فراہم کرنا ہے، اگر یہ قرض چھان دہا کر کے الٹا دیا کر دیا جائے تو اس پر سب کوئی

زائد رقم ادا کرنی نہیں ہوگی، اور اگر پچاس دن سے زیادہ وقت لگ گیا، تو اسے بینک کی مقررہ شرح کے لحاظ سے اس رقم پر سود دینا ہوگا۔۔۔ اس میں شبہ نہیں کہ کریڈٹ کاڈر میں ہولڈر اپنے آپ کو سود سے بچا سکتا ہے؛ اگر وہ مقررہ مدت کے اندر ہی پیسے ادا کر دے، لیکن معاملہ کے حلال و حرام ہونے کی بنیاد اصل میں وہ معاہدہ ہوتا ہے جو فریقین کے درمیان طے پایا ہے، کریڈٹ کارڈ لینے والا چاہے اپنے آپ کو سود سے بچالے لیکن وہ ایک ایسے معاہدہ کو قبول کر رہا ہے جس کی بنیاد سود کے لین دین پر ہے، نیز یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پچانوے فی صد بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے والے لوگ سود میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اسی لئے بینک کریڈٹ کارڈ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اس پس منظر میں ہندوستان کے علماء اور ارباب افتاء نے بہ اتفاق رائے فیصلہ کیا کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنا اصولی طور پر جائز نہیں ہے۔

اسلامک فنانس انڈیا کے چندر ہوس میمنار منعقدہ ۱۰-۱۲ مارچ ۲۰۰۶ء بمسور، میں جن مسائل کو زیر بحث لایا گیا تھا، ان میں بینک سے جاری ہونے والے کارڈ اس سے متعلق احکام بھی تھے، البتہ اندہ موضوع پر کھلی فضاء میں بحث ہوئی، اور غور و فکر کے بعد ان تجاویز پر اتفاق ہوا جن کا ذکر اس مجموعہ میں آ رہا ہے، یہ تجاویز دراصل انڈیا کی ان کوششوں کا تسلسل ہے، جو وہ مسلم سماج کو سود کی لعنت سے بچانے کے سلسلہ میں کرتی رہی ہے، ہندوستان میں سود، غیر سودی بینک کاری اور غیر سودی قرض جاری کرنے والی امدادی سوسائٹیوں کے موضوعات کو انڈیا نے متعدد سمیناروں میں غور و فکر کا موضوع بنایا ہے، اور ایسے فیصلے کئے ہیں جو کتاب و سنت کی روح کے مطابق ہیں، سود کے سلسلہ میں جو احتیاط مطلوب ہے، اس کے آئینہ دار ہیں، اور حرام کے مقابلہ میں حلال متبادل کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

مقالات و مناہات، فنی معلومات اور سمینار کی قراردادوں پر مشتمل یہ مجموعہ انشاء اللہ علماء، ماہرین معاشیات اور اصحاب ذوق کے لئے ایک قیمتی سوغات ثابت ہوگا، اس

سلسلہ میں میں محبت عزیز مولانا امتیاز احمد قاسمی (رفیق شعبہ علمی) کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجلس اودارت کی رہنمائی میں اسے مرتب کیا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ غمروں و غم کے اس کاررواں کو اپنی منزل کی طرف کا حزن رکھے، اودار حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی - جنہوں نے اس قافلہ کی بنیاد رکھی تھی - کو نمایاں شان اجر عطا فرمائے۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(جنرل ٹریڈر)

۲۸ دسمبر الحرام ۱۴۲۸ھ

۷ افروری ۲۰۰۷ء

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

یہ ایک حقیقت ہے کہ ذرائع مواصلات کی تیز رفتار ترقی اور پھر گلوبلائزیشن کے موجودہ نظام نے دنیا کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے، اور حیرت انگیز حد تک فاصلے کم ہو گئے ہیں، اس صورتحال نے عوام کو زندگی کے تمام شعبوں پر اپنا اثر ڈالا ہے لیکن اس کا سب سے زیادہ اثر معیشت و تجارت پر ہوا ہے، اور اب انسان کے لئے یہ بات ممکن ہو گئی ہے کہ وہ ایک گناہ اور دور افتادہ گاؤں میں بیٹھ کر دنیا کے کسی بھی ملک کے کسی بھی شہر سے تجارت اور کاروبار کرے، تجارت کے اس پھیلاؤ نے ایک اہم مسئلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی منتقلی کا پیدا کر دیا ہے، اور سرمایہ دار چاہتا ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک اس کی رقم جلد سے جلد اور محفوظ طریقے سے پہنچ جائے، اس مقصد کے لئے بینک نے تین قسم کے کارڈ جاری کئے ہیں، جن کا چلن عام ہو چکا ہے، اے ٹی ایم کارڈ، ڈیبٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ۔ ذیل میں کارڈ کی ان تینوں قسموں کی خدمات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے، تاکہ احکام شریعہ کی تطبیق میں سہولت ہو:

الف - A.T.M (اے ٹی ایم) کارڈ

یہ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شہر یا ملک یا کسی دوسری جگہ کہیں بھی موجود اے ٹی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کر سکیں۔

اس کارڈ کے ذریعہ آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے اور اس کو حاصل کر سکتا ہے، اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ب۔ Debit Card (ڈیبٹ کارڈ)

یہ کارڈ بھی بینک اپنے کھاتہ داروں کے لئے ہی جاری کرتا ہے۔ اور اس کے استعمال کا بھی کسی طرح کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کرنا پڑتا، سوائے اس نہیں کے جو کارڈ کے بنانے کے لئے دی جائے، اس کے ذریعہ بھی آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

البتہ اس کارڈ کے ذریعہ آدمی قرضہ حاصل کرتا ہے:

۱۔ خریدا و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی۔ دوکاندار اس کارڈ کے واسطے سے اپنی مطلوبہ رقم کو اپنے کھاتے میں پہنچا دیتا ہے۔
۲۔ ضرورت پر رقم کا نکالنا۔

۳۔ ضرورت پر رقم کو اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا جس کے لئے انٹرنیٹ سے مدد لی جاتی ہے۔

ج۔ Credit Card (کریڈٹ کارڈ)

اس کارڈ سے دو چیزوں کا کام انجام پاتے ہیں جن کے لئے ڈیبٹ کارڈ استعمال کیا جاتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کی صورت میں اس کارڈ کے حامل کی موجودہ بینک میں قرضہ، وہی کو استعمال کر سکتا ہے اور ”کریڈٹ کارڈ“ کی صورت حال یہ ہوتی ہے کہ اس سے قرضہ اٹھانے کے لئے بینک میں رقم کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اس کارڈ کو جاری کرنے کے لئے بینک ضرور متنبہ دی کے حالات معلوم کر کے اس شخص کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے، اور یہ یقین ہے کہ اس کی مالی یافتہ (آمدنی) اماند یا سالانہ کتنی ہے؟

بحرانی حیثیت متعین کر کے بینک اسی حیثیت کا کارڈ جاری کرتا ہے۔ اور بینک ”کارڈ کے جاری کرنے و ضرورت تک اس کے استعمال کرنے اور اس کے بعد اس کی تجدید“ کے لئے

ایک فیس جتا ہے۔ کارڈ کا مالک اس کارڈ کی بنیاد پر خرید و فروخت بھی کر سکتا ہے اور روپے بھی اسے فی ایم نظام سے حاصل کر سکتا ہے جس کی ایک حد متعین ہوتی ہے۔ اس کارڈ سے آدمی جو خریداری کرتا ہے یا نقد حاصل کرتا ہے، وہ بہاؤ اس کی پوری تفصیل تیار کر کے کارڈ کے مالک کو فراہم کی جاتی ہے۔

اگر اس کارڈ کے حامل نے کارڈ کا استعمال نقد رقم نکالنے کے لئے یا کسی نئے حالت میں منتقل کرنے کے لئے کیا ہے، تو رقم کے نکالنے کے ساتھ مزید ایک رقم کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم ہو جاتی ہے۔ جب وہ استعمال شدہ رقم کو جمع کرے گا تو مقررہ رقم ادا کرنی ہوگی۔

اور اگر کارڈ کے ذریعہ خریداری کی گئی ہے تو اخیر ماہ میں پوری تفصیل فراہم کی جاتی ہے اور مطلوبہ رقم آدمی کو پندرہ دن کے اندر ادا کرنی ہوتی ہے، ایسا نہ کرنے پر یومیہ شرح کے حساب سے مزید رقم لازم ہوتی ہے، جس کو وہ آئندہ اصل رقم کے ساتھ جمع کرتا ہے۔

سوالات

ان تفصیلات کی روشنی میں دریافت طلب امر یہ ہے:

۱۔ اے فی ایم کارڈ سے استفادہ کا کیا حکم ہے؟

۲۔ ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

۳۔ اگر ان دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے آچھ رقم بطور فیس دینی پڑے تو

اس کا کیا حکم ہے؟

۴۔ الف۔ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ادا کردہ فیس کی

شرعی حیثیت کیا ہوگی، جبکہ یہ کارڈ بینک سے ادھار رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، کیونکہ اس

کی بنیاد پر ادھار خرید و فروخت ہوتی ہے اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، مثلاً

اس کی کیا مشیت ہوگی؟

ج۔ اس کا رڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم ادا کرنے کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ جبکہ یہ اند رقم اسی صورت میں ادا کرنی ہوتی ہے، جبکہ مقررہ مدت تک ادا کیل نہ کی گئی ہو، مقررہ مدت کے اندر رقم ادا کر دینے پر مزید کچھ نہیں دیا جاتا ہے، تاہم معاملہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر واپس کرنے کی صورت میں اصل رقم سے زیادہ ادا کرنی ہوگی۔

اصیغہ مک فیصلہ:

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

اسلام فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ مہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے۔ اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور و فکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۱۱-۱۳ مارچ ۲۰۰۶ء کو اس کا پندرہواں فقہی سمینار ہندوستان کے تاریخی شہر میسور کی دینی درسگاہ دارالعلوم صدیقیہ میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً دو سو علماء، ارباب افتاء، معاشیات اور بنکاری کے ماہرین شریک ہوئے، جس میں شعیبہ سے لے کر کئی ایک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ متحدہ عرب امارات، ایران اور نیپال سے بھی اصحاب فقہاء نے شرکت فرمائی۔

بینک سے جاری ہونے والے کارڈ

اس سمینار میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ پر اس مسئلہ نظر سے بحث کی گئی کہ کس صورت میں سود پایا جاتا ہے اور کس صورت میں نہیں پایا جاتا؟ کیوں کہ اسلام میں فہول کا استعمال ہونے کی وجہ سے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، اس پس منظر میں جو قراردادیں منظور ہوئیں، وہ اس طرح ہیں:

- ۱- چونکہ معاملات میں اصل اباحت ہے، اس لئے اسے فی ایم کارڈ جس کے ذریعہ مشین سے اپنی حق کردہ رقم نکالی جاتی ہے، کے استعمال میں شرعاً کوئی قہاحت نہیں ہے۔
- ۲- ذبیحہ کارڈ کا استعمال، اس کے ذریعہ خرید و فروخت اور ایک کھاتہ سے دوسرے کھاتہ

میں رقم کی منتقلی درست اور ہاتھ ہے۔

۱- اے پی ایم کارڈ اور ریڈیٹ کارڈ کے وصول اور استعمال کے لئے جو رقم ادائیگی جاتی ہے

وہ کارڈ کا معائنہ اور سرورس جاری ہے اس لئے اس کا لو کرنا جائز ہے۔

۲- کریڈٹ کارڈ کی مروج صورت چونکہ سودی معاملہ پر مشتمل ہے لہذا کریڈٹ

کارڈ یا اس قسم کے کسی کارڈ کا حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

تفصیل مقالات:

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

مولانا امتیاز احمد قاسمی

اسلامک فقہ انڈیا کے چند ہویں فقہی سمینار کے لئے ”بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ“ کی مختلف شکلوں کے بارے میں سوالات قائم کئے گئے ہیں، ان میں سے پہلا سوال یہ ہے:

سوال: ۱- اے ٹی ایم (ATM) کارڈ سے استفادہ کا حکم کیا ہے؟

اس موضوع پر کل ۲۸ مقالہ نگاروں کی تحریریں انڈینی کو موصول ہوئی ہیں، ان میں سے تقریباً تمام ہی مقالہ نگار حضرات کی رائے ہے کہ ATM سے موجود نظام سے فائدہ اٹھانا اور اپنی معاشی ضرورتوں کے لئے اس کا استعمال شرعاً جائز ہے، اس کے استعمال میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔

البتہ اس کے دائرے مختلف حضرات نے الٹ الٹ دیے ہیں:

چنانچہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا بدر احمد نعیمی، مولانا رامت اللہ ندوی، مفتی محبوب علی دہلوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام، سید اسرار الحق سیٹھی، مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مولانا ابومنیان ملتانوی کہتے ہیں کہ کارڈ ہولڈر چونکہ ATM نظام کے ذریعہ اپنی منع شدہ رقم سے ہی فائدہ اٹھاتا ہے اور اس خدمت کے عوض بینک و الٹ سے کوئی معاوضہ نہیں لے لیتا، لہذا یہ ہوتا ہے اس

لئے اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جب کہ بعض دوسرے حضرات مثلاً قاضی عبدالجلیل قاسمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی اور مولانا ابرار خان ندوی وغیرہ کہتے ہیں کہ آج چونکہ راستہ کے خطرات بہت بڑھ گئے ہیں، لوگوں کا نقد رقم ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر پھرنا انتہائی دشوار ہے، بلکہ ناجی یہ رقم جان کے لئے بھی خطرہ بن جاتی ہے، نیز اس میں عام ابتلاء بھی ہے، اس لئے اس سے استفادہ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، وغیرہ۔

مفتی عبداللطیف پالمنہری اس کے جواز سے اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں: اگرچہ اس پر سلجہ (بندی) ہونا صادق آتا ہے جو اہناف کے نزدیک مکروہ ہے، مگر امام احمد کے نزدیک سلجہ جائز ہے، اور ابتلاء عام اور حوائج شدیدہ کے پیش نظر مذہب غیر پر عمل کی گنجائش ہے۔

مفتی محمد نعمت اللہ قاسمی صاحب ATM سے استفادہ دو شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں:

الف: غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم جمع کی گئی ہو۔

ب: دوسرے شہر یا ملک میں رقم پہنچانے کی اجرت ادا کر دی جائے، ورنہ جائز نہیں ہوگا۔

مولانا ابرار خان ندوی نے ATM کارڈ کا مختلف حیثیتوں سے جائزہ لیا ہے، مثلاً:

۱- وہ بینک میں جمع مال کا ایک وثیقہ ہے جسے دکھا کر دوسرے شہر میں رقم حاصل کی جاسکتی ہے، اس کی دلیل حضرت ابن زبیر اور ابن عباس کا وہ عمل ہے جسے آپؐ تاجران مکہ کے لئے کرتے تھے، لاہور ملٹر خسی ص ۷۷۔

۲- کارڈ کی دوسری حیثیت سلجہ کی ہے جو حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے، لیکن سلجہ کی وہ صورت جس میں قرض دوسرے شہر میں واپس کرنے کی شرط نہ ہو، علامہ سرخسی اور علامہ شامی کے نزدیک اس سے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، مولانا کی تحقیق کے مطابق ATM نظام میں بھی رقم کی منگلی مشروط نہیں ہوتی ہے۔

۳- تیسری حیثیت میں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ATM نظام میں ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی منتقلی مشروط ہوتی ہے اور یہ منتقلی کی طرف سے تو بھی "الضرورات نسیح المظہورات"، "الحرج مدلولوع"، "المصلحة تجلب التيسير" کے منظر جائز قرار پائے گا۔

مولانا ابوالعاصم وحیدی اور مولانا نیاز احمد عبد الحمید مدنی ATM نظام سے استفادہ کو درست قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: مشین کی خرابی سے ضرر پہنچ سکتا ہے مگر حکم عام احوال پر لگایا جاتا ہے۔

مولانا نیاز احمد بناری تحریر کرتے ہیں کہ آج جبکہ اسلامی اقتصادی نظام موجود نہیں ہے، مسلمانوں کا موجودہ گلوبلائزیشن نظام سے کچھ منحرف ہو جانا اقتصادی حیثیت سے کمزور سے کمزور تر ہوتا ہے، نیز موجودہ معاشی نظام سے لاشعری کہیں مسلمانوں کے شرعی احکام سے اعراض کا سبب نہ بن جائے اور ذہن ارتداد کی راہ نہ اختیار کر لے۔

جہاں تک عرب مقالہ نگاروں کا تعلق ہے تو انہوں نے اپنے مقالوں میں ATM سے کوئی بحث نہیں کی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں اس کارڈ کا عمومی پھیل نہیں ہے، یا ان کے نزدیک اس میں کوئی قابل فائدہ فتنی بحث نہیں ہے جس پر ممتحنوں جائے۔

سوال: ۲- دوسرا سوال بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کے سلسلہ میں ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) سے متعلق ہے کہ اس سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اس کے جواب میں تقریباً تمام ہی مقالہ نگار حضرات نے اس کی تمام شتوں سے اتفاق کرتے ہوئے اس کے جواز کی بات کہی ہے۔

بیشتر حضرات نے اپنے مقالہ میں یہ دلائل پیش کئے ہیں کہ کارڈ ہولڈر اس کارڈ کے

ذریعہ اپنی جمع شدہ رقم ہی سے فائدہ اٹھاتا ہے، اپنی ضرورتوں کے لئے چیک سے مزید رقم نہیں
مغنی پڑتی ہے اور نہ ہی اس کا بار کے استعمال میں کوئی شرعی مانع نظر آتا ہے۔ جب کہ بعض
مضامین نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی ہے کہ اس کے جواز کے عوامل بھی وہی ہیں جو ATM کے
ذیل میں گذرے۔

البتہ بعض مقالہ نگار حضرات نے اس کی فکری تخلیق کرتے ہوئے "حوالہ اگمال" نامیہ" وغیرہ اس کی تعبیر ہے۔ چنانچہ مولانا ابدا ر خان ندوی نے اس سلسلہ میں جو چوتھا کہا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

ذہبت کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی اسٹیبل یا اپنے احمات سے
دور سے اے اے اے سے رقم منتقل کرنے کی صورت میں بینک کی میٹیت بائع و مشتری دونوں سے
یکساں کی جوتی اس کی دلیل میں انہوں نے بائع و مشتری کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کی ہے:

”بحور التوكيل بقصص الدين، لأن الموكل قد لا بقدر على الاستيفاء
نفسه، فيحتاج إلى التطبيب إلى غيره، ونجور الوكالة لقصاء الدين لأنه لا
يملك القضاء نفسه ولا، لا ينهيا له القضاء نفسه فيحتاج إلى التطبيب إلى
غيره“ (بائع و مشتری ۶۳)۔

... کے حالات میں رقم غفلت برتنے کی باتیں یہ ہے:

قال المؤكل حمد هذا الألف بالان وادفعه الى اللان فبينما قصي حمار
قياس واستحساناً (الذي يري في سنة ١٠٩٥).

اور فی صورت یہ ہے کہ بینہ کی غیرت محض میری مان کی ہو کہ جس کے گھٹے ہونے کی شرم بہت کہ نہیں محال اور محال طریقہ قیوں اس مقدمہ پر راضی ہوں، انھوں نے یہ بات کا راز سے یہ انجیم ہونے والے مقدمہ نہیں محال اور جس میں نہ وہ راضی ہیں نہ وہ راضی ہیں۔

محال یہ صارت ہے:

”أما ركن الحوالة فهو الإيجاب والقبول، الإيجاب من العميل،

والقبول من ائمال عليه وائمال جميعاً.....“ (دائع اصناف ۱۵۶)۔

پروفیسر صدیق محمد امین ضریر (جامعہ خرطوم) کہتے ہیں کہ ذبیحہ کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والا عقد صرف ”حوالہ“ کے مشابہ ہوگا، یہ نہ تو ”کفالہ“ ہو سکتا ہے اور نہ ”وکالہ“، چنانچہ اس میں بینک محال علیہ کارڈ ہولڈر محمل اور تاجر (مشتري) محال ہوگا اور یہ صورت بہ اتفاق فقہاء جائز ہے۔ مولانا محی الدین غازی نے ذبیحہ کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والے جملہ عقود کے جواز سے اتفاق کرتے ہوئے ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء“ سعودی عرب کے اس فتویٰ کا متن نقل کیا ہے جس میں صراحت کی گئی ہے کہ اس کارڈ کے استعمال میں کوئی نفع نہیں ہے۔

مفتی عبد اللطیف پالمنہ ری ذبیحہ کارڈ سے رقم نکالنے اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت کرنے کے درمیان فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر استفادہ رقم نکالنے کی صورت میں ہو تو اس پر مستحبہ ہو تا صدق آئے گا جس کا حکم ATM کارڈ کے تحت بیان ہو چکا اور اگر خرید و فروخت کی شکل میں ہو تو اس پر حوالہ کی تعریف صادق آئے گی جو جائز ہے۔ ”ونصح العوالة برضاء العميل واحتال واحتال عليه“ (الہدیہ ۳/۱۱۳)۔

مفتی محمد شمس الدین قاسمی لکھتے ہیں کہ ذبیحہ کارڈ سے قینوں طرح کی سہولتوں سے استفادہ میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ خرید و فروخت کی صورت میں اگر قیمت کی اقسامی میں کسی طرح کا فریب و غش یا دھوکا دہی میں سے کسی وضو رتوہ پھر اس سے ذریعہ خرید و فروخت قابل غور ہوگی۔

ڈاکٹر عبد المجید محمد سوہو (استاذ جامعہ شرق) نے بطاقتہ الائتمان (Credit Card) کی اولاد اقسامی کی ہیں: بطاقتہ مغطاة، بطاقتہ غیر مغطاة، اور پھر بطاقتہ غیر مغطاة کی دو قسمیں کی ہیں: بطاقتہ الائتمان الحادیہ، بطاقتہ التمدید یا القسط۔

آگے دو بطاقتہ مغطاة (Debit Card) کے ذریعہ ہونے والے معاملہ و عقدہ کا اقرار

دیتے ہوئے لکھتے ہیں: اگرچہ بعض معاصر فقہاء نے اس عقد کو حوالہ و کفالت قرار دیا ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے جائز ہے، لیکن اس میں خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ کارڈ ہولڈر کا جو سرمایہ بینک میں ہے، وہ بینک کے پاس بطور قرض و دین ہے اور اس کے بدلہ میں بینک اس کو کارڈ فراہم کر رہا ہے تاکہ وہ اس کارڈ سے فائدہ اٹھائے تو یہ ربا کے مشابہ ہوگا، اس لئے کہ یہ منفعت قرض کے مقابلہ میں حاصل ہو رہی ہے، اور حدیث ہے: "کل قرض جرم مضاعفہ" (ہر دہا) اس لئے اس عقد کو "کالہ" ماننا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ کارڈ ہولڈر اپنا سرمایہ بینک میں بطور امانت و ضمانت ہی رکھتا ہے اور وقت ضرورت بینک اس کے نائب اور وکیل کا رول ادا کرتا ہے۔

ڈاکٹر وہب مصطفیٰ زحیلی لکھتے ہیں کہ ڈی بیٹ کارڈ کے ذریعہ ہونے والا عقد اس وقت تک جائز اور مباح رہے گا جب تک کارڈ ہولڈر اپنی جمع رقم سے استفادہ کرے اور اس پر کوئی سودی فائدہ و مرتبہ نہ ہو، نیز اس کے لئے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ بینک سے اپنی جمع شدہ سے زائد رقم نکالے بشرطیکہ بینک اس کی اجازت دے اور اس کے عوض کوئی اعتراض نہ وصول کرے، اس لئے کہ معاملات میں اصل مباح ہوتا ہے۔

ڈاکٹر زحیلی صاحب بھی اس عقد کو "عقد حوالہ" قرار دیتے ہیں جو اسلام میں بالاجماع

م شروع ہے۔

سوال: ۳- تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر اے نی ایم کارڈ اور ڈی بیٹ کارڈ کے حصول کے لئے کچھ رقم بطور فیس دینی پڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

اس کا جواب تمام متاقل نگاروں نے بشمول عرب فضلاء کے یہ دی ہے کہ ان دونوں کارڈ کے حصول کے لئے دی جانے والی فیس کی رقم، حق الحجز اور اجرة الحجز ہے، جس کا لینا شرعاً جائز ہے۔

جواز کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے بعض حضرات نے اس فیس کو موجودہ رائج

فیسوں سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح ان فیسوں کا لینا جائز ہے، اسی طرح اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ مولانا بدر احمد نجفی، مولانا رحمت اللہ ندوی، قاضی عبدالخلیل، مفتی شاہد علی، مفتی ابوسفیان ملتاحی، مولانا سلطان احمد اصلاہی، مولانا محبوب علی وحیدی وغیرہ لکھتے ہیں: جس طرح پاسپورٹ بنوانے کی فیس، ویزا حاصل کرنے کی فیس، لائسنس بنوانے کی فیس، ڈرافٹ کی فیس، داخلہ فیس، آٹا نقدیرہ کو دیکھنے کی فیس اور جیسے شخصیں مرض پر دی جانے والی فیس، منی آرڈر کی فیس وغیرہ ادا کرنا جائز اور درست ہے اور اس کے دینے اور لینے پر جواز کا حکم لگایا جاتا ہے، وہی حکم ان دونوں کارڈوں کے بنوانے اور حاصل کرنے کی فیس کا ہوگا کہ یہ درحقیقت سکولیات و خدمات، اخراجات اور محنت و مصیقتیں کا معاوضہ ہے۔

ان میں سے چند ایک نے حضرت قحطونی کے اس فتویٰ کو بطور دلیل پیش کیا ہے جو انہوں نے منی آرڈر کے سلسلہ میں دیا ہے فتویٰ کا متن یہ ہے:

”منی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے، ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے، دوسرے اجارہ جو فارم کے لکھنے اور روانہ کرنے پر مبنی فیس دی جاتی ہے، اور دونوں معاملے جائز ہیں، پس دونوں کا مجموعہ بھی جائز ہوگا۔ اور چونکہ اس میں ابتلاء عام ہے اس لئے یہ تاویل کر کے جواز کا فتویٰ مناسب ہے“ (امداد الہندی ۱۳۹۳ء)۔

مولانا ابراہیم خان ندوی نے بطور دلیل مولانا تقی عثمانی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کی ہے: بینک اپنی جن خدمات پر اجرت وصول کرتا ہے مثلاً لائرنز، لیٹرز آف کریڈٹ، بینک ڈرافٹ، بیع و شراء کی دلالی وغیرہ ان کی اجرت لینا جائز ہے، البتہ سود کا کاروبار ناجائز ہے (۱۱۵)۔

اس فیس کے بارے میں مولانا خورشید احمد اعظمی کی رائے ہے کہ اس طرح کے کارڈوں کو حاصل کرنے کے لئے فیس ادا کرنا ضروری ہے، تاکہ جمع کردہ رقم (قرض) سے جو منفعت بینک کے توسط سے حاصل ہو رہی ہے وہ بلا غرض نہ رہ جائے۔

اسی طرح مفتی محمد رفعت اللہ قاسمی کی رائے ہے کہ اس فیس و دوسرے شہریہ دوسرے ملک میں رقم منتقل کرنے کی اجرت قرار دی جائے، اس لئے اس فیس کا ادراک نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ دوسرے شہریہ ملک میں رقم منتقل کرنے کے جواز کے لئے لازم ہے۔

مولانا نیاز احمد بخاری اس تودلہ قرض پر حق الھکمت قرار دیتے ہوئے ایک شبہ کا اظہار اس طرح کرتے ہیں: یہ کارڈ اپنی اصل کے اعتبار سے وصیت ہے اور پھر بعض صورت استقراض کی بن جاتی ہے اور شرعاً اس صورت میں حق الھکمت اس قدر لینا درست ہوگا جو عاقلین اخراجات پر مبنی ہو اور اجرت کا تعین اخراجات کے بعد ہی ہو سکتا ہے ورنہ کمی زیادتی کا احتمال ہوگا، کمی کی صورت غریبی ہوگی اور زیادتی کی صورت ربائی ہوگی جو شرعاً قطعی حرام ہے۔

قاری خفہ الاسلام صاحب اس کے جواز سے اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں: ضرورت، حاجت، عام اور خاص فاسد کی وجہ سے اس طرح کی فیس اور اجرت کی مثالیں سلف و خلف کی کتابوں میں ملتی ہیں اور اس کی گنجائش بھی معلوم ہوتی ہے۔

انہوں نے مشہور اسلامی محقق و عالمہ آئمہ و بہر زحمت کی تالیف "الفقہ الاسلامی وادوت" کی مندرجہ ذیل عبارت بطور دلیل پیش کی ہے:

وَنَعْدُو عَلَى الْمَكْهُولِ عَهْ تَحْقِيقِ مَصْلَحَةٍ مِنْ طَرِيقِ الْعَسْيسِ
الْمُنْعَرَجِ جَاوِزِ دَفْعِ الْأَحْرَةِ أَوْ الْحَاجَةِ الْعَامَةِ لِمَا يَنْتَبِزُ عَلَى عَدَمِ الدَّفْعِ مِنْ
تَعْطِيلِ الْمَصَالِحِ كَالسَّمْرِ لِلْحَارِجِ ۔۔

آئمہ و بہر زحمتی، ذالہ عبد المجید محمد سومو اور پروفیسر صدیق محمد امین انصاری کی رائے ہے کہ کارڈ بنانے والے کی تجدید "Renewal" کرانے اور ذالہ ضائع ہو جانے یا موقوفے پر یا کارڈ بنانے کی صورت میں دینی جانے والی رقم کی حیثیت اجرت میں ہے، نیز آئمہ و بہر زحمتی نے اس کا بھی انکار کیا ہے کہ یہ فیس بینک کی طرف سے کارڈ ہولڈروں کو جانے والی ہفتہ سوئیاں اور اس کی خدمات سے استفادہ کا عوض ہے۔

سوال: ۴ (الف) کے تحت دریافت کیا گیا ہے کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ادا کردہ فیس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ جبکہ یہ کارڈ بینک سے ادھار رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد پر ادھار خرید و فروخت ہوتی ہے اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے؟

اس کے جواب میں مقالہ نگاروں کے درمیان تین طرح کی رائیں پائی جاتی ہیں: پہلی رائے یہ ہے کہ اس کارڈ کو حاصل کرنے، اس کو استعمال کرنے اور بعد میں اس کی تجدید پر دی جانے والی فیس محنت، سہولت، خدمت، اجرت مثل ہے اور کفالت پر آنے والے اخراجات کا عوض ہے جو شرعاً جائز ہے، اس رائے کے حامل مولانا بدر احمد ٹھیکس، مولانا اسرار الحق سہیلی، مولانا سلطان احمد اصلاعی، مولانا ابرار خان ندوی، مفتی محمد نعمت اللہ قاسمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا محی الدین غازی، مولانا نیاز احمد عبدالحمید، مولانا ابوالعاص و حیدری، مفتی ثناء الہدی قاسمی، ڈاکٹر وہبہ رحیمی، عبدالحمید محمد سوسو، پروفیسر صدیق محمد امین الغریب اور مفتی عبدالرحیم قاسمی وغیرہ ہیں۔

مفتی عبدالرحیم قاسمی نے اس کی دلیل دیتے ہوئے مولانا تقی عثمانی صاحب کی اس تحریر کو پیش کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ انفیل کے لئے نفس کفالت پر اجرت لینا جائز نہیں ہے لیکن اگر انفیل (بینک) کو اس کفالت پر کچھ دفتری امور انجام دینے پڑے اور اس پر کچھ اخراجات بھی آئے تو بینک کے لئے مطلوبہ اس سے ان تمام امور کی انجام دہی پر اجرت مثل کا مطالبہ کرنا جائز ہے (نفسی مقالات)۔

دوسری رائے یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے حاصل کرنے، اس کے استعمال کرنے اور تجدید کرانے پر جو فیس دی جاتی ہے وہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والا معاملہ سودی ہوتا ہے جو حرام ہے، اس لئے کارڈ بنوانے، اس کی تجدید کرانے کے لئے ادا کی جانے والی فیس وغیرہ بھی حرام ہوگی، اس رائے کے حامل مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا برہان

الدین سنبلی، مفتی عبداللطیف پالپوری وغیرہ ہیں۔

مولانا رحمت اللہ ندوی، قاری ظفر الاسلام اور مفتی شاہد علی قاسمی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ عام حالات و احوال میں اس طرح کے کارڈ کو حاصل کرنے کی گنجائش نہیں ہے الا یہ کہ ایسی ضرورت پیش آجائے جس کے بغیر چارہ نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی گنجائش ہوگی۔ جب کہ بعض مقالہ نگار حضرات نے سوال نمبر ۴ (الف) کو نہیں چھیڑا ہے۔

سوال: ۴ (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کریڈٹ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم ادا کرنی ہوتی ہے، شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟

اس کے جواب میں مقالہ نگار حضرات کے درمیان دو طرح کی رائیں آئی ہیں:

پہلی رائے جو اکثر مقالہ نگار حضرات کی ہے، یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے نقد رقم نکالنے یا دوسرے کے کھاتہ میں منتقل کرنے پر اصل رقم سے زائد رقم دینا جائز نہیں ہے۔

ان حضرات کے دلائل یہ ہیں کہ یہ اضافی رقم جو بینک کو دینی جاتی ہے، اس کی حیثیت حدیث: "کل فرض حر لفعاً فهو حرام" کی رو سے سود کی ہے، جو حرام قطعی ہے، اس لئے کہ اس معاملہ میں بینک مقرض اور کارڈ ہولڈر مقرض ہے۔

مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی اصل رقم سے زائد رقم کو سود پر مانتے ہوئے وہی پر اس کی شرط لگانے بلکہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ معاملہ کرنے اور اس سے نفع اٹھانے کو ناجائز قرار دیتے ہیں، اس کے لئے انہوں نے بطور دلیل مندرجہ ذیل مہارت پیش کی ہے:

"نہی النبی ﷺ عن "سلف وبيع"، مثل أن يقرض شخص غيره ألف

درهم على أن يبعه داره أو على أن يرد عليه أجرة أو أكثر والربادة حرام إذا كانت مشروطة أو معارفاً عليها في القرض، لأن "كل فرض حر لفعاً فهو

رہا" (فقہ اسلامی، باب ۵، ص ۶۷۷)۔

کے تحت مزایع کی شرح متعین ہوتی ہے۔

آجے لکھتے ہیں: البتہ اس کی رائی میں ضرورت کے تقاضے سے گریز کا ذکر کے ذریعہ
بینک سے حاصل کردہ رقم سے نہ کہ رقم بینک والا کی جاسکتی ہے۔

بیت اتھویل انکویٹی کا فتویٰ جس میں اس اضافی رقم کو کارڈ ہولڈر کو دی جانے والی سروس
کی اجرت قرار دیا گیا ہے جو جائز ہے، اس کی روشنی میں مولانا علی الدین نے فری کی رائے ہے کہ
اس رقم کا بیجا جائز ہے۔

صلی عبد الرحیم کا بھی اس اضافی رقم کو دلالی کی اجرت یا حق الخدمت قرار دیتے ہوئے
ایک شرط کا اضافہ کرتے ہیں:

۱- بینک اس قرض پر کوئی معاوضہ وصول نہ کرے۔

۲- وصول دلالی کی عمت میں تقدیر، تاخیر کی صورت میں کمیشن میں کی بیٹن نہ کرے۔

۳- سہولت کی اجرت بھی نہ لگے۔

انہیں نے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی اس تحریر کو بطور دلیل پیش کیا ہے جس میں یہ ہے
کہ بینک بائع و مشتری کے درمیان بحیثیت ذیل و دلال بہت سے امور انجام دیتے ہیں جس کے
غرض وہ سمجھا جاتا ہے جو شرعاً جائز ہے۔

ڈاکٹر قاری ظفر لاسلام صاحب اس اضافی رقم کو سروس و سہولت کی اجرت قرار دیتے
ہوئے لکھتے ہیں: اس نے اس دوسری (اضافی) رقم کی ادائیگی کو نہایت کا بدل مانا لیا جائے تو
جواز کی منجائش نکل سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا رحمت اللہ ندوی کی تحریر سے دو باتیں سامنے آتی ہیں:

- ۱- اصل رقم کے ساتھ مزید رقم کی ادائیگی یا غرض ہونے کی وجہ سے سوا ہے، مگر اس کو
کارڈ کے اجراء، اس کی تجدید و فیروزہ کی فیس قرار دی جائے تو دیگر فیوسوں کی طرح اس کا بھی حکم ہوگا۔
- ۲- جب جائز حق کے حصول کے لئے فقہاء نے دسوت دیئے کی اجازت دی ہے اور

ضرورت پڑنے پر سودی قرض لینا جائز قرار دیا ہے تو یہاں بھی ضرورت پڑنے پر بقدر ضرورت اس نہیں لینی اور تنگی کی گنجائش یہ فیہود ہے۔

مولانا شوکت نے راجہ کی رائے بھی یہی ہے کہ اگر ضرورت شدید ہو اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔

مولانا ابوالخاں ندوی فرماتے ہیں کہ چھوٹی سطح پر تجارت کرنے والے مسلمانوں کے لئے اس حکم کا استعمال ضرورت نہیں ہے کہ یہ ضرورت سودی ہے۔

جب کہ بڑی سطح پر تجارت کرنے والوں کے لئے چونکہ اس طرح کے کاروبار کا استعمال تجارت کے اندر ایک ضرورت بن گیا ہے، اس لئے ”تفسیر و زمین نیج اعظورت“ کے تحت برہنہ ہوگا، آگے لکھتے ہیں: ملت کو اقتصادی بدحالی سے بچانے کے لئے ضرورتاً کرپٹ کاروں کے ذریعہ خرید و فروخت کی اجازت دینا نہایت ضروری ہے، ورنہ امت مان بدحالی، جہالت، ”و کلاذ نفقر ان یکون کفروہ“ فرمان نبوی کے مطابق عیسائیت و کافرانیت کے ناپاک عزائم اور مذہم مقاصد کا شکار ہو جائے گا۔

سوال: ۴ (ج) کے ذیل میں یہ رائے مانگی گئی ہے کہ کرپٹ کاروں کے ذریعہ خرید و فروخت اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم ادا کرنے کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ جب کہ یہ زائد رقم اس صورت میں ادا کرنی ہوتی ہے، جب کہ مقررہ مدت تک ادائیگی نہ کی گئی ہو، مقررہ مدت کے اندر رقم ادا کر دینے پر مزید کچھ نہیں دینا، جو ہے، تاہم معاملہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں اصل رقم سے زائد رقم ادا کرنی ہوگی؟

اس کے جواب میں مولانا سہلان احمد اسحاقی اور مولانا محی بدین خان نے طالعہ قرعہ مقالہ نگار حضرات کی رائے ہے کہ اصل رقم کیا وہی ملے ہوئے والے خانہ کے عوض مزید رقم کی

۱۱۔ اپنی جان نہیں ہوئی، نیز اگرچہ متعین مدت پر اصل رقم ۱۱ کروڑ سے یہ زیادہ رقم وصول ہوئی، لیکن چونکہ محکمہ میں یہ بات سے رنجی تے جو فی سہ ماہی سے اس لئے یہ معاملہ بھی فی سہ ماہی۔

ان اعتراضات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یہ بیروانی اور اضافی سے اخذ ہوا ہے۔

۲۔ تاخیر کی صورت میں جائیداد فروخت ہونے پر نقصان ہے، (۱۱) عبدالحمید سوم و پانچویں

صدیق محمد الطریق

۳۔ ۱۰ اضافی وقت کے عوض سے اور وقت وصف سے۔ (۱۱) طارق ظفر احمد قادیانی

۴۔ ۱۰ اضافی بار محض ہونے کی وجہ سے سوز ہوگا۔ (ملفوظ عبدالحمید صاحب دینی)

ابنہ ملحق شاہ اہدی قادیانی، مولانا خورشید احمد اعظمی، ملحق شہد علی، رائے سے۔ زیادہ مقررہ مدت کے اندر اندر رقم ۱۱ کروڑ سے مزید رقم نہیں ملنی پڑتی ہے، اس سے راہب سے ساتھ اس کے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

ملفوظ شہد علی قادیانی مزید کہتے ہیں: تاہم محض ٹھوں میں اس کا چھین اتنا۔ مہر ہو گیا ہے کہ موم ہونی کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس سے رقم ملنی رائے ہے کہ بنیادی طور سے کرپٹ ہارڈی کو سدھنی کی جائے اور اسے ضرورتاً راجا جائے اور اگر وہی ہے۔ تو اصل رقم مقررہ وقت کے اندر ملوا کر دے۔

مولانا سلطان احمد اسلمی نے نزدیک اس انسانی رقم کی حیثیت سے اس کے اسوں و کاج اور دوسرے دفاتر میں راجن لیت نہیں کی ہے، جسے عرف عام میں بڑا تسلیم کیا گیا ہے، اس کے کہتے ہیں: لہذا اپنی پرقین سر کے مسئلہ زیر تھ میں کرپٹ کارباز میں وقت گزر جائے کی صورت میں نہ اپنی رقم پر انسانی رقم ملنی پڑتی ہے۔

محضر مسئلہ:

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

مولانا خورشید احمد اعظمیؒ

ہندوستان کے تاریخی شہر میسور میں منعقدہ اعلیٰ فقہ اکادمی کے پندرہویں سیمینار کیلئے بینک سے جاری ہونے والے اسے فی ایم، ڈیبٹ اور کریڈٹ تین کارڈوں سے متعلق اکادمی نے چار سوال قلم کئے ہیں، جن کے جواب میں کل تین جلدیں امرامین آریہ، مہاراشٹر، بنوری ہیں اور ان کے اساتذہ کرامی یہ ہیں: مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا قاری محمد اسحاق، مفتی مہد الزکیم قاسمی، مولانا رحمت اللہ لدھی، مولانا ابراہیم خان لدھی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا نیاز احمد مہد امید، مولانا فی الدین خاڑی، مولانا عظیم الرحمن قاسمی، شیخ صدیق محمد انصاری، مفتی مہد العلیف پالپوری، مفتی محبوب علی دہلوی، شیخ وہید زحبی، مولانا محمد نعمت اللہ قاسمی، مفتی شاہد علی قاسمی، قاضی مہد الجلیل قاسمی، مولانا احمد ابراہیم سمیعی، مولانا برہان الدین سنہسی، مولانا نیاز احمد بنوری، مولانا شمس الدین، مولانا بدر اللہ لدھی، مولانا شاہ اہدی قاسمی، مولانا محمد عظیم، شیخ مہد امجد محمد، مولانا ابوالحسن وحیدی، مولانا سلطان احمد اصباحی اور راقم تصدیق خورشید احمد اعظمیؒ۔

پہلا سوال: اسے فی ایم کارڈ سے متعلق ہے، جس کی تاریخ صحت و ادا دینی منع کردی ہے۔ اس سے بنی اپنے شہر یا کسی دوسری جگہ نہیں بھی موجود اسے فی ایم کلام سے استفادہ کرتا ہے اور اس کے لئے ایک سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے نہیں دینا پڑتا۔ سوال یہ ہے کہ اسے فی ایم کارڈ سے استفادہ کرنے والے کو کیا حکم ہے؟

سے استفادہ کیا گیا حکم ہے۔

جواب میں تقریباً آجی دن کا ذکر ہے کہ اس کے استفادہ کا جائز اور درست قرار دیتے، شیخ وہب زملی اور مولانا ابوالحسن ولیدی نے "الأصل فی المعاملات الإباحة" کے تحت جاری فرماتے اور ناجائز اصل ان تمام حضرات کے پیش نظر نے جنہوں نے جو انیسویں کی مدت میں ایسی قہارت کے لئے نہ ہونے کی مساحت دیتے۔

مولانا محمد ابراہیم ندوی نے فی امہ کارہ و بینک میں بیع عددوں کا حقیقہ دیتے ہیں اور اس مقام میں رقمی قہارتی مشروعتوں کے فی وجہ سے استفادہ جائز سمجھتے ہیں اور رقمی قہارتی مشروعتوں بھی یہ کہ "الصورات نسیج الخطوط" ، "الحروح مدفوع" ، "المنفعة تحلب الشبیر" کے منظر پر لگاتے ہیں اقاضی مبد الخلیل اور مولانا میرا حنیف صاحبان نے اتفاقاً یہ مضمون شریعہ اور اسلامیات کے لئے پیش نظر کیا ہے کہ یہ ہے اور مولانا امام الحق سیوطی صاحب نے بینک میں رقم جمع کرنے کی طرح اس کا رازہ بھی اس امر سے ملتا ہے کہ جوئے کا خلقت مال میں جائز کہا ہے۔

مولانا محمد رفعت اللہ صاحب قاضی نے اس کا رازہ سے استفادہ و سود میں سے ناجائز قرار دیتے ہیں اور یہ کہ فیہ سودی کاوانت میں رقم جمع ہو رہا ہو یہ کہ سود کے شر یا حلف میں رقم پہنچانے کی اجرت اور کمزوری جائے۔

قرسطہ نے بھی قاضی قاضی خلعت دیا جو سود و غیرہ مشروعتوں کے فی وجہ سے جائز نہیں ہے اور انہی حلف میں صرف ایسے کران میں سے فی امہ کارہ کی سموت فراموش ہے "المعروف كالمنسروط" کے پیش نظر رقم جمع کرنے اور ہارنے سے استفادہ جائز مطلق امر ہے۔

نوٹ اول: مال ذابیت ہارنے سے متعلق ہے اس کا رازہ فی خرید و بیع میں جاری ہے نہ کہ رقم سے ہی استفادہ کرتا ہے نیز اس کا رازہ کے ذریعہ خرید و فروخت کی جد قیمت کی ادائیگی

اور اپنے گھاتہ سے دوسرے گھاتہ میں رقم منتقل کرنے کی سہولیت بھی میسر ہیں اور اس کا رد کیجئے
فیس بھی دینی چاہتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ڈیٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت وغیرہ کا کیا
نظم ہے؟

اس سوال کی جواب میں بھی تقریباً سبکی مقالہ کار حضرت استفادہ کی جواب پر متفق
ہیں، مولانا ابو سفیان مفتاحی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مولانا رحمت اللہ ندوی، مفتی حبیب اللہ قاسمی،
مولانا محی الدین قازمی، مولانا عظیم عام قاسمی، مفتی محبوب علی دہلوی، مولانا خست اللہ قاسمی، مولانا
شاہ عینی توکی، مولانا ربان الدین سنہلی، مفتی نواز احمد بنوری، مولانا شوکت شاہ قاسمی، مولانا ابو
الحامد وحیدی، مولانا نیاز احمد عبدالحمید، اور مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحبان نے کسی قباحت اور
عنیت مانع کے نہ پائے کیونکہ سے نیز اس کارڈ کے ذریعہ کافی سہولیات ہونے کے سبب،
استعمال و استفادہ کو جائز سمجھتے ہیں۔

مولانا قاضی عبدالجلیل اور مولانا قادی ظفر الاسلام صاحبان نے بعض کرجوں کے
باوصف، "علاء عام اور حوائج شہیدہ نیز "المشقة تحلب التمسیر" کے پیش نظر استعمال کی
اجازت دی ہے۔

مولانا امیر ارخان ندوی، شیخ عبدالعزیز محمد امین، شہزادہ حبیب وحیدی، مولانا عبد
اللطیف، اور مولانا محمد اعظم صاحبان نے اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کو حوائج صورت قرار
دیہ ہے۔

جب کہ شیخ عبدالحمید محمد، مولانا اسرار الحق سمیعی اور راقم بطور خود شہید احمد نے اس کو کادہ
کی صورت قرار دیا ہے، اس لئے کہ ہر دو معاملہ جو آدمی خود کر سکتا ہے اس کا دوسرے کو وکیل اور
نائب بھی بنا سکتا ہے۔

طریقہ ارباب قلع کا مقروض ہے اور اس نے اس فرض کی ادائیگی کا رد کیا۔ ذریعہ رائے

دائے چنگ کے حوالہ دیا ہے یا اسے دلیل بنا دیتا ہے۔

شیخ، جید رحیمی نے اس کارڈ کے استعمال و دشمنوں کے ساتھ جائز نہیں ہے، اول یہ کہ حامل کارڈ اپنی بیع کردہ رقم سے حق استفادہ کرے، دوم یہ کہ اس سے استفادہ کی صورت میں جائز لازم آئے۔ اور مولانا امراہی سمی صاحب نے ان دونوں پہلے اس کارڈ کے استعمال و جائز ہے جنہیں اس کی خاص ضرورت پڑتی ہے جیسے تجارت پیشہ حضرات۔

اور مولانا محمد اعظم صاحب نے یہ شرط لگائی ہے کہ رقم انٹرنٹ لینے کی نیت سے نہ جمع کی گئی ہو۔

تیسرا سوال: یہ قاعدہ کیا ہے کہ اگر ان دونوں قسموں کے کارڈ ایسے چھوڑ دیں

فیس دینی پڑے تو اس کا کیا قسم ہے؟

تمام ہی مقالہ نگار اس پر متفق ہیں کہ فیس دینا جائز نہیں ہے، مولانا عبد العزیز، مولانا نیاز احمد عبد الحمید، اور مولانا ابوالعاصم حمیدی نے شرعاً کسی مانع یا حرج نہ ہونے کی وجہ سے جائز لکھا ہے، مولانا ابوسفیان ملکی، مولانا سلطان احمد اصلاقی اور مولانا رحمت اللہ ندوی نے عام فیس کی طرف جائز قرار دیا ہے، جیسے ڈاکٹر اور وکلاء کی فیس اور بقیہ بھی حضرات نے کارڈ کا معاوضہ، اسٹیشنری فریق، اجرت علی العمل اور حق محنت قرار دیا ہے۔

مولانا قاری ظفر الاسلام، مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا نیاز احمد بناری اور مولانا محمد اعظم صاحبان نے اجرت مثل یا اجرت بقدر لائٹ کی صراحت کی ہے۔

مولانا نعمت اللہ قاسمی صاحب نے رقم کو دوسرے شہر یا ملک میں منتقل کرنے کے جواز کیلئے فیس کو لازم قرار دیا ہے، اور رقم بطور بھی فیس کو ضروری اور لازم قرار دیا ہے تاکہ جمع کردہ مال کو ناقض سے منفعہ بلا عوض نہ رہ جائے۔

چوتھا سوال: کرڈٹ کارڈ سے متعلق ہے اور یہ ضمنی اجزاء پر مشتمل ہے۔

اجزاء (الف) کرڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کیلئے واجبات

فیس کی شئی حیثیت کیا ہوگی۔ جب کہ یہ کارڈ بینک سے ادھار رقم حاصل کرنے کیسے ہوتا ہے۔

جواب میں مقالہ نگار حضرات کی آراء مختلف ہیں، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا نعیم حامد قاسمی، مولانا عبد اللطیف پالنجوری، مولانا قاضی عبدالجلیل، مولانا تاج بان الدین شہسلی، مولانا محمد اعظم صاحبان نے کریڈٹ کارڈ کی فیس سود ہونے کی بنیاد پر تاج بان قاسمی اور دیا ہے، اس لئے کہ اس کارڈ کی خدمات سود کو مضمّن ہیں، مفتی حبیب اللہ اور مولانا رحمت اللہ ندوی صاحبان نے تاج بان کہنے کے باوجود ضرورت اور عموم بلوئی جیسے اصول کو ملحوظ رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔

مولانا قاری ظفر الاسلام، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مولانا ابرار خان ندوی، مولانا نیاز احمد عبدالحمید، مولانا محی الدین غازی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا اسرار الحق سمیعی، مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا بدر احمد ٹھیکسی، مولانا ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا ابوالعاصم وحیدی، مولانا سلطان احمد اصلاقی، شیخ عبدالحمید محمد شیخ وہبہ زحیلی، اور اراقم سطور نے اس فیس کو بھی جائز لکھا ہے۔ اور اسے کارڈ کا معاوضہ اور اجرت قرار دیا ہے۔

شیخ صدیق محمد الامین نے یہ تفصیل کیا ہے کہ اگر کریڈٹ کارڈ کی فیس اور ڈیبٹ کارڈ کی فیس مساوی ہو تو جائز ہے اور اگر بینک ڈیبٹ کارڈ کی فیس نہیں لیتا یا کریڈٹ کارڈ کی فیس زیادہ لیتا ہے تو اس میں کسی فائدہ مستحقہ کا احتمال ہے۔

دوسرا جزء (ب): اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، شرعاً اس کی کیا حیثیت ہوگی۔

مولانا سلطان احمد اصلاقی صاحب اس معاملہ کو بیع الوفاء پر قیاس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں: "اس کی روشنی میں ضرورت کے تقاضے سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے حاصل کردہ رقم سے ذائد رقم بینک کو ادا کی جاسکتی ہے۔

مولانا ابرار خان ندوی اس مزید رقم کو بینک کے اس عمل کی اجرت قرار دیتے ہیں جو وہ

بر ماہ حامل کارڈ کو تفصیلات فراہم کرتا ہے۔

مضیٰ میرا مرحوم صاحب نے فقہی مقالات کی حوالہ سے لکھا ہے کہ بینک بائع اور مشتری کے درمیان بحیثیت دلال یا وکیل بہت سے امور انجام دیتا ہے اور شرعاً دلالی اور وکالت پر اجرت دینا جائز ہے۔ لہذا ان امور کی ادائیگی میں بھی بینک کیلئے اپنے گاہک سے اجرت کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

اور مولانا محمد الدین غازی نے بھی افسانہ اجرو الوکالتہ ہالذفع اس رقم کے لینے کو جائز کہا ہے۔

باقی تمام مقالہ کار مضمرات نے اس مزید رقم کو سود قرار دیتے ہوئے، جائز لکھا ہے، اس لئے کہ یہ نفع بلا مضیٰ ہے، مولانا ظفر الاسلام صاحب نے سود قرار دینے کے باوجود لکھا ہے کہ مضیق سے بچنے کیلئے بدوجہ مجبوری اس مزید رقم کو نفاذ کا رد یعنی رقم نکالنے کی کتابت وغیرہ کا بدلہ مان لیا جائے تو جو اس کی تلافیٰ نکل سکتی ہے۔

تیسرا جزء (ج): اس کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، چیک کو وہ رقم ادا کرنے کے ساتھ مزید رقم ادا کرتی ہوتی ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ جب کہ یہ رقم ادا اس صورت میں ادا کرتی ہوتی ہے جب کہ مقررہ مدت تک ادائیگی نہ کی گئی ہو۔ اس لئے؟

مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب لکھتے ہیں ”اس کی حیثیت لیٹ فیس کی ہوگی“۔ چیک کوئی خیراتی ادارہ نہیں، کاروباری ادارہ ہے، رقم کے دباؤ سے اس کو اپنی رقمیں جلد واپس مل جاتی ہیں، اسی طرح کی مصلحت سے اسکولوں میں لیٹ فیس کا روانہ ہے جسے عرف عام میں جائز تسلیم کر لیا گیا ہے۔

باقی تمام مقالہ کار مضمرات نے اس رقم کو سود قرار دیا، اس لئے کہ صورت مسئلہ پر یہ فیہ کی تعریف صادق قوی ہے اور اس کی نہی نص میں تخلیص سے ثابت ہے، اسی لئے اکثر لوگوں کی

رائے یہی ہے کہ خواہ مقررہ مدت میں ہی رقم جمع کر دی جائے، معاملہ سودی ہو گا، اس لئے کہ عقد فاسد ہے۔ اور مولانا شاہ الہدی قاضی، مولانا اسرار الحق سہیلی، مولانا شاہ علی اور راقم سطور نے مقررہ مدت میں ۱۱۱ کرنے کی صورت کو مع الکرمیۃ جائز لکھا ہے، کیونکہ اس صورت میں زاد رقم نہیں دینی پڑتی، اور تاخیر کی صورت میں جو شرط ہے وہ انضمامی جائیگی، البحر ابراہیقی میں مذکور ہے "تعلق الفرض حواہ والشرط لا یلزم" (۳۱۲/۶)، مفتی حبیب اللہ صاحب نے سو قرار دینے کے باوجود "الضرورات تبیح المحظورات" اور عموم بلوی جیسے اصول کے پیش نظر غور و فکر کا مشورہ دیا ہے۔

جدید فقہی تحقیقات

دوسرا باب

تعارف مسئلہ

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - ایک تعارف

محترم احسان الحق صاحب

اسے فی ایم، کریڈٹ یا ڈیبٹ کارڈ

یہ چارٹک کا ایک نمونہ ہے جس پر بینک کا نام اور نشان، کارڈ ہولڈر کے دستخط اور بعض اوقات فوٹو اور کارڈ آرگنریشن کا تعارفی نشان (Logo) بھی ہوتا ہے۔ کارڈ ہولڈر کا نام، کارڈ کا نمبر اور اس کی مدت معین بھی اس پر کندہ ہوتی ہے۔ ہولڈر اس رقم کھانے، جمع کرنے، سامان کی خریداری اور دیگر خدمات پر قیمت کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً اس کو ”چارٹک رقم“ کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔

مختلف قسم کے کارڈزوں کی خصوصیات

اسے فی ایم کارڈ

Automatic Teller Machine کارڈ میٹھوں کی جانب سے اپنے صارفین کو کھرب اور سیویگ اکاؤنٹ سے بینک کی اسے فی ایم مشینوں اور دیگر میٹھوں (یا بھی معاملے کے تحت) کی اسے فی ایم مشینوں سے رقم کھانے کے لئے جاری کئے جاتے ہیں، یہ مشینیں ان مقامات پر نصب کی جاتی ہیں جہاں صارفین پر آسانی پہنچ سکیں، اپنے بینک کی اسے فی ایم مشین کا

استعمال کرنے کے لئے کارڈ ہولڈرز سے موصولہ یا کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی ہے، حالانکہ دوسرے بینکوں کی اس فی ایمریشن استعمال کرنے کی صورت میں فیس وصول کی جاتی ہے، حالانکہ دوسرے بینکوں کی اس فی ایمریشن استعمال کرنے کی فیس = 50 روپے بار وصول کی جاتی ہے، یہ بینکوں کے درمیان باہمی معاہدے کے ذریعہ کم یا حتیٰ کہ باستی ہے، ایک اکاؤنٹ ہولڈر کے ذریعہ روزانہ کمالی جانے والی رقم کی ایک حد متعین کر دی جاتی ہے۔

کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈ

اس فی ایمر کارڈ کے کارڈ ہولڈر اس کا استعمال ان دو کانوں اور تجارتی مراکز سے سامان کی خریداری اور دیگر خدمات پر قیمت کی ادائیگی کے لئے بھی کر سکتے ہیں جن کے اور بینک کے درمیان معاہدہ موجود ہو، تجارتی مراکز پر عام طور پر ان کریڈٹ کارڈ کے تجارتی نشانات (Logo) واضح طور پر دیکھے گئے جاتے ہیں جن کو وہ قیوں کرتے ہیں، فیعوں میں بھی ان کارڈوں کے ذریعہ فیملی کرنسی میں ادائیگی کی جاسکتی ہے، حالانکہ استعمال کرنے والوں کے لئے FERA کے ضابطوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، فیملی کارڈ معاہدہ میں قومی کرنسی کی تبدیلی کے لئے سہولتیں و فیس اور کرنسی بدلتی پڑتی ہے، کارڈز کے پرنٹس کی ترویج اور تشہیر کے لئے مختلف بینک سہولتیں و مقرروں اور بین دین کی رقم کی بنیاد پر انسانی سہولیات مثلاً شخص کو دہاتی بیمہ، مذمتی سامان اور خریدے گئے سامان کا بیمہ، پرنٹس پوائنٹ جن کو رقم میں تبدیل کیا جاسکتا ہے، اور تحائف وغیرہ بھی مہیا کرتے ہیں، تجارتی مراکز سہولتیں کو، ان بعض اوقات کارڈ جاری کرنے والے اداروں کو بھی خریداری کی ڈسکاؤنٹ دیتا ہے۔

بینکوں کی جانب سے کارڈز سے متعلق انجمنی اغراضات سہولتیں کی جیب سے ہمارا جاری کرنے کی فیس اور تجدیدی فیس اور تجارتی مراکز سے سہولتیں کی جانب سے فی خریداری کے تناسب میں ڈسکاؤنٹ رقم کے ذریعہ چورے گئے جاتے ہیں۔

کریڈٹ کارڈ

یہ کارڈ ایک طے شدہ کریڈٹ (ادھار) کی رقم کے ساتھ اور روزانہ مقررہ خریداری اور بینک سے ایک محدود رقم نکالنے کی وضاحت کے ساتھ جاری کیا جاتا ہے، کریڈٹ کارڈ استعمال کئے جانے کی شکل میں ادھار رقم ایک متعین مدت میں کارڈ ہولڈر کی جانب سے بینک کو ادا کی جاتی ہے، اس مدت میں ادھار رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں اس پر طے شدہ شرح کے حساب سے سودا کر پڑتا ہے، حالانکہ سود یا کم سے کم اضافی رقم ادھار لینے کی تاریخ سے وصول کی جاتی ہے، کریڈٹ کی حد وصولی طور پر محدود نہیں ہے۔

ہائیکام کس طرح کام کرتا ہے؟

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ لین دین میں مختلف پادیاں شامل ہوتی ہیں، کارڈ جاری کرنے والے ادارے اور کارڈ کا استعمال کرنے والے (کارڈ ہولڈر) کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے، جس کے مطابق کارڈ ہولڈر اس کا استعمال طے شدہ تجارتی مرکز (جنہیں ممبر مراکز بھی کہا جاتا ہے) میں سامان کی خریداری اور دیگر خدمات پر قیمت کی ادائیگی کے لئے کرتا ہے، اس کے علاوہ کارڈ جاری کرنے والے ادارے اور تجارتی مراکز کے درمیان بھی ایک ملاحدہ معاہدہ ہوتا ہے۔

طریقہ کار

جب کارڈ ہولڈر کسی دوکان یا دیگر تجارتی مرکز سے خریداری کرتا ہے تو اس کو اپنے کارڈ Retail Outlets (دوکان وغیرہ) میں دینا پڑتا ہے، دوکان دار اس کارڈ کو کارڈ جاری کرنے والے ادارے کی جانب سے مہیا کردہ ایک مشین میں داخل کرتا ہے جس کو Imprinter Machine کہتے ہیں، مشین کارڈ کے معبر جوئے کی تصدیق کرتی ہے اور داؤچہ پر کارڈ ہولڈر کا نام اور نمبر رقم کر دیتی ہے، کارڈ ہولڈر داؤچہ پر دستخط کرتا ہے جس کو دوکان دار کارڈ پر کئے گئے دستخط سے ملا کر دیکھتا ہے، داؤچہ کی نقل خریدے گئے سامان کے ساتھ خریدار کو

اسے دی جاتی ہے۔ ریٹیل آؤٹ لیٹ (دوکان دار) کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں مل بھیجتا ہے اور کارڈ پر دی گزرنے والے ادارے سے رقم حاصل کرتا ہے۔ یہ ادارہ کارڈ اسٹورٹس والے بینک کو ہاتھ مل بھیج کر اس سے رقم حاصل کرتا ہے۔ بینک کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں اس رقم کا اخراج کر کے بچاؤ رقم کا حساب کارڈ ہولڈر کو اس کی ادائیگی کے لئے بھیج دیتا ہے۔ اس پر دی کارڈ والی میں تقریباً ۵ دن کا وقت لگتا ہے اور اس دوران کارڈ ہولڈر کو اسٹورٹس فری اے سیل سہولت حاصل رہتی ہے۔

ڈیبٹ کارڈ

ڈیبٹ کارڈ بھی ادائیگی کارڈ ہے جس کے ذریعہ رقم سماں یا دیگر خدمات حاصل کئے جاسکتے ہیں، ان کی رقم کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں موجود رقم میں سے فوری طور پر منہا کر دی جاتی ہے۔

طریقہ کار

ڈیبٹ کارڈ کے ساتھ جب ہولڈر خریداری کرتا ہے، دوکان دار ایک الیکٹرونک Data Capture machine میں کارڈ داخل کرتا ہے اور یہ مشین PIN نمبر کی تصدیق کے بعد کارڈ ہولڈر کے بینک اکاؤنٹ سے اپنی رقم کم کر دیتی ہے اور وہ ان کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے، اس طرح سماں دینے سے قبل دوکان دار ویہ رقم حاصل ہو جاتی ہے۔

ضروریات

کارڈ حاصل کرنے کے خواہش مند کا اپنا بینک اکاؤنٹ ہونا چاہئے اور اس میں رقم بھی ہونی چاہئے۔ اگر وہ ڈیبٹ کارڈ استعمال کرنا چاہتا ہے تو ڈیبٹ کارڈ کے استعمال کی صورت میں اس سے اتنی ہی خریداری کی جاسکتی ہے جتنی رقم اس کے اکاؤنٹ میں موجود ہے۔

کارڈ ہولڈر کو حاصل ہونے والے فوائد

- ☆ کارڈ ہولڈر کو خریداری وغیرہ کرنے کے لئے رقم نکالنے کے لئے چیک نہیں جانا پڑتا اور چیک جمع کر کے اس کی رقم لینے کے لئے ہتھار نہیں کرنا پڑتا۔
- ☆ خریداری وغیرہ کے لئے اسے چیک نہیں دینا پڑتا۔
- ☆ کریڈٹ کا انحصار اس کے کارڈ کے معتبر ہونے پر ہوتا ہے۔
- ☆ کارڈ ہولڈر کو چیک کے ذریعہ ادائیگی کی تاریخ تک انٹرسٹ فری کریڈٹ ملتا ہے۔
- ☆ عام طور پر خریداری پر دوکان دار کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کو ڈسکاؤنٹ دیا جاتا ہے۔
- ☆ کارڈ ہولڈر کو اضافی فوائد مثلاً مفت انشورنس، پونس پوائنٹ اور تحائف حاصل ہوتے ہیں۔

تجارتی اداروں (دوکان دار وغیرہ) کو حاصل ہونے والے فوائد

- ☆ دوکان داروں وغیرہ کو رقم وصول کرنا، اس کی گنتی کرنا اور اسے بینک میں جمع کرنا نہیں پڑتا، لہذا وقت کی بچت بھی ہوتی ہے اور بینک کو رقم منتقل کرنے میں پیش آنے والے خدشات و خطرات سے بچاؤ بھی ہوتا ہے۔
- ☆ کارڈ قبول کرنے سے ان کی فروخت کا دائرہ بڑھتا ہے۔
- ☆ جس رقم کا سامان وہ فروخت کر رہا ہے اس کی وصولیابی یقینی ہوتی ہے۔
- ☆ جب کریڈٹ (ادھار) کی سہولت ہوتی ہے اور ڈسکاؤنٹ مل رہا ہے تو خریدار زیادہ سے زیادہ خریداری کرتے ہیں، اس طرح یہ سامان کی فروخت بڑھانے کا بھی ذریعہ ہے۔

بینکوں کو حاصل ہونے والے فوائد

- ☆ سسٹر کو بار بار بینک آنے کی ضرورت نہیں ہوتی، لہذا بینک کے مسئلے کو ان کی خدمات

فرہم نہیں کرتی، ملے کو کم کام کرنا پڑتا ہے۔

- ☆ چیک ادا ہونے کے لئے رقم جانے والے نقد رقم میں کمی کر سکتے ہیں؟
- ☆ ایٹو کے جانے والے چیک کی تعداد میں قابل نقد رقم ہوتی ہے، لہذا ان چیکوں کو وصول کرنا اور ان پر رقم کی ادائیگی وغیرہ کا کام بھی تم ہو جاتا ہے۔
- ☆ بینک مختلف اسکیمیں مختلف کارڈز وغیرہ کی تقسیم کر کے اپنے کسٹمر کا دائرہ جاسکتے ہیں۔
- ☆ فیس کی شکل میں اور سود کی شکل میں اضافی رقم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

کچھ خصوصی کارڈ

گولڈ کارڈ

یہ کرڈٹ کارڈ کی ہی ایک قسم ہے جو کہ زیادہ مقبول کسٹمرز کو انھوں روپے کی خرید وری وغیرہ کی سہولت مہیا کرتا ہے۔

اسمارٹ کارڈ

ریزمونڈ بینک آف انڈیا نے ۱۵ نومبر ۱۹۹۹ء کو چارٹڈ بینک اصولوں میں اس کارڈ کی تعریف اس طرح کی ہے: "یہ کارڈ یا کارڈ کا نشان ہوتا ہے جس میں الیکٹرانک رقم کی ایک اصل حیثیت ہے جو کہ پہنے سے ادا کی جاسکتی ہے یا اس میں خرید و نقد کا اضافہ کیا جاسکتا ہے جو کہ کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے آن لائن رقم نکالنے کے لئے اور رقم کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور جس کا استعمال دیگر ضروریات کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے"۔ اس تعریف میں پوری پیدموبائل فون کارڈ (جن میں طے شدہ رقم پہلے سے جمع ہوتی ہے) بھی آتی ہیں۔

دیگر نمونہ میں ان کو چارجڈ کارڈ (Charged Card) کے نام سے بھی جانا

جاتا ہے۔

سویچ کارڈ (Switch Card)

یہ ایک قسم کا الیکٹرانک ڈیجیٹل کارڈ ہوتا ہے جو کہ تجارتی مراکز وغیرہ میں ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ کارڈ ریجن کے مابین وغیرہ کی قیمت کارڈ اولڈ کے اکاؤنٹ سے اپنے اکاؤنٹ میں منتقل کر لیتا ہے۔ یہ دراصل ڈیجیٹل کارڈ کی ہی ایک قسم ہے۔

کو برانڈڈ کارڈ (Co-branded Card)

جینک اس کارڈ کو کسی اور مالیاتی ادارے کے باہمی اشتراک کی صورت میں انشوکرتا ہے۔ یہ کرڈٹ کارڈ کی طرح ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

ریزرو بینک آف انڈیا کے رہنما اصول

کرڈٹ کارڈ ہرنس کے تعلق سے ریزرو بینک آف انڈیا کے رہنما اصول جو کہ جولائی ۲۰۰۶ء کی اشاعت میں شائع ہوئے ہیں، ان کے مطابق کارڈ جاری کرنے والے ادارے یہ یقینی بنائیں:

☆ مل فوری طور پر کسٹمر کو روانہ کیا جائے۔

☆ سالانہ فیصد شرح (Annualised Percentage Rates) واضح طور پر

کارڈ پر اسٹ پر درج ہونا چاہئے (خریداری اور رقم نکالنے کے لئے اگر الگ الگ

شرح ہوں تو ان کو بھی صاف طور پر بیان کرنا چاہئے)۔ سالانہ فیصد شرح اور دیر سے کی

جانے والی ادائیگی کے فراہمات کے ضمن کا طریقہ واضح طور پر بیان ہونا چاہئے۔

کسٹمر کے حقوق

☆ بے طلب کارڈ انشوکرتا نہیں کئے جائیں گے، اگر بے طلب کارڈ انشوکرتا جاتا ہے اور اس کو

قابل استعمال بنادیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں کارڈ وصول کرنے والے کی رضامندی حاصل کئے بغیر اس کو مل بھیج دیا جاتا ہے تو اس مل کی رقم سے دوگنی رقم مع ہر جائے کی رقم کے کارڈ جاری کرنے والے ادارے کی طرف سے کسٹمر کو بغیر اعتراض و احتجاج سے ادا کی جائے گی۔

☆ بے طلب ادھار اور دیگر کریڈٹ سہولیات کریڈٹ کارڈ ہولڈر کو نہیں دی جائیں گی، اگر بغیر رضامندی کے کسی قسم کی کریڈٹ سہولت کارڈ ہولڈر کو دی جاتی ہے اور وہ اس پر اعتراض کرتا ہے تو کریڈٹ لسٹ قسم بنائی جائے گی اور ایک مناسب رقم بطور ہرجانہ ادا کر پڑے گی۔

نکالی مٹی رقم کی وصولیابی

☆ ادھار رقم کی وصولیابی کے لئے بینکوں، مالی اداروں (این بی ایف سی) اور ان کے کارندوں کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ وہ مئی ۲۰۰۳ء میں ریٹرو ایکٹ کی جانب سے جاری کئے گئے سوالوں کی پابندی کریں گے۔

☆ ادھار رقم کی وصولیابی کے لئے اگر تیسری پارٹی کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں تو کارڈ جاری کرنے والے ادارے کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ اس کے ایکٹ کسٹمر کی رازداری رکھیں اور ایسے کسی بھی عمل اور کارروائی سے باز رہیں جن سے کسٹمر کی ایمان داری اور اس کی سادھ متاثر ہوئی ہو، وصولیابی کے ذریعہ جاری تمام خطوط میں کارڈ جاری کرنے والے بینک کے ایک ذمہ دار سینئر افسر کا نام و پتہ ضرور درج ہو جس سے کسٹمر درج پتے پر رابطہ قائم کر سکے۔

☆ بینک کی مالی ادارے (NBFCs) اور ان کے کارندوں کو کسی قسم کی زبانی، جسمانی دھمکی یا برائیاں کرنے کی کوشش ادھار رقم کی وصولیابی کے دوران نہیں کرنا چاہئے،

اسی کے ساتھ سابقہ قرض دار کو پبلک میں ذلیل کرنے، کریڈٹ کارڈ ہولڈر کے افراد خانہ، دوستوں، ریفریز (Referees) وغیرہ کی Privacy کا احترام نہ کرنے کی اجازت کسی شکل میں نہیں دی جاسکتی، اس سلسلے میں دھمکی آمیز اور نامعلوم فون کالز کرنے اور مہمونی اور بے بنیاد مرض داشت چیش کرنے پر بھی پابندی ہے۔

تشویش کا امر

بعض اوقات بینکوں کے ذریعہ انشورنس کی سہولت کارڈ ہولڈر کو بغیر کسی قیمت کے یعنی مفت مہیا کی جاتی ہے، لیکن کبھی کبھی انشورنس کے اخراجات، اجراء اور تجدید کی فیس میں شامل ہوتے ہیں، لہذا انشورنس سے متعلق غرر (Gharar)، اور باور میر (Maisir) کی شقیں شرمی مکمل نظر سے اسے باعث تشویش بناتی ہیں۔

ریزرو بینک کے رہنما اصولوں کی روشنی میں ہر جانے کی شکل میں حاصل ہونے والی رقم کو بھی شرمی بنیادوں پر پرکھنے کی ضرورت ہے۔

کریڈٹ کارڈ کے نقصانات

- ۱- یہ ادھار لینے کی ادوت ڈالتا ہے۔
- ۲- جب کریڈٹ (ادھار پر سامان لینے کی سہولت) حاصل ہو تو کارڈ ہولڈر عام طور پر نقد رقم سے کی جانے والی خریداری کی بہ نسبت زیادہ خریداری کرتا ہے اور اپنے بجٹ سے آگے نکل جاتا ہے۔
- ۳- تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسٹمر کی بڑی تعداد وقت پر ادائیگی نہیں کر پاتی اور انہیں سود کی ادائیگی کرنا پڑتی ہے، یہ بعض اوقات مل نہ وصول ہونے یا بل دیر سے وصول ہونے کی وجہ سے یا کارڈ ہولڈر کی لاپرواہی سے ادائیگی دیر سے کرنے سے ہوتا ہے۔

۳۔ چونکہ سودی بنیاد پر کریٹ بہ آسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، لہذا کارڈ ہولڈر اس کا استعمال بے دریغ کرتا ہے۔

ان کارڈزوں کے استعمال کے لئے Pin Codes جو کہ عام طور پر عددی (Numerical) یا حروفی (Alphabetical) ہوتے ہیں میں دو مختلف محسوس کیے گئے ہیں، اول الذکر اگر ان کا کسی بدعینت شخص پر انکشاف ہو جائے تو وہ ان کا جائز استعمال کر سکتا ہے، دوم ہاؤنڈ واڈ شفاخص ان کو راول کا استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔

لہذا ضرورت اس بات کی محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جائے جو ان شخص سے پاک ہو، اس سلسلہ میں غور و فکر کے نتیجہ میں یہ طے پایا کہ موجودہ PIN کا بدلہ قدرتی مینجر کہ ہر شخص کو اس کے ہارڈ کے نشان کی شکل میں ملا ہے سے بھر کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

لہذا زمانہ قدیم سے استعمال ہونے والے نشان انگوٹھے کو ہن کوڈ کا درجہ دیا گیا۔ اول الذکر شخص کو پاک کرنے کے لئے ICICI Bank پہلے ہی Biometric Cards (حیاتیاتی پائرس والے کارڈ) جاری کر چکا ہے، جن کے استعمال کے لئے PIN Code کی جگہ نشان انگوٹھے سے کام لیا جاتا ہے۔

آخر الذکر شخص کو کسی حد تک دور کرنے کے لئے City Bank نے Micro Finance خفیف معیشتی مراٹھوں کے واسطے Biometric ATMs حیاتیاتی پائرس والے ایٹ ایم کےزے کئے ہیں۔

یہ ATM مائیکرو اور پڑھنے کے بجائے آواز پر کام کرتے ہیں اور مختلف زبانوں کی استعداد رکھتے ہیں، اس میں گھمے دو فنی (پیسے جمع کے لئے اور دوسرے نکالنے کے واسطے) مگر ایک کی رہنمائی رقم جمع کرنے و نکالنے کی بابت کرتے ہیں مگر ایک کے زبانی (آواز میں) پیسہ کی تائید کے لئے نشان انگوٹھے کو بالکل صحیح پہچانتے ہیں۔

یہ ATMs خفیف معیشتی اور رے کے دفتر یا ایسی جگہ جہاں اس طرح کے مراکب

رہتے یا کام کرتے ہیں واقعہ میں۔

City Bank کا کہنا ہے کہ فی الحال اس اسکیم سے منافع کم، مقصود نہیں ہے، مستقبل میں اس کا کثیر پیمانے پر استعمال اس کی کفالت کر سکتا ہے۔

-(Source - the Journal of Baubuy, February 2007 P. 122)

اسلامک کریڈٹ کارڈ

اسلامی اداروں کی جانب سے پیش کردہ مصنوعات میں جدید ترین اسلامی کریڈٹ کارڈ ہے، البیع بثمان عاجل (Al Bai Bithaman Ajil) کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بینک ایک بلا سودی اور بلا ہرجانہ کریڈٹ کارڈ انیشو کرتا ہے، اس نظام کے تحت کریڈٹ کارڈ ہولڈر کے ذریعہ بینک کی طرف سے سامان خریدا جاتا ہے، یہ سامان بینک کے ذریعہ کریڈٹ کارڈ ہولڈر کو ایک مقررہ اضافی فیصد رقم کے ساتھ (جیسے مارک اپ کہتے ہیں) فروخت کر دیا جاتا ہے، یہ رقم کارڈ ہولڈر کو بعد میں کبھی بغیر کسی ہرجانے کے بینک کو واپس کرنا پڑتا ہے۔

اسلامک کریڈٹ کارڈ کی خصوصیات

- ☆ یہ پروڈکٹ مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لئے ہے۔
- ☆ ایک قلیل رقم مالانہ فیس کے طور پر وصول کی جا سکتی ہے۔
- ☆ روایتی کریڈٹ کارڈ کی اضافی سہولیات اسلامی کریڈٹ کارڈ میں بھی ملتی ہیں، مثلاً بونس پوائنٹ، تحائف، خریداری ڈسکاؤنٹ، ہریئر چیک وغیرہ۔
- ☆ کارڈ طلب کرنے والے کے پاس کسی قسم کی ضمنی ضمانت (جس کا ذکر معاہدے میں مالی ادارے کی جانب سے وضاحت موجود ہو اور جس پر دونوں پارٹیوں کی رضامندی ہو) ہونا لازمی ہے۔

- ☆ کریڈٹ کی حد ضمانت کی رقم کے تناسب میں ہوگی۔
- ☆ عمومی غفلت (Takaful) حاصل کرنا ممکن ہوگا۔
- ☆ کچھ بینک دیگر خدمات مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی ان کریڈٹ کارڈوں کے ذریعہ مہیا کر سکتے ہیں۔
- ☆ مخفی (Supplementary) کارڈ کے لئے درخواست دینا ممکن ہوگا۔
- یہاں جن نکات کا ذکر کیا گیا ہے وہ عام معلومات اور پروفٹ کے لئے درخواست کرنے کے طریقوں کے عمومی طریقے سے متعلق ہیں، طریقہ کار، ضروریات اور ساخت وغیرہ میں مختلف ملکوں اور مختلف مالی اداروں اور بینکوں میں فرق پایا جاسکتا ہے، یہ فرق بازار اور مرکزی بینکوں کے اصول و ضوابط کے مطابق ہوتا ہے، میرا مقصد کسٹمر انفارمیشن مہیا کرنا ہے نہ کہ قوانین کے لئے مالی مشیر کی حیثیت سے یا مالی اداروں کے بروکر کی حیثیت سے معلومات مہیا کرنا ہے۔
- اسی کے ساتھ ساتھ اسلامی کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کے عمل کی تائید اللہ جانتی ضروری ہے۔

جدید فقہی تحقیقات

تیسرا باب

فقہی نقطہ نظر

کریڈٹ کارڈ اور شریعت اسلامی

پروفیسر عبید مصلیٰ رحیمی

تمہید

دورہ طر میں کریڈٹ کارڈ کا استعمال مشرق و مغرب میں زیادہ تر اور سہولتی اور حربہ
لہذا ملک میں ایک حد تک خرید و فروخت کی رقم ادا کرنے، قرض، مل، نہیں اور نہیں کی " نیکی،
برہمنیہ سامان ضرورت حاصل کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے، اس کا استعمال نقدی کرنسی کو ایک
جگہ سے دوسری جگہ لے جانے یا اسے غیر نقدی کرنسی میں تبدیل کرانے یا چیک وغیرہ سے ادائیگی کی
جگہ پر ہونے سے تاکہ پوزی، نصب، یاد دھوک اور لوٹ مار جیسے خطرات سے بچا جا سکے۔ اس بات کا
امکان ہے کہ مستقبل قریب میں کریڈٹ کارڈ نقد رقم کی جگہ لے لے۔ یہ ایک واضح معاشی اور
سماجی انقلاب ہے۔

یہ بینکوں کی طرف سے کریڈٹ کا ایک عمل ہے جو قرض، کھانا کھولوانے اور سودی اندازہ
کی شرط پر، کوائف سے رقم نکالنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ دراصل بینک کا تیسرا عمل
ہے۔ بینک کا ایک عمل نقد سے متعلق ہے یعنی نقد رقم، کرنسیاں اور ڈپازٹ قبول کرنا۔ اس کا دوسرا
عمل سودی کارکی سے متعلق ہے۔

جب یہ صورت حال اسلامی شریعت کی رو سے حرام سوائے انہ مست مکہ نظام پر مبنی
سرمایہ دار نہ سسٹم کی پیروی کرنے والے ممالک میں عام ہے تو ایسے وقت میں اسلامی کریڈٹ
نیز بہتر شعبہ نقد اسلامی و مبنی و نقدی۔

کارڈ کا جاری کرنا کیوں کر ممکن ہے، بعض اسلامی ممالک اور بعض غیر حرام ممالک میں پڑے ہوئے اور سودی نظام سے بچتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ ایک مسلمان کو یہ اطمینان ہو جائے کہ وہ اپنے معاملہ میں حرام کے ارتکاب سے محفوظ ہے۔

اس موضوع پر متعدد جزیل پہلوؤں سے گفتگو سے بعد ہی کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے:

☆ کریڈٹ اور کریڈٹ کارڈ کی تعریف، اس کی عمومی اور خصوصی حیثیت، نیز اس کے

خطرات

☆ کریڈٹ کارڈ کی اقسام اور ہر قسم کا شرعی حکم

☆ کریڈٹ کارڈ کی اصل صورت کی شرعی حیثیت اور اس کے مختلف طریقوں کے مابین

تعلقات کی شرعی فہمیت

☆ کریڈٹ کارڈ کا شرعی تہادل

☆ بعض اسلامی بینک سے جاری ہونے والے موجودہ کارڈ کا شرعی حکم

کریڈٹ کارڈ کی تعریف

محاشیات میں کریڈٹ کا اصل معنی ہے: قرض دینے کی صلاحیت۔
 اس کا اصطلاحی معنی ہے: ایک فریق کا دوسرے فریق کو قرض دینے کا پابند ہونا۔
 جدید محاشیات میں اس کا مطلب یہ ہے کہ قارض مقرض کو ایک مہلت دے جس
 کے ختم ہونے تک مقرض اپنے قرض کی ادائیگی کر دے (الموسم للاقتصادیہ، المکرمین مرمع چارم،
 مصر ۷۰ء)۔ یہ سرمایہ کاری کی ایک شکل ہے جس کا رواج تمام طرح کے بینکوں میں ہے۔

کریڈٹ کے معنی کی دقیق تعریف

مستقبل میں ادائیگی کے عوض حال میں ایک قیمت یا کیت والی چیز کا تبادلہ۔
 اس پر دو پہلوؤں سے نظر ڈالی جاتی ہے (علم الاصطلاحات الاقتصادية والاقتصادیہ، المکرمین
 بورہ ۲۰۱۰ء، مکتبہ صکانہ، دہلی)۔

۱۔ اس مہلت کے پہلو سے جو فروخت کنندہ خریدار کو سامان کی خریداری پر قیمت کی
 ادائیگی کے لئے دیتا ہے، اس میں قیمت کے ادھار ہونے کی وجہ سے نرخ زیادہ لگایا جاتا ہے،
 اس کو تجارتی کریڈٹ کہتے ہیں۔

۲۔ دوسرے پہلو سے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بموجب ایک شخص دوسرے کو اس
 امید کے ساتھ قرض دیتا ہے کہ آئندہ وہ اسے قرض پر عائد ہونے والے اضافی سود کے ساتھ
 واپس کرے گا۔

کریڈٹ کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں:

☆ مختصر المیعاد کریڈٹ	(۱۸ ماہ سے کم مدت کے لئے)
☆ متوسط المیعاد کریڈٹ	(۵ سال کی مدت کے لئے)
☆ طویل المیعاد کریڈٹ	(۵ سال سے زیادہ کی مدت کے لئے)

در حقیقت یہ کارڈ قرض دینے کے کارڈ ہیں۔

اگر ہمہ راست محفوظ سرمایہ سے رقم نکالی جائے تو اسے قرض دینے سے تعبیر نہیں کریں گے، ایسے کارڈ کو ادائیگی کا کارڈ یا مالی معاملات کا کارڈ کہا جائے گا (بند اچھا تاحہ وندب ماہنامہ صاحب الہائرسن الرصد، ڈاکٹر محمد ابراہیم جویمان، ۲۰۰۹ء اس کے بعد کے صفحات)۔

ماہرین اقتصادیات کے نزدیک کریڈٹ کارڈ

ان کے نزدیک یہ ایک مخصوص کارڈ ہے جسے بینک اپنے کھاتے دار کو دیتا ہے، وہ اسے دکھا کر متعین مقامات سے سامان وغیرہ کی خریداری کر سکتا ہے اور بعد میں ناجر ضرارف کا دھنکا کر دواؤں کو پیش کر کے اپنی رقم حاصل کر لیتا ہے، بینک اپنے کھاتہ دار کے پاس باجائے سٹ بھیجتا ہے جس میں اس کے اخراجات کی تفصیل ہوتی ہے تاکہ وہ اس کی قیمت کے بقدر رقم اس کے کرسٹ اکاؤنٹ سے وضع کرے (مجم المسطحات السجریہ و تصانیف، ڈاکٹر امجدی بدوی)۔

دوسرے انھوں میں: یہ ایک مسلح موٹے کاغذ یا پلاسٹک کی ایک دستاویز ہے جسے بینک وغیرہ اپنے کھاتہ دار کے لئے جاری کرتے ہیں اور اس پر کھاتہ دار کی بعض مخصوص تفصیلات ہوتی ہیں، اس کارڈ کا جاری کرنے والا یا تو کوئی بینک ہوتا ہے یا کوئی مالی ادارہ جو عالمی تنظیم کی طرف سے اس کارڈ کے اجراء کا لائسنس یافتہ ہوتا ہے اور اس بنیاد پر وہ یہ کارڈ جاری کرتا ہے۔

بین الاقوامی اسلامی نقد اکیڈمی نے اس کی تعریف یہ کی ہے: یہ ایک دستاویز ہے جسے بینک حقیقی یا اعتباری شخص کے لئے باہمی معاہدہ کی بنا پر جاری کرتا ہے، اس سے وہ فوری قیمت ادا کئے بغیر ان مقامات سے سامان کی خریداری کر سکتا ہے جہاں یہ دستاویز تسلیم شدہ ہوتی ہے، کیونکہ قیمت کی دانگیل کا ذمہ دار بینک ہوتا ہے (نمبر ۶۳، ۱۹۷۷ء، نقد چہارم)۔

اس دستاویز کی ایک قسم ایسی ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے نقد رقم نکالی جاسکتی ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی مختلف صورتیں ہیں

اس کی ایک قسم وہ ہے جس میں رقم نکالنے یا اس کی ادائیگی کرنے کا عمل بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ہوتا ہے، کارڈ جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ سے نہیں۔

ایک قسم وہ ہے جس میں بینک کے اکاؤنٹ سے ادائیگی ہوتی ہے، پھر اتنی ہی رقم کی ادائیگی متعین مدت میں کارڈ ہولڈر کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔

ایک قسم وہ ہے جس میں مطالبہ کی متعین مدت کے دوران رقم ادا نہ کرنے پر کل سرمایہ پر اضافی سود لازم ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں اضافی سود عائد نہیں ہوتا۔

ان میں سے بیش تر صورتوں میں کارڈ ہولڈر کے ذمہ سالانہ فیس کی ادائیگی ہوتی ہے، بعض قسمیں ایسی ہیں جن میں بینک فیس عائد نہیں کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی اہمیت

کریڈٹ کارڈ نے متعدد دفنی اور مثبت پہلوؤں سے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔

اس نے عملی طور پر کارڈ ہولڈر کو رقم کی چوری یا ضیاع سے محفوظ کر دیا ہے، کیونکہ صرف کارڈ رکھنا ہی اس کے لئے کافی ہوتا ہے، اس کا حجم ۹۵ سینٹی میٹر سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ مقناطیسی ہوتا ہے جس پر علامتی نمبر درج ہوتا ہے۔

یہ کارڈ کمپیوٹر کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کی مالی حیثیت کی تحقیق کر کے اور بینک کی خاص اطلاعاتی مشین سے اس کے اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم کی تفصیل حاصل کر لینے کے بعد مستحقین کو ان کے حقوق کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔

اس کارڈ کے استعمال کو تجارت، ہوٹلوں اور ریستوران وغیرہ میں نقد رقم کے مقابلہ میں ترجیح دی جاتی ہے۔

تجارتی منڈیوں میں اس کی وجہ سے خرید و فروخت میں اضافہ ہوا ہے، اسی طرح کارڈ

جاری کرنے والے اداروں کو اس سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوا ہے۔

یہ سب کام میں اس کی برقی رقاری اور حقوق ادا کرنے کی ضمانت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ تاجر مل جاتا ہے، اس پر کارڈ کی اہم تفصیلات درج کر لیتا ہے جس پر حامل کارڈ کے دستخط کے ساتھ وہ مہر لگا دیتا ہے، پھر اسے کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو بھیج دیتا ہے جو اس پر لکھی ہوئی رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوتا ہے یا تو کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے یا پھر اس کے ذمہ قرض چڑھا کر جس کی ضمانت کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے پاس اس کے اکاؤنٹ میں ہوتی ہے۔

انٹرنیشنل کارڈ جاری کرنے کی ذمہ داری دو اہم اداروں کی ہے، یہ دونوں "امریکن اکسپریس" اور "ویزا" ہیں، کارڈ جاری کرنے والے کو کارڈ کا سرپرست کہتے ہیں (العلاقات العامة المعاصرة از مقالہ کار ۳۸ اور اس کے بعد کے صفحات)۔

کرڈٹ کارڈ کے خطرات

اقتصادی کاروبار میں عام طور پر کرڈٹ کارڈ سے ان لوگوں کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا جو بینک سے سودی کاروبار کرتے ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے بینک اکاؤنٹ میں سرمایہ ذخیرہ سے ڈالنے کی صورت میں اضافی رقم دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

لیکن اس مسلمان کے لئے خطرہ بالکل واضح ہے جو اصول دین کا پابند ہے، اور سودی کاروبار کرنے یا بینک کی اضافی رقم کو استعمال کرنے سے وہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: "لعن اللہ آکل الربا و مؤكله و شاهده و كاتبه" (اس کی روایت احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کی ہے، یہ صحیح ہے) (اللہ کی لعنت ہو سود کھانے والے، اس کے کھلانے والے، اس کی گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر) اور رہا پوری طرح بینک انٹرسٹ پر منطبق ہوتا ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا اصول

تھا کہ یہ رقم لدا کرو یا نہیں پر سود رو۔

جس معاہدہ پر کارڈ ہولڈر اور بینک دخلخہ کرتے ہیں وہ فاسد ہے، کیونکہ اس میں فاسد شرط پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ وقت متعین پر رقم کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں اضافی رقم دینی ہوگی اور جس نے فاسد معاہدہ طے کیا وہ صرف طے کرنے ہی سے گناہ گار ہو جاتا ہے، چاہے حامل کارڈ سود سے یا نہ دے، اس لئے کہ جمہور کے نزدیک مالی لین دین میں فاسد شرط اس کو فاسد کر دیتی ہے۔ حرجہ کے نزدیک اتقوا عقد کے منافی اسد شرط عقد کو فاسد نہیں کرتی ہے، جیسے کہ یہ شرط لگانا کہ اس میں قصاص کا زمرہ وارد نہیں ہو گا یا یہ کہ وہ جلی و فروخت نہیں کرے گا یا کسی دوسرے کو وہ چیز بطور ہبہ نہیں دے گا۔ ہذا یہاں صرف شرط باطل ہوئی اور عقد صحیح ہو گا (دعویٰ ایسی ایمر ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴)۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ”من اشترط شرطاً

لیس فی کتاب اللہ لھو باطلہ وان کان مائلاً بشرط“ (ابو داؤد، ترمذی، تفسیر، احمد، بخاری اور سنن نے ذکر ہے) (جس نے کوئی ایسی شرط لگادی، جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو وہ باطل ہے، خواہ ایسی سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں)، اسلامی جنگوں کے مسئلہ میں بعض فتویٰ کیسوں کی رائے سے اس رجحان کی تائید ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کارڈ ہولڈر یہ شرط ہونے کے باوجود حرام شرطوں کو تطبیق دینے سے احتیاط برتتا ہے تو یہی پرکار لگائے استعمال اور اس کے معاہدہ پر دخلخہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس لئے کہ شرعی طور پر وہ باطل سے قسم میں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ صحیحین کی راایت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت پریرؓ کے متعلق حضرت یٰ بخت سے فرمایا: ”اسے لے لو اور ان لوگوں سے لے لو“ کی شرط لگا دو، اس لئے کہ وہ لایا جائی کا حق ہے جس نے آزاد کیا، ایک روایت میں ہے کہ اس کو فریہ کر آؤ اور دو اور ان لوگوں سے لے لو“ کی شرط لگا دو، اس سے مراد یہ ہے کہ حق اور شریعت کے خلاف اس شرط کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور وہ آزاد کرنے والے کے حق میں باقی رہے گا (بعض فی غلط و غلط، مصر: دار احیاء التراث العربیہ، ۱۴۲۵ھ)۔

کریڈٹ کارڈ کی اقسام اور ہر قسم کا حکم

کارڈ دکھا کر مل پر دستخط کر کے اور بینک میں اپنے اکاؤنٹ کی پنڈیشن کی اطلاع دے کر کارڈ ہونڈہ رہا ہے بینک بینکس سے نقد رقم بذریعہ A.T.M. نکال سکتا ہے۔ یا قرض حاصل کر سکتا ہے، اسی طرح وہ خریدے گئے سامان کی قیمت اور خدمات کا محض ادوا کر سکتا ہے، کارڈ ہاری کرنے والا اور حسب اتفاق ماہانہ یا سالانہ کٹوتی کے ذریعہ ادھاری ہوئی رقم حاصل کرنے کا مجاز ہوتا ہے اور بعض اوزار سے اپنے گاڑوں کو بعض تجارتی خصوصیات فراہم کرتے ہیں جیسے کہ بعض تجارتی معاملات پر کمیشن یا خریدے ہوئے سامان کی گارنٹی۔

کارڈ ٹین جنم کے ہوتے ہیں: ڈیبٹ کارڈ، چارج کارڈ، کریڈٹ کارڈ۔

ان تمام اقسام کا حکم مندرجہ ذیل ہے (الفاظ الایۃ للعصرۃ من مقالہ کار ۵۳۹، ۵۳۸):

دہلی قسّم - Debit Card

اس کارڈ کے حامل کا بینک میں بینکس موجود ہوتا ہے جس سے وہ اپنے دستخط کردہ کٹوتی کی بنا پر ہر ادوا سے اپنے خریدے ہوئے سامان کی قیمت اور اسے پیش کی گئی خدمت کا محض نکال لیتا ہے۔

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ چکارڈ اس شخص کو جاری کیا جاتا ہے جس کا بینک میں پہلے سے بینکس موجود ہوتا ہے، جس میں سے وہ سامان کی قیمت اور خدمات کا محض اپنے موجودہ بینکس کے حدود میں ادا کرتا ہے اور اس سے فوری طور پر اتنی رقم وضع ہو جاتی ہے، وہ قرض نہیں لیتا ہے۔

یہ کارڈ عام طور پر مفت دیا جاتا ہے، لہذا عام طور پر اس کارڈ کے لئے کالپ کو کوئی فیس نہیں دہلی ہوتی ہے مگر اس وقت جب وہ رقم نکال ہے، یا کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے ادارے کے تحت سے کوئی دوسری گرنٹی خریدتا ہے، چنانچہ یہ کارڈ فیس لے کر جاری

کیا جاتا ہے یا بغیر فیس کے مگر اس حال میں جب گاہک نقد رقم نکالتا ہے یا کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے علاوہ کسی دوسرے ادارہ کے توسط سے کوئی دوسری کرنسی خریدتا ہے۔

عام طور پر یہ کارڈ ملک کے اندر ملاقاتی طور پر یا بینک کی ان شاخوں کے علاقوں میں جن میں کمپیوٹر کی سہولت ہوتی ہے، استعمال کیا جاتا ہے جس میں گاہک کا اکاؤنٹ اور اس کا بینکس معلوم ہو جاتا ہے۔

بعض ادارے کارڈ تسلیم کرنے والوں سے خریدے گئے سامان یا خدمات کا ایک متعین فیصد لیتے ہیں (العلو الشریعہ لہجۃ المحدثۃ، المربعۃ فی المربعین، ۲۱، ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)۔

ذہبت کارڈ جاری کرنے کے جواز کی دو شرطیں ہیں:

- ۱- صاحب کارڈ اپنے بینکس یا ڈپازٹ سے رقم نکالے گا
- ۲- اس کارڈ کے ذریعہ معاملہ کرنے پر کوئی اضافی سود مرتب نہیں ہوگا۔

اس کارڈ کا فائدہ

اس کا فائدہ یہ ہے کہ صاحب کارڈ باسانی نقد رقم نکال سکتا ہے، سامان خرید سکتا ہے اور خدمات حاصل کر سکتا ہے۔ اسے نقد رقم ساتھ رکھنے یا اسے لے کر سفر کرنے کا کوئی خطرہ نہیں اٹھانا پڑتا ہے، لیکن اپنے مقصد کے لئے وہ اس کارڈ کے ذریعہ قرض نہیں لے سکتا ہے۔ کبھی کبھی یہ کارڈ لون دینے کے معاہدہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس وقت یہ کارڈ اپنی جہیم کے قانون کے خلاف لون دینے کا ذریعہ شمار کیا جاتا ہے۔

اس کا شرعی حکم

یہ جائز ہے بشرطیکہ اس کا مال اپنے بینکس یا اپنی ڈپازٹ سے رقم نکالے اور اس پر کوئی اضافی سود مرتب نہ ہو، اس لئے کہ وہ اپنے مال ہی میں سے نکالتا ہے، نیز بینک سے اپنے بینکس

سے زیادہ نکالنا اس کے لئے جائز ہے اگر بینک اس کی اجازت دیتا ہے اور اس پر اس فی رقم کی شرط نہیں رکھتا ہے، اس لئے کہ یہ ایسا قرض ہے جس کی بینک نے اجازت دی ہے اور بینک کے لئے جائز ہے کہ وہ کارڈ کو تسلیم کرنے والے سے فروخت کئے گئے سامان کی قیمت کے لحاظ سے ایک شخصین تناسب لے۔

یہ تمام معاملات ایسے ہیں جن پر شرعی ممانعت مرتب نہیں ہوتی اور اصلاً اس طرح کے معاملات صحیح ہیں۔

ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کے درمیان فرق

اس میں قرض سے بینک کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ قرض براہ راست صاحب کارڈ کے بیلنس سے کٹ کر بغیر کسی دوسری کارروائی کے تاجر کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جہاں تک کریڈٹ کارڈ کا تعلق ہے تو بینک کا اخراجات میں بیان کی رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوتا ہے جنہیں متعلق علیہ اضافہ پر کام کرنے والا تاجر بینک کو پیش کرتا ہے یہ صودہ غیر شرعی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ساتھ شرائط کے ساتھ ملانے والی کارڈ جاری کرتا جائز ہے، اس لئے کہ اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ اس کا معاہدہ صاحب کارڈ کو کریڈٹ کی سہولیات مہیا نہیں کراتا ہے جس پر اضافی سود مرتب ہوتا ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے بینک اور تاجر سے اس کے تعلق کے حوالہ سے اس کی حیثیت

یہ صودہ حوالہ کی ہے اور حوالہ اسلام میں بالاتفاق جائز ہے، لہذا یہ صہ حسب کارڈ کی طرف سے اس بینک کے ساتھ حوالہ ہوتا ہے جس میں کھاتے دار کا اکاؤنٹ ہوتا ہے، تو بینک قبول کئے گئے تاجر کی طرف رقم کو منتقل کر دیتا ہے اور محال علیہ بینک سے حوالہ قبول کرتا اور دغا بھری اور احمد بن حنبل کے نزدیک واجب ہے (المعنی لابن قدامہ ۴/۵۲، المعیون: بکری، المغیرانی ۱۰/۸۰)۔

دوسری قسم - چارج کارڈ (Charge Card)

یہ وہ قسم ہے جس میں بینک صاحب کارڈ کو ایک متعین حد میں قرض لینے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ مفید یا سنہرے کارڈ کے حساب سے ہوتا ہے اور ایک متعین مدت کے لئے ہوتا ہے جس کو پوری طرح اس متعین وقت پر ادا کرنا ہوتا ہے جس پر اجراء کے وقت دلوں کا اتفاق ہوتا ہے، ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں اس کے حامل پر سود کی اضافی رقم مرتب ہو جاتی ہے اور کریڈٹ کارڈ کی اصل صورت بھی ہے۔

یہ کارڈ سہولیات پر مشتمل نہیں ہوتا ہے، یعنی مطلوبہ رقم قسط وار نہیں دی جاتی۔ یہ طریقہ بڑی حد تک قرض لینے کو آسان بنا دیتا ہے، جسے ہر مہینہ ادا کیا جاتا ہے یعنی یہ متعین مدت کے لئے متعین حد تک قرض لینے کا ذریعہ ہے نیز یہ ادائیگی کا ذریعہ بھی ہے۔

اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں (المنہج المذہبی، ج ۱، ص ۲۱۰-۲۱۱):

الف۔ اس کا استعمال خریدے گئے سامان کی قیمت اور خدمات کا عوض دینے اور متعین حد تک نقدی رقم نکالنے کے لئے ہوتا ہے جس کی مدت محدود ہوتی ہے اور اس میں قسط نہیں ہوتی ہے۔

ب۔ اس میں صاحب کارڈ کو ایک متعین مدت کے اندر خریدے گئے سامان یا سروسز کی قیمتوں کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح یہ قرض دینے اور قیمت کی ادائیگی کا بیک وقت ذریعہ ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے حامل پر مہلت کے دوران کسی قسم کی اضافی رقم مانگ نہیں ہوتی لیکن جب وہ متعین مدت میں ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو پھر اس پر اضافی رقم مرتب ہو جاتی ہے اور یہ روایتی تجارتی بینکوں میں ہوتی ہے۔ جہاں تک اسلامی بینکوں کا تعلق ہے وہ اس میں اس پر اضافی رقم مانگ نہیں ہوتی ہے۔

عملی نتیجہ یہ نکلا کہ اس کارڈ کا حامل خریدے گئے سامان کی قیمت ادا کرنے اور خدمات

کا عوض ادا کرنے کے لئے ایک عملی مدت پاتا ہے۔ اسی لئے اس کارڈ کو بٹا خیر ادا چسکی کا کارڈ کہا جاتا ہے۔

۱- صاحب کارڈ سامان کی خریداری اور حصول خدمات کی قیمتوں سے زیادہ بینک کو ادا نہیں کرتا ہے اور بینک ان کے تا جروں سے اس کے فروقت کردہ سامان یا خدمات پر کمیشن لیتا ہے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی صاحب کارڈ سے کمیشن نہیں لیا جاتا ہے۔

۲- ادا کردہ کارڈ کو تسلیم کرنے والے سہ جز کو کریڈٹ کی حد تک سامان کی قیمت اور خدمات کا عوض ادا کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے درمیان فرق

اول الذکر کارڈ دوسرے سے کئی مایوں سے مختلف ہے اس میں تکنیک بہت اہم ہیں:

۱- تمام بینک اس کارڈ کے اجراء اور تجدید پر فیس لیتے ہیں اور کریڈٹ کارڈ کی تجدید پر فیس نہیں لیتے اور ناس پر عام طور سے سالانہ فیس ہوتی ہے۔

۲- پہلا کارڈ استعمال کرنے والوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ مینڈ کے آخر میں ان پر عائد ہونے والی ساری رقم ادا کریں۔ جہاں تک کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے والوں کا تعلق ہے تو انہیں بینک سے قرض ملتا ہے اور صاحب کارڈ کو اختیار ہوتا ہے کہ جس طرح چاہے ادا کرے۔

۳- پہلے کارڈ میں قرض داری کی حد بہت جڑی ہے اور صاحب کارڈ ہر مینڈ کے آخر میں اس کی ادائیگی لازم ہوتی ہے یا پھر ایک مختصر سی مدت میں کریڈٹ کارڈ میں قرض داری کی حد جڑی نہیں اور اس کے حامل کو معینہ مدت کے دوران اضافی رقم کے ساتھ ادائیگی کی مہلت دی جاتی ہے۔

چارج کارڈ کا شرعی حکم

اس کا استعمال شرعاً ممنوع ہے، کیونکہ اس میں سودی لین دین ہوتا ہے۔

لیکن مندرجہ ذیل شرائط پر اس کارڈ کا جاری کرنا شرط بن جائے:

- ۱- صاحب کارڈ پر ادائیگی کی تاخیر کی صورت میں اضافی سود کی شرط نہ لگئی جائے۔
- ۲- شرعی طور پر حرام کاموں میں کارڈ استعمال نہ کیا جائے اور نہ کارڈ ضبط کر لیا جائے گا۔
- ۳- صاحب کارڈ بطور ضمانت نقدی رقم جمع کرتے وقت اس بات کی صراحت لازماً کرنے کی ادارہ مضاربہ کے طریقہ پر اس کے مال کی سرمایہ کاری کرے گا اور منافع دونوں کے دو میان متعینہ تقاسم سے تقسیم ہوں گے۔

تیسری قسم - کریڈٹ کارڈ

یہ ایسا کارڈ ہے جسے بینک کے اکاؤنٹ کے لئے جاری کرتا ہے، اس طور پر کہ انہیں خرچہ کرنے اور معین شرح میں رقم نکالنے کی اجازت ہے اور انہیں قرض مؤجل قسط وار ادا کرنے کی سہولت دی جاتی ہے اور ہفت بوقت بڑھنے والے قرض کی ادائیگی میں بھی، لیکن اس پر سود کی صورت میں اضافی رقم مرتب ہوتی ہے، اس قسم کا کارڈ دنیا میں بہت عام ہے۔ اس میں Visa اور Master Card سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

اس کی تین قسمیں ہیں:

- ۱- سنور کارڈ یا نام کارڈ: اس میں صاحب کارڈ کو ایک بڑی حد سے اوپر قرض لینے کی اجازت نہیں ہوتی، مثلاً دس ہزار ڈالر۔
- ۲- سنہرا کارڈ یا ممتاز کارڈ: اس میں صاحب کارڈ کو حد سبقت سے بڑھ کر قرض لینے کی اجازت ہوتی ہے، اور کبھی کبھی تو اس میں شرح رقم کو معین ہی نہیں ہوتا ہے، جیسے امریکن ایکسپریس کارڈ جو صرف بڑے بڑے، لدلوں کو بھاری فیس پر دیا جاتا ہے۔

۳- پلاسٹک کارڈ: کھاتے دار کی مالی حیثیت اور بینک کے اس پر اعتماد کے حساب سے اس کارڈ کی کچھ اضافی خصوصیات اور امتیازات ہیں، یہ کارڈ معمولی قرض اور بھاری قرض

دیتے ہیں: خلاف مشورہ اس کے قریب ہونے پر مفت بدل دینے، ہوٹلوں میں اور کرایہ پر گاڑیاں لینے میں ڈسکاؤنٹ کرنے نیز بطریقہ کمیشن کے ساتھ چیک دینے پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں زیر ماسٹر کا روم، امریکن انکسپریس جی ایس ایس وقت کی زیادہ رائج ہیں۔ اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

تلف۔ یہ متعین شرح سے آخر وقت کے اعتبار سے چھوٹے دہنے والے قرض کا حقیقی ذریعہ ہے جس کا تعین کارڈ جاری کرنے والا ادارہ کرتا ہے، ایسا دانگی کا بھی ذریعہ ہے۔

ب۔ اس کا حائر خریدے گئے سامان کی قیمت اور خدمات کا عوض دے دیتا ہے، اور جس حد تک قرض لینے کی اس کو اجازت ہوتی ہے اتنی رقم نکال سکتا ہے۔ اگروں کی کوئی حد متعین نہ ہو تو جتنی رقم چاہے نکال سکتا ہے۔

ج۔ اس کے ذیل کو بغیر کسی اضافی سود کے مطلوبہ رقم جمع کرنے کی سہولت ملتی ہے، جیسا کہ اس کو ایک متعین مدت دی جاتی ہے کہ وہ اس کے اندر اضافی سود کے ساتھ باقی خیرہ کر دے لیکن نقد رقم نکالنے کی صورت میں اسے سہولت نہیں دی جاتی ہے یعنی قرض کی ادائیگی فوراً نہیں ہوتی ہے جب تک متعین مدت کے درمیان اور رابطہ دار ہوتی ہے۔

د۔ یہ کارڈ بھی ایسی کمپنی کو دیا جاتا ہے جن کا پہلے سے چیک بکنس نہیں ہوتا ہے یا ان کے مالی پینٹس کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔

ہ۔ کبھی کبھی اس کارڈ کے جواز پر سالانہ فیس نہیں لی جاتی ہے جیسا کہ برطانیہ میں ہے یا برائے نام نہیں لی جاتی ہے جیسا کہ امریکہ میں ہے اور جنکوں کی پوری آمدنی کا دار و مدار ان جروں سے ہی ہوتا ہے ورنہ رقم ہوتا ہے۔

اس کا شرعی حکم

اس کارڈ کے ذریعہ لین دین حرام ہے، اس لئے کہ یہ سودی قرض کے معاہدہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس کا حامل اسے قسط وار سودی قائلہ۔ رائے ساتھ دلا کرتا ہے۔

ہے اس لئے کہ یہ فیس صاحب کارڈ کو کارڈ رکھنے کی اجازت دے گا اور اس کی خدمات سے استفادہ کرنے کے عوض ہے۔

۳- کارڈ کے ذریعہ نقدی رقم نکالنے کی فیس

الف- صاحب کارڈ کے لئے (A.T.M) وغیرہ کے ذریعہ اپنے بینکس سے نقد رقم نکالنا جائز ہے اور وہ رقم اس کے بینکس کے حصے میں ہو یا بینکس سے زیادہ جس پر کارڈ جاری کرنے والا اسلامی بینک بغیر سودی عائدے کے راضی ہو۔

ب- کارڈ جاری کرنے والے اسلامی بینک کے لئے نقدی رقم نکالنے کی خدمت فراہم کرنے پر مناسب کمیشن عائد کرنا درست ہے جو کہ نکالی گئی رقم سے مربوط نہ ہو یا اس کی کوئی متعین شرح نہ ہو۔

پ- کمیشن درست ہیں، اس لئے کہ اجرت متعین ہے اور وہ نکالی گئی رقم کے تناسب سے مربوط نہیں ہے جس پر شریعت میں محمود بینک سود کا حکم منطبق ہوتا ہے۔

ج- اگر بینک صاحب کارڈ پر یہ شرط عائد کرے کہ اس کارڈ کے استعمال کے لئے اسے کچھ بینکس جمع کرنا ہوگا تو بینک کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس کارڈ ہولڈر کو اپنے اکاؤنٹ میں جمع کردہ رقم کی سرمایہ کاری سے روکے، اس لئے کہ اس نے یہ رقم بینک کے پاس شرعی مصلحت کی بنیاد پر رکھی ہے۔

۳- کارڈ جاری کرنے والے کی طرف سے عطا کردہ امتیازات

الف- صاحب کارڈ کو ایسے امتیازات فراہم کرنا جو شرعاً جائز ہوں، درست ہے جیسے کہ خدمت کے حصول میں ترجیح دینا اور ہولوں، ریسٹورانوں وغیرہ اور ہوائی کمپنیوں میں رعایتیں دینا۔

ب۔ صاحب کار کو شرعی طور پر حرام امتیاز فراہم کرنا جائز نہیں ہے جیسے کہ کرشنکی لائف انشورنس یا غیر شرعی جگہوں جیسے شراب خانہ، رقص گاہ، قلعہ جری ساحل میں جانا، یا حرام تنہا کھانا پینا وغیرہ اور قلعہ وغیرہ کی سہولیات فراہم کرنا۔

۵۔ کارڈ کے ذریعہ سونے چاندی یا نقد رقم کی خرید و

ڈیٹ کارڈ کے ذریعہ سونے چاندی یا نقد رقم کی خرید واری شرعاً جائز ہے، اس لئے کہ خرید واری میں ملکی طور پر قبضہ ہونا شرعاً معتبر ہے، اس طور پر کہ کارڈ تسلیم کرنے والے فریق کے اوائلی واپس پر دستخط ہو جائے، نیز کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بھی جائز ہے، اگر اسلامی بینک صاحب کارڈ کو بغیر عت کے رقم ادا کرے اس طور پر کہ وہ خرید واری کا ذریعہ ہے۔

کارڈ کے مختلف فریقوں کے درمیان تعلقات کی شرعی نوعیت

کارڈ کے فریقوں کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

۱۔ کارڈ جاری کرنے والے اور صاحب کارڈ کے درمیان تعلق

۲۔ کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر کے درمیان تعلق

۳۔ صاحب کارڈ اور تاجر کے درمیان تعلق

اس میں ہر فریق کا دوسرے فریق سے دوبر تعلق ہے اور کبھی کبھی یہ تعلق سہ طرفہ ہو جاتا ہے، ایک کارڈ جاری کرنے والا دوسرا صاحب کارڈ اور تیسرا تاجر۔ کارڈ کے استعمال کے لحاظ سے عتو بھی تین قسم کے ہو جاتے ہیں۔

۱۔ کارڈ جاری کرنے والے اور صاحب کارڈ کے درمیان تعلق

یہ قسم کا تعلق ہوتا ہے صاحب کارڈ اس کے ذریعہ جس قدر رقم نکال سکتا ہے جس کا اس کے ور بینک کے درمیان اتفاق ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ قرض کے بدلہ اضافی سود اور انٹریس

کرے گا، اس لئے کہ ہر قرض جس میں اضافہ کی شرط ہو حرام ہے، جہاں تک کارڈ جاری کرنے کی فیس ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ وہ خرق اور طرازمین کی خدمت کے بدلے ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے کو جس وقت وہ چاہے منع کرنے اور معاہدہ توڑنے کا حق حاصل ہے، چنانچہ کارڈ کی ملکیت کا حق اس کی طرف لوٹ آئے گا اور وہ جب چاہے پھر اس کو واپس لے سکتا ہے، یہ احکام شریعت کے موافق ہے، اس اعتبار سے قرض دینے والے کے لئے فی الحال یا مستقبل میں قرض کے بدل کا کیا جائز ہے اور یہ قرض کو جمع کرنا ہے۔

صاحب کارڈ پر قرض کی اس مختص مقدار کو متعین وقت میں کارڈ جاری کرنے والے ادارے کو واپس کرنا ضروری ہے اور قرض کا بدل واپس کرنے میں یہ اس کے اوپر شرماء واجب ہے۔ صاحب کارڈ تاجر کو سامان یا خدمت کی قیمت لینے کے لئے کارڈ جاری کرنے والے جگہ سے فیس نہیں لے گا، صاحب کارڈ یا قرض کے ذمہ سے بری ہو جائے گا اور پورے قرض کو واپس کرے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے صاحب کارڈ اور کارڈ ہارڈی کرنے والے کے درمیان مطلق حوالہ کا تعلق ہے اور وہ ایسے کہ ایک شخص دوسرے کو اپنے قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار بنا دیتا ہے۔ اپنے اوپر عائد ہونے والے قرض سے اس کو مقید نہیں کرتا ہے اور محال علیہ حوالہ کی ادائیگی منظور کرتا ہے۔ یہ صورت اختلاف کے نزدیک جائز ہے (راجع تصانیف ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵،

اس حوالہ کی شروعات میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ شخص واحد پر ہو یا کسی ادارہ پر یا کسی ایسے فریق پر جو قرض کی ادائیگی پر راضی ہو۔

درحقیقت یہ کارڈ جاری کرنے والوں کے حق میں کفالت کا تعلق ہے، یعنی کارڈ جاری کرنے والا صاحب کارڈ کے مال کا کفیل ہے جو تاجر وغیرہ کا قرض ادا کرتا ہے اور ان دونوں کے درمیان ضمانت کا تعلق ہوتا ہے۔

بعض کاروبار خان اسی طرف ہے، یعنی یہ کہ کارڈ جاری کرنے کے فوراً بعد اس چیز کی ضمانت عائد ہو جاتی ہے جو ابھی واجب ہی نہیں ہوا ہے۔ یہ صورت شوافع کے علاوہ جمہور کے نزدیک شرعاً جائز ہے (مقتدا بہ سائرہ فی الملل، المکتبۃ الاسلامیہ، لاہور، ص ۱۳۴)۔

یہ سرمایہ دارانہ نظام میں یا قانونی رجحان میں صحیح موقف ہے لیکن شرعاً یہ ایک ایسا موقف ہے جو اگرچہ ظاہری طور پر درست معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت جو بعد میں عیش آتا ہے وہ ہماری شریعت کے اعتبار سے درست نہیں ہے، اس لئے کہ ضمان یا کفالت بالکل مفت معاہدہ ہوتا ہے اور یہ ضمانت دینے والے ادارے خیراتی فخر نہیں ہیں، بلکہ یہ نفع اور فائدہ کی خواہش رکھتے ہیں، خواہ صاحب کارڈ پر عائد ہونے والی رقم پر متعین مدت کے اندر جمع نہ کر پانے کی صورت پر اضافی سود مرتب کر کے یا تاجر کے مستحق فنس سے حبیذہ فیصد حاصل کر کے، پھر کارڈ جاری کرنے کے وقت یا سالانہ تجدید کے وقت بھاری کمیشن حاصل کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں شریعت اسلامیہ کی ضمانت اور کفالت کے اصول سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔

اسی طرح صاحب کارڈ کے حوالہ سے اس تعلق کو وکالت علی الاجر کہنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں صاحب کارڈ کی طرف سے وکالت اپنے خالص معنی میں صادر نہیں ہوتی۔ وہ کارڈ جاری کرنے والے کو توکیل کی بنا پر قرض کی ادائیگی کا اجر نہیں دیتا ہے بلکہ وکالت کا معنی اس وقت واضح ہوتا ہے جب بیک اپنے وکیل کی طرف سے مطلوبہ رقم کی ادائیگی کرتا ہے، بشرطیکہ وہ رقم کھاتے دار کی طرف سے موجود ہو اور اس سے نکالی گئی رقم کی ادائیگی ہو جاتی ہو۔

چنانچہ میرے نزدیک رائج یہ ہے کہ فقہ اسلامی میں کارڈ جاری کرنے والے اور صاحب کارڈ کے درمیان تعلق صاحب کارڈ کے اہتمام سے حوالہ کا ہے۔

۲- کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر کے درمیان تعلق

یہ محض تجارتی تعلق ہوتا ہے جس کی بنیاد وکالت، بلا جبرۃ پر ہوتی ہے، اس طور پر کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک تاجر کا وکیل ہوتا ہے کہ وہ صاحب کارڈ کی خریداری کے بدلے حاکم ہونے والی رقم کو قبضہ میں لے کر تاجر کے اکاؤنٹ میں ڈال دے، اسی طرح بینک حامل کارڈ کے بینکس سے رقم نکالنے میں بھی تاجر کا وکیل ہوتا ہے۔

فقہاء نے وکالت بلا جرحہ اور بدون اجرت کو بلا اتفاق جائز قرار دیا ہے، وکالت بلا جرحہ کا حکم اجارات کے حکم کی طرح ہے اور بدون اجرت وکالت وکیل کی طرف سے معروف ہے۔ (التواہین المربعہ لابن جریر، ۳۲۹، مجمع فہم، ۱۳۵۴/۱۳۵۵)۔

کارڈ جاری کرنے والا ادارہ خریداری کے لئے کارڈ سے پیچھے، نیز سامان کو رواج دینے، مارکیٹنگ کرنے، تجارتی مقام، ہوٹل وغیرہ کی تقسیم کرنے اور اشیاء کی قیمتیں دلانے کے عوض کمیشن لے سکتا ہے۔ یہ دفتری اخراجات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

یہ وی کمیشن ہے جس کی عاجز پروکارڈ جاری کرنے والے ادارہ کی طرف سے شرط ہوتی ہے، یعنی اشیاء فروخت کی قیمتوں سے کمزوری، سود نہیں اور نہ "صع و تعجیل" جیسی کوئی اضافی رقم (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (

۳- صاحب کار و اور تاجر کے درمیان تعلق

یہ اشیاء کی خرید و فروخت اور ہوتوں میں استعمال ہونے والی چیزیں پیش کرنے کا تعلق ہے، یا ہوتوں میں کرایہ پر لینے اور دینے کا تعلق ہے اور صاحب کار یا اجارہ دار کو من یا اجرت حاصل کرنے کے لئے ہینک پر محمول کر دیتا ہے، یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ میں ممانعت کی وجہ سود کا پایا جانا یا قرض پر سودی اضافہ کی شرط ہے یا اس وجہ سے کہ اس میں شرعی ممنوعات کا ارتکاب ہوتا ہے۔

دہی بات اس کارڈ کی جس سے براہ راست بیلنس سے رقم نکالی جاتی ہے تو اس کا شرع قرض والے کارڈ میں نہیں ہوتا ہے اور اس پر نقد اسلامی میں ثابت شدہ قرض کے احکام مطبق نہیں ہوتے ہیں مگر جب صاحب کارڈ کسی دوسرے بینک سے قرض لے جس کی ادائیگی اس کے بینک سے کی جائے اور وہ بینک اس پر قرض ہونے کی حیثیت سے کھین عائد کرے، چنانچہ اس وقت یہ اقرض کے باب سے ہوگا اور اس پر قرض کی حلت و حرمت کے احکام جاری ہوں گے۔

اور چونکہ اس کارڈ میں تعلق اقرض کا نہیں ہوتا ہے، لہذا خرید کی قیمت میں اضافی رقم کی ممانعت نہیں ہے یا غیر ملکی کرنسیاں نکالنا سودی اضافہ کے قبیل سے نہیں ہے، اس لئے کہ ممنوع اقرض نہیں پایا جا رہا ہے، چنانچہ سودی اضافہ بھی نہیں ہوگا اور یہ خیراتی کام یا قرض حسن کے قبیل سے ہے اور ایسا کارڈ شرعاً مباح ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا شرعی متبادل

روایتی تجارتی بینکوں کی طرف سے جاری کردہ کریڈٹ کارڈ کے شرعی بدل پر اکتفا کرتا ممکن ہے، اس طور پر کہ کارڈ کے نظام میں ترمیم کی جائے اور انہیں شرعی ممنوعات سے خالی کر دیا جائے، اس میں سب سے اہم انٹرنٹ سے پرہیز کرنا ہے۔

لیکن ان ترمیم شدہ کارڈ کو رواج دینے میں عملی حل کی ضرورت ہوگی اور یہ بھی عملی اشکال ہے۔ اس کا حل اس طرح ہو سکتا ہے کہ ماہانہ ساؤنٹ کارڈ اور مراہی کارڈ جاری کیا جائے۔

۱۔ ماہانہ فیس کارڈ (Charge Card)

یہ ایسا کارڈ ہے جس کو اسلامی بینک اس شرط پر جاری کرتا ہے کہ وہ بعض بینکوں میں ماہانہ تحفہ کی مقدار سے کارڈ کے ذریعہ رقم نکالنے کی شرح متعین کر دیتا ہے اور بعض دوسرے

لوگوں میں اس کا تھیں محمدؐ کو کے اسی فیصلہ سے ہوتا ہے، ایسا یا تو تنخواہ کی ضمانت پر ہوتا ہے یا بینک کے نزدیک کسی دوسری ضمانت کی بنیاد پر بشرطیکہ بینک اس پر کوئی اعتراض نہ لے۔

اس کارڈ کی صورت یہ ہے کہ یہ وکالہ کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، اگر کھاتے دار کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم موجود ہو جتنی اس سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ نکالی گئی ہے اور وکالہ بالا جر اسلام میں جائز ہے جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔

لیکن اگر کھاتے دار کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم نہ ہو تو بینک اپنے کھاتے دار کے لئے قرض حسن کے طور پر اس کی ادائیگی کرتا ہے۔ ایسا یا تو تمام تنخواہ کی ضمانت پر ہوتا ہے یا کسی دوسری مناسب اور ضمانت کرنے والی ضمانت کی بنیاد پر اور یہ جائز اور مستحب ہے۔

لہذا ایسے اسلامی بینک منافع سے خالی خدمت انجام دیتے ہیں اور سود کے شہ نہ سے دودھ کر اور بھی شرعاً مطلوب ہے، اس لئے کہ سرمایہ کار کو یہ عائد ہونے والا انٹرسٹ حرام سود کی ایک قسم ہے، کیونکہ وہ سودی قرض کی طرح ہے اور بروہ قرض جو بیع کا باعث ہو سود ہے۔ یہ طریقہ بڑی آسانی سے قابل عمل ہو سکتا ہے۔

۲۔ مراہی کارڈ

یہ وہ کارڈ ہے جس کی بنیاد خرید و فروخت ہوتی ہے۔ یہ اس طرح کہ صاحب کارڈ اس بینک کی طرف سے جوئی انور قیمت کی ادائیگی کرتا ہے جو چاہے خرید سکتا ہے اور خریدی ہوئی چیز کا مالک ہوتا ہے، جس پر اس کی جانب سے اس کا مکمل قبضہ کرتا ہے پھر وہ اسے اپنے آپ کیل سے نفع پر فروخت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ سچ ملو کہ فنی کی ہوتی ہے اور یہ خریدنے کا قسم دینے والے کے لئے مراہی کی صورت ہے۔ بین الاقوامی اسلامی نقد اکیڈمی نے اس معاملہ کو ملکیت اور قبضہ کی شرعا کے ساتھ درست قرار دیا ہے۔

لیکن اس مراہی کا اختیار کرنا مفید ذرا ہے۔ اس لئے کہ صاحب کارڈ اپنے کارڈ لے کر

مختلف شہروں اور ملکوں میں جاتا ہے اور کسی متعین شہر میں بینک کے ساتھ ہر معاملہ میں اتفاق اس کے لئے مشکل ہے۔ یہ صورت معاہدہ خریداری کے باہمی وعدے کو فریقین کے لئے قف، لازم کرنے پر موقوف ہے جسے ریاضا لازم وعدہ پر قیاس کیا گیا ہے جو اسٹوڈنٹوں کے نزدیک محل نظر ہے۔ اس میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ صاحب کارڈ کو ہونٹوں اور ریستوران میں خدمات کی ضرورت ہوگی جو یہ کارڈ اسے فراہم نہیں کرتا۔

بعض اسلامی بینکوں کی طرف سے جاری کئے جانے والے کریڈٹ کارڈ کا حکم بعض اسلامی بینکوں سے جاری ہونے والے کریڈٹ کارڈ کی اس وقت دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں حسب ذیل ہیں (مقالہ: حفاظۃ الائمان بین انصار، انصار و انصار البروہ: ۲۲۴، ۲۲۵)۔

پہلی مثال سرمایہ کاری ویزا: اسے کوئی فائننشل ہاؤس اس نام سے جاری کرتا ہے۔ کویت کے اس ادارہ کی فتویٰ کمیٹی اور شرعی رہنمائی بورڈ نے مراجعہ کریڈٹ کارڈ میں کچھ شرعی ترسیلات کی ہیں۔ ان میں سب سے اہم تاخیر کی صورت میں انٹرسٹ کو لغو کر دینا ہے اور کارڈ کو کھاتے دار کے اکاؤنٹ سے مربوط کرنا ہے نیز حامل کارڈ کے اکاؤنٹ سے خریداری کی قیمت کی ادائیگی ہے۔ تو قطعی یا دو ادا کر پانے پر اور یہ کہ جب اکاؤنٹ کھلے تو کھاتے دار کو ناجائز کر دیا جائے کہ اس قرض کی ادائیگی کے لئے بیٹنس مہیا کرنا ضروری ہے۔

یہ ضابطے اس ویزا کو کریڈٹ کارڈ کے مشابہ بناتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں قرضوں کی ادائیگی صاحب کارڈ کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے، البتہ لائف انشورنس کا امتیاز اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس مسئلہ کا حل ابھی نہیں ہوسکا ہے۔

اس کا ذکی تمام کارروائیاں یا تو کالہ جہا جہ پر مشتمل ہیں یا مفت کفالہ پر یا ایسے معمولی قرض پر جو بعض اوقات بغیر انٹرسٹ کے ہوتا ہے۔

دوسری مثال۔ رائجی ویزا: اس کو سرمایہ کاروں کی رائجی بینکنگ کمپنی جاری کرتی ہے، درحقیقت شرعی کمپنی نے اس کارڈ کو قانون کی ایک دفعہ حذف کرنے کے بعد پاس کیا ہے۔ وہ تاخیر کا عنصر ہے، اس طرح کمپنی کی ادائیگی کھاتے دار کے کمرے کا ڈسٹ سے کی جائے گی اور اگر اس میں کافی رقم موجود نہ ہو تو نقد انشورنس سے کی جائے گی اس شرط پر کہ وہ اپنے اوپر اس وقت کا ہونے والی انشورنس کی رقم فوراً مہیا کرے اور صاحب کارڈ کو پے منٹ کی بجائے رقم نکالنے یا قرض دینے کی سہولیات حاصل نہیں ہوں گی۔

کمپنی نے ان اصولوں کو اس شرط پر پاس کیا ہے کہ رائجی کمپنی کی طرف سے کارڈ جاری کرنے پر کسی قسم کا غائبی یا خفیہ سود نہ لینا جائے گا نہ دیا جائے گا، چاہے معاملہ اس کے کارڈوں سے ہو یا عنصر بینک ویزا کمپنی سے یہ پھر معاملہ کی فریق عنصر بینک ویزا کمپنی اور رائجی کمپنی کے درمیان کوئی کمپنی ہو۔

کمپنی نے غیر ملکی کرنسیوں کی تبدیلی کا نرخ اس دن کارڈ استعمال کرنے والوں کے لئے رائجی کمپنی کی جانب سے اعلان کئے گئے نرخ کے اعتبار سے مقرر کیا ہے۔

کمپنی نے نقدی رقم نکالنے پر کمیشن لینے سے منع کیا ہے اور کارڈ جاری کرنے سے متعلق فیس، سالانہ فیس اسی طرح تاجر اور خدمت پیش کرنے والوں کی رقم کا ایک حصہ کاٹ کر ان کے بلوں کی ادائیگی کرنے کی اجازت دی ہے۔

یہ دونوں مثالیں عام تجارتی بینکوں کے کارڈ کا صحیح اسلامی بدلہ بناتی ہیں بشرطیکہ کارڈ استعمال کرنے والے عام حالات میں اجازت یافتہ ہو۔

اس سے ملتی جلتی ایک مثال بحرین میں عربی بینکنگ ادارہ بھی ہے، جو ابھی تجربہ کے دور سے گزر رہا ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ذرائع مواصلات کی تیز رفتار ترقی نے پوری دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔ دور دراز فاصلوں پر مقیم لوگوں سے رابطہ قائم کرنا آسان ہو گیا ہے، اور اس نے تجارت اور کاروبار کی دنیا کو وسیع کر دیا ہے، فاصلے جس قدر سینٹے جاتے ہیں، تجارت کا دائرہ اسی قدر پھیلتا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے جموں کی حفاظت، لین دین اور رقوم کی ترسیل میں بینکوں کی اہمیت بھی بڑھتی جا رہی ہے، بینک اب نہ صرف کھاتہ داروں کی رقوم کی حفاظت کرتے ہیں، اور بعض صورتوں میں ان کی جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ انہیں واپس کرتے ہیں، بلکہ بہت سے ایسے کام بھی انجام دیتے ہیں جن کے لئے ماضی میں بہت تک دو کو کرنی پڑتی تھی اور کثیر افرادی اور مالی وسائل کی ضرورت پڑتی تھی۔

اسی سلسلہ میں بینک مختلف قسم کے کارڈ بھی جاری کرتے ہیں، اور مقررہ قواعد کے مطابق کارڈ ہولڈرس کو سہولتیں مہیا کرتے ہیں، اس سلسلہ میں تین قسم کے کارڈ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اے ٹی ایم کارڈ (ATM Card)، ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) اور کریڈٹ کارڈ (Credit Card)۔

اے ٹی ایم کارڈ

اے ٹی ایم کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس دھن سے جاری کرتا ہے کہ اس کے

ذریعہ اپنے شہر یا ملک یا کسی دوسری جگہ کہیں بھی موجود اسے اپنی ائمہ نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کر سکیں۔ اس کارڈ کے ذریعہ آئی اپنی مع کروہ رقم سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور اس کو حاصل کر سکتے ہیں، اس کے لئے انہیں سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جہاں تک رقم کی حفاظت اور بوقت ضرورت رقم کی واپسی کی بات ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس کی حیثیت قرض کی ہے، بینک و سروسوں سے خواہش کرتا ہے کہ لوگ اسے پیسے دیں، وہ پیسے دینے والے کے حسب خواہش اسے ادا کر دے گا، اس مرتبہ بینک کی حیثیت قرض لینے والے کی ہوتی، اور یہ دو رکہی حیثیت قرض دینے والے کی، نیز اسے فی اہم کارڈ کی حیثیت قرض کے وثیقہ کی ہوئی کہ قرض دہندہ جب چاہے کارڈ دکھا کر اسے حاصل کر لے اور یہ جائز ہے، البتہ ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس شرط کے ساتھ کسی کو قرض دینا کہ ”وہ فلاں دوسرے شہر میں اس کا قرض لوٹا دے“ کو فقہاء کی اصطلاح میں سختی کہتے ہیں، سختیہ کو شرط فیہ تو مطلقاً ناجائز کہتے ہیں (مہذب ۳/۳۰۴) اور فقہاء، لکھیے نے بھی موضع کیا ہے، لیکن بحالت ضرورت اگر مالی کی حفاظت کی طرح پر ہو سکے تو اس کی اجازت دی ہے (حاشیہ فی الفقہ ۱/۱۱۴)۔

فقہاء و مجاہد کے یہاں اس کی اجازت ہے، اگر دوسرے شہر میں اور بھی کسی کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے (امنی ۳/۳۰۴)۔ لیکن رائے علامہ ابن قیم کی بھی ہے (علامہ المغنی ۱/۳۹۰)۔ اور فقہاء حنفیہ کے نزدیک اس طریقہ پر معاوضہ نہ کرو: ہے (امنی ۱/۳۰۴)۔

جن حضرات نے اسے ناجائز یا مکروہ یا بوقت ضرورت ہی جائز قرار دیا ہے، انہوں نے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض پر کسی بھی قسم کے نفع اٹھانے کو منع فرمایا ہے، کیونکہ قرض پر کسی بھی قسم کا نفع ماننے میں سود کا شبہ پیدا ہوتا ہے، اور سختی کے ذریعہ راستے سے حضرات نے حفاظت کا فائدہ اٹھایا، بار بار ہے، لیکن سختی کی حقیقت کے سلسلہ میں فقہاء ان تصریحات کا گہرائی سے جائز و ناجائز ہونے کو محصور ہوتا ہے کہ اس کی صورت سختی کے دائرہ

میں نہیں آتی ہے، کیونکہ سلجہ میں یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ اس قرض کو دوسرے شہر میں ہی وصول کرے گا اور خاص طور پر کسی مقصد کے لئے قرض لینے والے کو یہ رقم حوالے کی جاتی ہے، چنانچہ علامہ سرخسی (متوفی ۷۹۳ھ) فرماتے ہیں:

"والسلفیج النی تعاملہ الناس علی ہذا بان کما افوضہ بعبر شرط وکتب لہ سفتعہ بملک فلا یاسی بہ" (المہر، ۱۳: ۳) (سلجہ جس کا معاملہ اوک کرتے ہیں اس اصول پر اگر اسے بغیر شرط کے بطور قرض دیا اور اس کے لئے اس کا سلجہ (وثیقہ) لکھی) لکھ دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مشہور حنفی فقیہ قاضی محمد الدین ازہر حنفی رقم طراز ہیں:

"ونکرہ السفیجہ إلا ان یستفرض مطلقا ویوفی بعد دلک فی بلدہ احرى من غیر شرط" (الفتاویٰ، ۲: ۳۱۷) (سلجہ ضرر دے گا اس کے کہ قرض کو مطلق لے اور وہی کسی دوسرے شہر میں ہو جس کی شرط نہیں ہو)۔

اسے فی الامکار میں دوسرے شہر میں ہی رقم وصول کرنے کی شرط نہیں ہوتی، چونکہ اسے فی الامکار کا مترادف جگہ موجود ہوتا ہے اور حامل کارڈ کہیں بھی رقم وصول کر سکتا ہے، نیز یہ امر انہی چوبیس آئینہ کھلے رہتے ہیں اس سے بھی کارڈ ہولڈر سہولت ہوتی ہے، ضمنی طور پر ایک سہولت یہ بھی ہو جاتی ہے کہ اگر وہ کسی دوسرے شہر میں گیا ہو اب وہاں رقم کی ضرورت پڑنی تو وہاں بھی قلم مل جاتی ہے اس لئے اس میں دوسرے شہر میں حاصل کرنے کی سہولت شرط کے درجہ میں نہیں ہے، لہذا اب سلجہ کی ممنوع صورت کے دائرہ میں نہیں آتا ہے، پس اسے فی الامکار کے حامل کرنے اور اس کی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا، بالخصوص موجودہ حالات میں جبکہ بھاری رقم کا ایک شہر سے دوسرے شہر لے کر جانا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا اور اس میں جان و مال دونوں کا تحفظ مشکوک ہوتا ہے تو یقیناً بہت سے لوگوں کے لئے اس طرح کی سہولت کا حاصل کرنا ضرورت کے درجہ میں بھی ہے۔

ڈیپٹ کارڈ

اس کارڈ کے ذریعہ میں قسم کے فائدے حاصل کئے جاسکتے ہیں:

۱- خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ایسی، دوکاندار اس کارڈ کے واسطے سے اپنی مطلوبہ رقم کو اپنے کھاتے میں پہنچا دیتا ہے۔

۲- ضرورت پر رقم کا نکالنا۔

۳- ضرورت پر رقم کا اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا جس کے لئے انٹرنیٹ سے مدد لی جاتی ہے۔

ڈیپٹ کارڈ کا حامل اپنی منع کردہ رقم حاصل کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں اور بینک اسے جو خدمات مہیا کرتا ہے اس کے لئے الگ سے کوئی اجرت نہیں لیتا، صرف کارڈ بنانے کے وقت اس کی فیس لی جاتی ہے۔

جہاں تک بوقت ضرورت رقم نکالنے کی سہولت ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اب رو گیا بینک کا اس کی طرف سے قیمت ادا کرتا یا کسی اور وجہ سے کسی دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرتا، تو یہ بھی درست ہے، اگر کارڈ ہولڈر پر کسی کا قرض باقی ہو اور بینک کے ذریعہ قرض ادا کیا جائے تو فقہی اصطلاح میں یہ حوالہ ہوگا، حوالہ سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ دین ہو وہ کسی اور کو اپنی طرف سے دین کی ادائیگی کا ذمہ دار بنادے اور وہ دوسرا شخص اس کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرے۔

”تحويل الدين من ذمة الاصل الى ذمة ائتمال عليه“ (الغنی ج ۱ ص ۳۸۸)

الطحاوی (۳۸۸)

اور جس شخص کو ادا کیا جا رہا ہے اگر کارڈ ہولڈر کے ذمہ پہلے سے اس کی رقم باقی نہ ہو تو بینک کی حیثیت اس کی طرف سے وکس کی ہوگی اور یہ بھی جائز ہے۔

”قال المؤکل عند هذا الألف يا فلان وادفعه الى فلان فابهما قصي“

جائز قیاساً واستحساناً" (تہذیب تاریخ جلد ۵ ص ۲۶۰)۔

رومی فیس کارڈ کی بات، تو اس میں بھی کوئی قیاس نظر نہیں آتی، کیونکہ یہ رقم کی منتقلی وغیرہ کے سلسلہ میں جو ضروری کارروائی کرنی پڑتی ہے اس کی اجرت ہے اور فقہاء نے ایسے کاموں کے لئے اجرت کو جائز قرار دیا ہے، معروف حنفی فقیہ علامہ حصکلی فرماتے ہیں:

"لمستحق القصاص الاجر علی كتب الوثائق أو الحاضر أو السجلات

لقد ما یجوز للعبرہ کالمضی" (امتیاز اردو ص ۱۲) (قاضی وثیقہ، محضہ وغیرہ کے لئے اس قدر اجرت کا مستحق ہوگا جو دوسرے کو جیسے مفتی دینی جاتی ہے)۔

لہذا ایسے کارڈ کا حاصل کرنا اور اس سے استفادہ کرنا بھی درست ہے۔

کریڈٹ کارڈ

کریڈٹ کارڈ دو طرح کے لوگوں کو جاری کیا جاتا ہے، ایک اس شخص کو جس کا پیسہ بینک میں جمع ہے، البتہ وہ اپنی جمع شدہ رقم سے زائد کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، دوسرے وہ شخص جس کی رقم بینک میں جمع نہیں ہے، بینک اس کے حالات معلوم کر کے اس کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی ماہانہ اور سالانہ آمدنی کیا ہے؟ اسی مناسبت سے اس کے لئے کارڈ جاری کرتا ہے، اس کارڈ سے وہ فوائد تو حاصل ہوتے ہی ہیں جو ڈیبٹ کارڈ سے آتے ہیں، اس کے علاوہ اس سے مزید ایک سہولت قرض حاصل کرنے کی ہوتی ہے، ایک متعین مدت تک کچھ ہولڈر اپنے کھاتے میں پیسہ نہ ہونے کے باوجود رقم لے سکتا ہے، اب اگر اس نے پندرہ دو سوں کے اندر رقم ادا کر دی تو اسے کوئی زائد رقم دینی نہیں پڑتی، اگر پندرہ سوں سے مت بڑھ گئی تو بقیہ شریعت کے لحاظ سے مزید رقم ادا کرنی ہوتی ہے، نیز اس کارڈ کے حصول اور کارڈ کی مدت گزر جانے کے بعد اس کی توجہ کے لئے فیس بھی ادا کرنی ہوتی ہے۔

اب یہاں تک ڈیبٹ کارڈ والی سہولتوں کے حاصل کرنے اور کارڈ کی فیس ادا کرنے

کی بات ہے تو اس میں تو کوئی حرج نہیں، جیسا کہ اوپر ذکر آیا لیکن قرض کی سہولت اور اس پر زائد رقم کی ادائیگی نے اس کو قائل غور مسئلہ بنا دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ پندرہ روز کی مدت کے بعد ادائیگی کی صورت میں جو زائد رقم ادا کی جاتی ہے وہ سود ہے اور سود خوری کی انہیات میں رہی ہے کہ پہلے قرض واپس کر لوگ ہمیں خوش نعت غیر سزا دیکھ کر تے لے میں، اور جب وقت پر واپس کر سکتے تو زائد ادائیگی کی شرط پر مہنت دے دو، تاہم جاہلیت میں رہا کہ کسی طریقہ زیادہ مردن تھا جسے وہ اسمیہ سے تعبیر کر گیا ہے، چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ میں لاری فرماتے ہیں:-

”لم اذا حل الدين طالوا المصيون برأس المال وان تعذر عليه الاداء زادوا في الحق والاجل فهذا هو الربا الذي كانوا في الجاهلية يتعاملون به“
(تفسیر ص ۱۱۰) (پھر جب دین کی ادائیگی کا وقت آ جاتا تو قرض دینے والے اصل رقم کی واپس کا مطالبہ کرتے، اب اس کے لئے اگر مشکل ہو جاتا تو رقم میں بھی اضافہ کر دیتے یعنی زائد رقم کا مطالبہ کرتے اور مہلت بھی دے دیتے، یہاں کی یہی صورت ہے جو زمانہ جاہلیت میں مردن تھے)۔
اس لئے حقیقت یہ ہے کہ قرض پر لی جانے والی زائد رقم سود میں داخل ہے، سود کا لینا بھی حرام ہے، اور وہ بھی، ”لئے کرینٹ کا کارڈ کا صل کرنے اصولی طور پر جائز نہیں ہے، اور اس سے جو جائز سہولتیں متعلق ہیں وہ مذہب کا مذہب سے حاصل ہو جاتی ہیں، اس لئے عام حالات میں اس کارڈ کے مصارف و ضرورت قراء نہیں دیا جاسکتا ہے، یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر پندرہ دنوں کے اندر ہی رقم ادا کر دی جائے جس پر کوئی سوائس لینا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اسے جائز ہونا چاہئے لیکن یہ بات درست نظر نہیں آتی، کیونکہ کسی معاملے کے جائز ہونے و نہ ہونے کا مدار صرف نتیجہ پر نہیں ہوتا، بلکہ معاملہ طے پانے کی کیفیت پر ہوتا ہے۔

یہاں صورت حال یہ ہے کہ کرینٹ کارڈ کا معاملہ اور بینک آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ ایک خاص مدت کے بعد قرض واپس کرتے ہوئے سود بھی ادا کرنا ہو گا، گو یہ معاملہ میں سود کا لینا دین شروع سے شامل ہے، اس کے یہ معاملہ اپنے آغاز میں سے نادرست معاملہ قرار پا ہے۔

ہاں فقہاء نے سود لینے اور سود دینے کے حکم میں اس حد تک فرق کیا ہے کہ سود لینا تو ہر حال حرام ہے ہی لیکن سود دینا شدید ضرورت کے وقت جائز ہے۔ لہذا اسلامٹ بینکوں کے لئے اس نوعیت کے کریڈٹ کارڈ جاری کرنا تو کسی صورت میں جائز نہیں، اسی طرح کاروبار کو فروغ دینے، نفع حاصل کرنے اور عام قسم کی ضرورتوں کے لئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شخص شدید مجبوری سے دوچار ہو، مثلاً یہ کہ اگر فوری طور پر اتنی رقم نہ حاصل کر پائے تو اسے شدید مالی نقصان اٹھانا پڑے گا، یا کسی جسمانی ضرر سے بچنے کے لئے فوری طور پر خطیر رقم مطلوب ہو اور اس رقم کے حاصل کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں تو ایسی غیر معمولی مجبوری کی صورتوں میں کریڈٹ کارڈ بنوایا جاسکتا ہے، لیکن بعد ضرورت فائدہ اٹھانے اور اس جوش آمد و ضرورت کے پورے ہو جانے کے بعد اس کی خرید و تجدید جائز نہیں ہوگی۔

آج کل کاروبار کے دائرے کے وسیع ہو جانے کی وجہ سے بینک کے مختلف کارڈ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس سلسلہ میں شرعی احکام و حدود کو ملحوظ رکھیں۔

کریڈٹ کارڈ کے فقہی احکام

پروفیسر عبید اللہ محمد سوسو

کریڈٹ کارڈ کی تعریف

کریڈٹ کارڈ موجودہ زمانہ کا تصور ہے جس کا مرکز برپ ہے، قدیم فقہاء اسلام نے وقت پر غیر معروف تھا، اس کا موطا ان مسائل اور محاطات جیسا ہے جو وہ جدید میں پیش آئے اور سابقہ مسائل میں اس کی کوئی نظیر نہیں تھی۔ اسی وجہ سے میں نے اس کے معنی و مفہوم کی وضاحت کے لئے بعض مغربی اقوال پر استناد کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- آکسفورڈ ڈکشنری میں ہے: اس سے مراد وہ کارڈ ہے جو جاری کیا جائے تاکہ اس کو حامل اس کے ذریعہ اپنی ضرورت کا سامان خرید سکے اور قیمت اس کے ذمہ قرض رہے۔

۲- امریکی وفاقی حکومت کے قانون میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے: کریڈٹ کارڈ کا مطلب قرض دینے والے کا ایک شخص کو اپنا قرض دینا ہے جس کی ادائیگی میعاد کی ہو یا وہ ایک ایسے بین کو جو وہ میں لانا ہے جس کی ادائیگی موخر ہو، اور اس کا قرض سامان ضرورت کی فروخت اور مردوں میں مہیا کرنے سے ہو ان قریبات کے لئے ملاحظہ ہوا معاہدات تنفیذ کے تحت مبادلہ اور اہم (۱۹۵۴ء)۔

مندرجہ بالا اقوال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کریڈٹ کارڈ کی ان تعریفات کا دائرہ قرض لینا و دینا ہے۔

اسانک فقرا کیڈی جدہ اس کارڈ کے مفہیم و معنی اور اس کے فہم پر غور و فکر کرتے ہیں اس کی اس تعریف تک پہنچی ہے کہ یہ ایک ایسی دستاویز ہے جسے اس کا جاری کرنے والا انبائیڈ کسی شخص کو، جسے ملے شدہ معاہدہ کی بنیاد پر عطا کرتا ہے، وہ اس کارڈ کے ذریعہ اس شخص سے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتا ہو نقد قیمت اور کئے بغیر سامان یا سروسز حاصل کر سکتا ہے، کیونکہ اس کارڈ کا جاری کرنے والا اس کی ذمہ داری کا ذمہ دہتا ہے (مجلہ مجمع الفہم، ص ۱۰۰، شمارہ ۱۰۰، ص ۱۰۰)۔

نہ (۱۵/۱۱/۱۱) اور (۱۵/۱۱/۱۱) اس دستاویز کی ایک قسم ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے رقم نکالی جاتی ہے، شاید یہی تعریف اس کارڈ کے کام اور وہی کے اعتبار سے مناسب ہے۔

کارڈ کی قسمیں

وہ کارڈ جن کے حامل کی جانب سے بینک اور ایجنسی کا ذمہ لیتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: (Debit Card) اور (Credit Card)۔

پہلے میں ہم ان دونوں قسموں کی تشریح کریں گے اور ان میں سے ہر ایک کا شرعی حکم بیان کریں گے:

۱- (Debit Card) وہ کارڈ ہے جسے بینک ان لوگوں کے لئے جاری کرتا ہے جو بینک میں کچھ سرمایہ کے مالک ہوں تاکہ وہ اس کارڈ کے ذریعہ سامان تجارت کی خریداری کر سکیں یا خدمات سے فائدہ اٹھ سکیں۔ اس میں کارڈ جاری کرنے والا خریدنی والی اشیا کی قیمت حاصل کردہ خدمات کی اجرت سے بقدر رقم بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے منہا کرتے، اگر یا کارڈ ہولڈر سے معاہدہ کرنے والے سے اکاؤنٹ میں ذال دیتا ہے اس کارڈ کے ذریعہ منہا کرنا جائز ہے اس کو خریدت کارڈ کا مزہ و پائیدار دیتی ہے۔ یہ بینک کی طرف سے کارڈ ہولڈر کو اس کی ذمہ داری کے ثبوت کے طور پر دی جانے والی دستاویز ہے۔ اس میں کارڈ ہولڈر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ اپنی ذمہ داری منہا کرنے کے لئے اس میں خریداری کرے۔ بینک

اس کی طرف سے ان فریقوں کو قیمت کی دہائی کرنا ہے جو کارڈ ہولڈر سے معاہدہ کرتے ہیں، کبھی کبھی بینک اس کو کالت بالا کے قرار دے کر اس کام پر فیس لیتا ہے (بھلا، یہاں زیادہ عمری ملتی، قدر مثلاً شدہ جملہ مجمع لاء الامنی ٹاروے ج ۲۷۵، ۲۷۶، المصنف اثری لہذا الامن از شہدہ اللہ انجادی ۲۲، ۲۳)۔

۲- کریڈٹ کارڈ وہ کارڈ ہے جسے بینک ایسے لوگوں کو جاری کرتا ہے جن کا بینک میں کچھ سرمایہ نہیں ہو، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کارڈ کے ذریعہ سامان تجارت کی خریداری کر سکیں یا خدمات سے فائدہ اٹھا سکیں، بینک کارڈ ہولڈر کے لئے امور قرض ان سہولت تجارت کی قیمتیں یا خدمات کی اجرت ادا کرنا ہے اور وہ اس قرض پر سود لیتا ہے اس صورت میں وہ کارڈ ہولڈر پر اس وقت جرمانہ بھی عائد کرتا ہے جب دو متعین مدت کے دور ان اپنے قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے، اس صورت میں بینک کے ذریعے جانے والے اضافہ پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے یہ سود ہے، اس پہلے کہ یہ قرض پر عائد کیا جانے والا قطع ہے، اسی طرح تاخیر کا وہ جرمانہ بھی جسے بینک کارڈ ہولڈر پر لازم کرتا ہے، رہے التمسین (او حار سو) ہے (دوسری بات)۔

۳- بینک کی طرف سے کارڈ ہولڈر پر عائد کی گئی قیمت کی فیس، اسی طرح تجدید کارڈ کی فیس جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ بینک کی ملے کروا کرتا ہے جو کارڈ جاری کرنے اور اس کے لئے کیا جانے والی دفتری کارروائیوں کا عوض ہے، بشرطیکہ یہ فیس اس طرح کے کاموں کے لئے عام طور سے لی جانے والی فیس سے زیادہ نہ ہو (سورہ مائتہ)۔

۴- دیکھیں شعر جا جائز ہے جسے بینک اس مل کی قیمت پر لازم کرتا ہے جس کا کارڈ ہولڈر کے ساتھ معاہدہ کرنے والا تاجر مستحق ہے، یہ بینک کی اجرت ہے جو وہ تاجر کے قرض اور اس سے اس کی رقم کے حصول کے لئے لیا جانے والی کوششوں پر لیتا ہے، اہل کات احصیہ: زیادہ

جدوہ: اب انہ ویرہ سلطانہ ۱۵۵، انکشافیہ: ماء و زیادہ کمزور چار ۱۵۳، ۱۵۴۔

۵- وہ انشورنس جو کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بینک کی جانب سے کریڈٹ کارڈ

ہولڈر کو دیا جاتا ہے دراصل اس تجارتی انشورنس کے قبیل سے ہے جو شرعاً حرام ہے۔

۶- کریڈٹ کارڈ ہولڈر کو دیے جانے والے انعامات و تحائف بینک کی طرف سے دیا جانے والا عطیہ ہے بشرطیکہ انہیں قبول کرنے والے پر کوئی مالی پابندی نہ عائد ہوتی ہو۔ اس عطیہ میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی ایک مثال وہ رعایت ہے جو بعض تجارتی مراکز کی طرف سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سامان خریدنے والے کو دی جاتی ہے۔ یہ ناجر کی طرف سے کارڈ ہولڈر کو دیا جانے والا عطیہ ہے جو تجارتی تشہیر کے قبیل سے ہے (الموسم الفقہی الشرعی لہدات الامان از شیخ عبد اللہ المحمادی رحمہ اللہ ص ۱۵۹)۔

۷- کارڈ کے ذریعہ سامان فروخت کرنے کی صورت میں بعض تجارتی مراکز کی طرف سے سامان کی قیمتوں میں کیا جانے والا اضافہ درست ہے۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ خریدار کو دونوں طرح کی بیع کا اختیار ہوتا ہے، وہ چاہے تو کم قیمت دے کر نقد خریداری کرے یا کارڈ کے ذریعہ زیادہ قیمت دے کر سامان خریدے، جب تک وہ کارڈ کے ذریعہ خریداری پر راضی ہے اس وقت تک اس کی طرف سے زیادہ قیمت ادا کئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے (مجمع الفقہ الاسلامی شمارہ ۶۶۰۰ طبع من فقہاء الزامہ ص ۱۵۷)۔

فقہی نقطہ نظر ص ۱۵۸)۔

۸- کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سونے یا چاندی کی خریداری میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ ادا کی گئی صرف اس کارڈ و مشین سے گزار دینے پر پوری ہو جاتی ہو، اس طور پر کہ بینک خریداری کی طرف سے رقم کی کوئی کر کے اسے فروخت کنندہ کے کھاتے میں فوراً شامل کر دے، اس صورت میں جملہ مقدمہ ہی میں مضمین پر قبضہ مکمل ہو جاتا ہے، جب کہ مجلس مقدمہ میں مضمین پر قبضہ تحقق نہ ہونے کی صورت میں کارڈ کے ذریعہ سونے اور چاندی کی فروخت حرام ہے اور یہ اس صورت میں ہوگا جب کارڈ کے مشین پر سے گزارنے سے کارڈ ہولڈر یا اس وقفرض دینے والے کے کھاتے سے فوراً رقم وضع نہ ہوتی ہو بلکہ بینک کو محض رقم کے اندراج کی رسید

پہنچ جاتی ہو اور رقم کی کوئی اور فروخت کنندہ کے کھاتے میں اس کا اندراج ایک یا دو دن کے بعد ہوتا ہو (مثلاً ہمیں معاوضہ ملاؤ اگر نہ یہ صلا ۱۶۱)۔

۹- ڈیٹ کارڈ ہولڈر اور اس کے جاری کرنے والے کے درمیان وکالہ کا تعلق ہے، اس صورت میں بینک کارڈ ہولڈر کی طرف سے اس پر عائد مالی واجبات ادا کرتا ہے اور یہ رقم بینک اپنے پاس موجود کارڈ ہولڈر کے بیلنس سے ادا کرتا ہے (حوالہ سابق، صفحہ ۳۹)۔
(تصویر اشرفی بیچو، الاستان از شیخ عبداللہ بن علی، ص ۳۱)۔

۱۰- کریڈٹ کارڈ ہولڈر اور اس کے جاری کرنے والے کے درمیان جو تعلق ہے وہ قرض کا ہے، کیونکہ اس صورت میں بینک کارڈ ہولڈر پر عائد جو مالی واجبات ادا کرتا ہے انہیں کارڈ ہولڈر کے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ اسی طرح کریڈٹ کارڈ ہولڈر اور اس کے جاری کرنے والے کے درمیان ایک دوسرے پہلو سے کفالت کا بھی تعلق ہے، وہ اس طرح کہ کارڈ جاری کرنے والا فریق ناجریا کارڈ ہولڈر کو قرض دینے والے دیگر فریقوں کے سامنے کارڈ ہولڈر کا فیصل ہوتا ہے (حوالہ سابق)۔

۱۱- کارڈ ہولڈر اور تاجر کے مابین جو تعلق ہے وہ بیع کا ہے اور کارڈ ہولڈر اور سروس پیش کرنے والے کے مابین جو تعلق ہے وہ اجارہ کا ہے (حوالہ سابق)۔

۱۲- کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر کے درمیان یا کارڈ جاری کرنے والے اور دوسرے ان لوگوں کے درمیان جو کارڈ ہولڈر سے معاملہ کرتے ہیں، تعلق مال کی کفالت کا ہے، کیونکہ کارڈ جاری کرنے والا فریق اس قرض کا ضامن ہوتا ہے جو کارڈ ہولڈر کے ذمہ سے متعلق ہوتا ہے (حوالہ سابق)۔

کریڈٹ کارڈ اور دوسرے کارڈ کے استعمال میں شرعی رہنمائی

پروفیسر العبدین محمد الامین العنبرؒ

۱۔ کریڈٹ کارڈ کی حقیقت اور مالی معاملات میں اس کی اہمیت

الف۔ کریڈٹ کارڈ کی تعریف

کریڈٹ کارڈ کی بہت سی تعریفات کی گئی ہیں جن سے اس کی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ میں ان میں سے صرف دو کا ذکر کروں گا:

پہلی تعریف

اسے ڈاکٹر عبدالوہاب ابوسلمیان نے ڈاکٹر احمد زکی بدوی کی مجملہ المصطلحات التجاریہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور اسے اقتصادی تعریف قرار دیا ہے، یہ حسب ذیل ہے:

کریڈٹ کارڈ وہ مخصوص کارڈ ہے جسے بینک اپنے گاہک کے لئے جاری کرتا ہے۔ گاہک یہ کارڈ پیش کر کے متعین مقامات سے سامان اور خدمات حاصل کر سکتا ہے اور فروخت کنندہ بالفاظ دیگر سروس مہیا کرنے والا کارڈ ہولڈر کا محتلا کردہ مل کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بینک کو پیش کر کے اپنے سامان کی قیمت حاصل کر لیتا ہے۔ بینک گاہک کو ہر ماہ اس کارڈ سے خریدے گئے سامان کی مجموعی قیمت کی تفصیل فراہم کرتا ہے تاکہ وہ ادا کر دی جائے یا اتنی ہی

رقم خریدار کے چہری کھاتے سے وضع کر لی جائے (بلاوات اللہ سات اہل بیت کیلئے: جہاقت مدافع والاسلمان فی عقد القضاۃ عقد دن دراز آخر مقدمہ: دست: رانویہ دی ۱۶۶)۔

دوسری تعریف

کریڈٹ کارڈ وہ دستاویز ہے جسے بینک حقیقی یا اعتباری شخص کو باہم معاہدہ کی بنیاد پر دیتا ہے اس سے کارڈ ہولڈر نقد قیمت اور کئے بغیر ان لوگوں سے سامان یا خدمات حاصل کر سکتا ہے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتے ہیں، انکو کہ اس صورت میں دہشتگی کا ذمہ دار بینک ہوتا ہے۔
اس دستاویز کی ایک قسم ایسی ہوتی ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے نقد رقم لے لی جا سکتی ہے۔ یہ اسلٹ مک نقد اکیڈمی کے تعریف ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں

ایک صورت وہ ہے جس میں رقم کا نکالنا یا اس کا ادرا کر تا بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اپنے اکاؤنٹ سے ہوتا ہے نہ کہ کارڈ جاری کرنے والے (بینک) کے اکاؤنٹ سے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ادراختی بینک کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے اور پھر متعین اوقات میں دو رقم کارڈ ہولڈر کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مطالبہ کی تاریخ سے متعین مدت کے دوران غیر ادرا کردہ کل بٹنٹس پر سودی اضافہ کیا جاتا ہے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ اضافی رقم عائد نہیں ہوتی ہے۔ ان میں سے اکثر تو کارڈ ہولڈر پر سامان نہ لیس مقرر کر دیتے ہیں اور کچھ صورتیں ایسی ہیں جن میں بینک سالانہ فیس مقرر نہیں کرتا (مختصر جعہ: عقد: ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷)۔
ان دونوں تعریفوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کریڈٹ کارڈ کا بنیادی مقصد کارڈ ہولڈر کو نقد قیمت اور کئے بغیر سامان کی خریداری اور خدمت کے حصول پر قادر بنانا ہے۔ اس نئے کہ قیمت کی ادراختی کارڈ چہری کرنے والے بینک کرتا ہے یا نامزد ہولڈر کے اکاؤنٹ سے یا پھر بینک اپنے اکاؤنٹ سے پھر دو کارڈ ہولڈر سے اس کا مطالبہ کرتا ہے۔

ہے جس کا ظہور یقیناً ٹوہا ہے۔ حق کا جو رسی کرنے والے وقت دروہ، دولتہ، دلوں ہی اس سے وقت ہوتے ہیں، اس اعتبار سے یہ لائیں اور قہروں سے وہ پانچ ایک وقت ہے۔ اس میں قہروں کا رد جو رسی کرنے والے میں کیا تعرف سے متعین کر دیا ہوگی اور حق کا پابند رہا ہے۔ اس طرح سے کارڈ جو رسی کرنے اور اس میں شامل ہونے کے، جاننا ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انشا، اہمیت کے آخر میں جو رعیت کے کارڈ نے قرار دیا ہے کہ وہی ہو جائے گی۔

۲:۲- چارٹ ڈاؤر

اس کا بارے متعلق اصل حکم کا اضافہ ہے، میں یہاں اس کا متعلق یہ حکم ذکر کر رہا ہوں کہ:

پارہی کا روزہ کا بار ہے جس کے بارے میں اس کا حال مختلف اشیاء کی خرید و فروخت ہے،

میرزا نے لکھا ہے کہ کتاب و فقہ تقریبی کار ہے۔ اس کا جوہر و مہیت نے قومیں اپنے

وہ نہ ہوئے، اصل رقم ادا کرتا ہے جس وقت تک اس کا ادا نہ کی قطعاً سے پیش کرتا ہے۔

جی ایچ وٹن سرے بھیجے، وقت کا ادا لکھ کا ملٹر موجود ہو، چہ بنے کا بارے استعمال کے

وقت جنس کا وہ خرید و فروخت کیسے، اس کے کہ روزہ ہو، جب بھی اشیاء کی خرید و فروخت

کے لئے اس کا قبیل کرتا ہے اسے بغیر سود کے قیمت کی ادا کیے کے بعد رقم سر جاتا ہے لیکن

جب وہ قرض مستحق مدت کے امداد انہیں کرتا تو قبل اس پر اخذ کی سود سے جس ضابطہ رقم نہ

کر رہا ہے، بغیر اس کی ایک رقم نہ نہیں کرتے ہیں بلکہ کا دوا دہرے۔ کہ اس کو رعیت

ختم کر دیتے ہیں۔

چارہ کاروں اور ریڈ کارڈ میسنی حرج کا فرق ہے، اہم فرق یہ ہے کہ ریڈ کارڈ
پر جتنے کام کے لئے قرض دیا جاتا ہے اور کارڈ ہونے کو بخیر و شر ہے کہ جس طرح سے اس کی
ادائیگی کرے۔ جس تک یہ حق کارڈ کا حصول ہے تو اس میں نہ مذکورہ مہینے کے قرض میں بغیر
ضروری سہولتوں کو دیا جاتا ہے اور نہ طلبہ کا طالب علم کے لئے کوئی خاص سہولت دیا جاتا ہے۔

وزارت تنظیم

ایک ایسے کلب سے عبارت ہے جس میں تنظیم کے تمام قوانین و قواعد کے پابند بنند اور مالی ادارے شریک ہیں۔ اس تنظیم میں صدر دارکن اس کے قانون سے کوئی انکشاف نہیں رکھتا ہے۔ اس تنظیم کا مقصد نفع مآکانہ نہیں بلکہ اپنے صدر داروں و اوقات کے ریت پر خدمات پیش کرتا ہے۔ وزیر تنظیم بینکوں سے ریت اور دیگر خدمات کے مرض فیس وصول کرتی ہے اور اس کا منجنت ممبر بینکوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ تنظیم کارڈ نہیں جاری کرتی ہے بلکہ کارڈ جاری کرنا بینکوں کا کام ہے اور کارڈ ان اصولوں کا پابند ہوتا ہے جنہیں بینک وضع کرتا ہے، اس میں وزیر تنظیم کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔ یہ جاری ہونے والا کارڈ بینک کی پالیسی سے اعتبار سے قیمت کارڈ، چارج کارڈ، یا چارج ریت کارڈ ہو سکتا ہے۔ وزیر تنظیم مندرجہ ذیل ضمن طے کے کارڈ جاری کرنے کی اجازت دیتی ہے:

(۱) طور ویزا کارڈ (۲) گولڈن ویزا کارڈ (۳) انڈون ویزا کارڈ اور۔

سبق: ۳۳-۱۰۰۰: اجازت اطلاعات اس پر ۵۵-۵۹-۱

۴- کارڈ کے خلاف فریقوں کے درمیان معاہداتی تعلق کی شرعی حیثیت اور قانونی صورت حال سے اس کا اختلاف

۱. کارڈ جاری کرنے والے اور کارڈ ہولڈر کے درمیان شرعی تعلق

۲. کارڈ جاری کرنے والے اور کارڈ کے درمیان شرعی تعلق

۳. کارڈ ہولڈر اور کارڈ کے درمیان شرعی تعلق

۴. کارڈ جاری کرنے والے بینک اور وزارت تنظیم کے درمیان تعلق

کارڈ کے مسئلہ میں یہی سب سے اہم پہلو ہے، اس سے کہانی پر علم شرعی کے بیان

یعنی جو از یا عدم رباذکی بنیاد ہے۔ ان حقائق کی تطبیق میں قانون حلف ہو گیا ہے، بیس کے سن

تعلیق میں بطل فقہاء کا اختلاف ہے۔ انگریزی قانون ان تعلقات کو ایک دوسرے سے جدا تین علاحدہ علاحدہ معاهدہ قرار دیتا ہے جب کہ امریکی قانون اسے ایک ہی معادہ دانتا ہے (بذات الصلاحتہ ص ۶۲-۶۳)۔ بعض امریکن قانون اسے کارڈ جاری کرنے والے ہر کارڈ ہولڈر کے درمیان وکالت کا تعلق قرار دیتے ہیں، بعض اسے حوالہ سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قمارباز اور مقررہ قرض کا تعلق ہے (حوالہ سابق)۔ اور جس طرح امریکن قانون کے درمیان اختلاف ہے فقہاء کے درمیان بھی اختلاف ہے، ان میں سے بعض کی رائے کے مطابق یہ وکالت ہے، بعض کے نزدیک کفالت اور بعض اسے حوالہ یا اتنا قرار دیتے ہیں جب کہ بعض وکالت اور حوالہ پر محمول کرتے ہیں (حوالہ سابق)۔

اس سلسلہ میں حکم شرعی کی رہنمائی کرنے والا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم کارڈ کی تینوں قسموں پر علاحدہ علاحدہ غور کریں۔ میں ان میں سے سب سے زیادہ عام ڈیٹ کارڈ سے شروع کرتا ہوں:

اس کارڈ کے استعمال میں کبھی تعلق دو فریقوں کے درمیان ہوتا ہے۔ یعنی کارڈ جاری کرنے والے اور کارڈ ہولڈر کے درمیان اور یہ اس صورت میں جب رقم کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین سے نکالی جائے۔ کبھی یہ تعلق سہ طرق ہوتا ہے یعنی کارڈ جاری کرنے والے کارڈ ہولڈر اور مالک مشین کے درمیان اور یہ اس صورت میں جب رقم کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ کسی مشین سے نکالا جائے۔ اس لئے کہ کارڈ ہولڈر کبھی کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین سے رقم نکالنے کے لئے اس کارڈ کا استعمال کرتا ہے اور کبھی دوسرے بینک کی مشین سے رقم نکالنے کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔

چنانچہ اگر اس کا استعمال کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین سے رقم نکالنے کے لئے کرتا ہے اور اس کے اکاؤنٹ کی کرنسی اور نکالی گئی کرنسی ایک ہی ہے تو بینک سے بذریعہ بینک رقم نکالنے جیسا تعلق ہوا، یعنی کارڈ ہولڈر، پچہ اس قرض کے ایک حصہ کا مطالبہ کرتا ہے جو اس نے

کارڈ جاری کرنے والے بینک کو دے رکھا ہے، اس لئے کہ کرنٹ اکاؤنٹ کی صورت یہ ہے کہ وہ
حکومت واری کی طرف سے بینک کو قرض ہے، چنانچہ یہ معاملہ بلا اختلاف جائز ہے۔

اور اگر کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ کی کرنسی نکالی گئی کرنسی سے مختلف ہے، مثلاً اکاؤنٹ
میں ریال ہے اور ڈالر نکالا گیا ہے تو اس صورت معاملہ میں دین کا مطالبہ اس کی مجلس کے طے ہونے
ذریعہ پایا گیا۔ لہذا یہ بیج میں داخل ہوا جو فقہاء کے نزدیک ذمہ میں عا دہ الحاقی کے نام سے
معروف ہے اور یہ جائز ہے بشرطیکہ بینک کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ڈالری شکل میں رقم نکالتے
وقت ہی اسی کے بقدر رقم وضع کر لے۔

لیکن اگر بینک کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ڈالر کے بدلے ریال ایک مدت کے بعد
وضع کرتا ہے تو یہ جائز نہ ہوگا اور اسے دوسری صورت دینی ہوگی۔ وہ یہ کہ کارڈ ہولڈر کے ڈالر
نکلانے کے وقت بینک ڈالر کا قرض دینے والا مانا جائے پھر جب حساب بے باقی کرتے وقت
بینک کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے اتنی رقم وضع کرے تو اسی وقت اس کا تبادلہ بھی ملے میں
آجائے۔ یہ معاملہ تجویز درست ہوگا جب حساب کی بے باقی کے دن کے تبادلہ کے نرخ سے ہونے
کہ اس دن کے نرخ کے حساب سے جس سے کارڈ ہولڈر نے ڈالر نکالے تھے۔

اور اگر کارڈ ہولڈر اس کا استعمال رقم نکالنے کے لئے کارڈ جاری کرنے والے اس
بینک کے ملحدونی مشین پر کرے جس میں اس کا اکاؤنٹ ہو تو اس معاملہ کے صحیح ہونے کی صورت
یہ ہوگی کہ کارڈ ہولڈر کے بارے میں یہ مانا جائے کہ اس نے نکالی ہوئی رقم صاحب مشین سے
ادھار لی ہے اور صاحب مشین اس رقم کو اس بینک کی طرف بحال کرنے والا ہے جس نے اس کا
کارڈ جاری کیا ہے یہ حوالہ تمام فقہاء کے نزدیک صحیح ہے۔ اس لئے کہ کارڈ جاری کرنے والا
(محال علیہ) صاحب کارڈ (محال) کا مقروض ہے پھر اگر کرنسی ایک ہی ہے تو کوئی اشکال نہیں
ہے اور اگر کرنسی مختلف ہے یعنی کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں ریال ہے اور اس نے مشین سے ڈالر
نکالا ہے تو کارڈ جاری کرنے والے بینک پر واجب ہے کہ قرض دینے والے صاحب مشین سے

ہو اتنی کے دن کے زرخ کے حساب سے چاروںہ کا ملل مکمل کر لے، انک اس دن سے زرخ کے حساب سے جس دن کارڈ ہولڈر نے ڈالر نکالے تھے۔

اسی صورت میں ATM کا استعمال درست ہے۔

سامان کی خریداری میں ڈیبت کارڈ کے استعمال کی صورت

تاجر سے سامان کی خریداری میں اس کارڈ کے استعمال سے ممکن فریقوں کے درمیان تعلق وجود میں آتا ہے: کارڈ جاری کرنے والا کارڈ ہولڈر اور تاجر یعنی سامان کا مالک۔ یہ تعلق اس تعلق کے مشابہ ہے جو اس فی ایم سے رقم نکالنے کی صورت میں وجود میں آتا ہے جب کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین کو چھوڑ کر دوسرے بینک کی مشین سے رقم نکالی جائے۔ اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ اسے حوالہ کا معذ مانا جائے۔ کارڈ جاری کرنے والا بینک کارڈ ہولڈر سے کہتا ہے کہ یہ کارڈ نو اور اس کے ذریعہ تاجر سے خریداری کرو، قیمت کی ادائیگی مت کرو اور تاجر کو میری طرف بحال کر دو۔ میں اسے رقم ادا کروں گا اور کارڈ جاری کرنے والا تاجر سے جتا ہے کہ میں تجھے قیمت حاصل کرنے کے لئے اس کارڈ کے جاری کرنے والے بینک کی طرف بحال کرتا ہوں۔ لہذا جب خریداری ہو جائے گی تو حوالہ اپنے تمام دکان اور شرائط کے ساتھ تینوں فریقوں کی رضامندی سے مکمل مانا جائے گا۔

ڈیبت کارڈ (Debit Card) میں بینک کارڈ ہولڈر کا قرضہ دار (مال علیہ) ہوتا ہے اور کارڈ ہولڈر (محمل) اور کارڈ ہولڈر تاجر (مال) کا قرضہ دار ہوتا ہے۔ چنانچہ حوالہ قرضہ دار پر ہوا اور اس کے جواز پر فقہاء کا اتھاق ہے۔

اور اس کارڈ کو کفالت سے متعلق کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ کفالت کا مطلب ہے: مطالبہ میں ایک ذمہ سے ساتھ دوسرا ذمہ ضم کر دینا اور اس میں قرض مقبول (مقرض) سے مطالبہ برسا، ہے اور کفیل سے بھی مطالبہ کر سکتا ہے جس کے من و مہ میں قرض مقبول (مقرض)

ہو گا۔ اسے مطالبہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ صرف بینک سے مطالبہ کر سکتے ہیں اور یہ صورت صرف اس حوالہ میں ہوتی ہے جس میں دین مقروض (کارڈ ہولڈر) کی طرف سے عمل غلطی کی طرف متعلق ہو جاتا ہے۔ اس کو کالہ نہیں بھیجی درست نہیں ہے، کیونکہ کارڈ ہولڈر تا جر کو قیمت ادا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔

چارج کارڈ (Charge Card) کی صورت

نہیں اس کارڈ کا استعمال اسے فی ماہ سے تبادلہ کے لئے ہوتا ہے اور یہی ذمہ کارڈ کی طرح سامان کی خریداری کے لئے ممکن ہیں اس میں ذمہ کارڈ کی طرح استعمال کے وقت کارڈ ہولڈر کے کاؤنٹ میں رقم کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کے کہ بینک اسے استعمال پر ایک مہینہ کی مہلت دیتا ہے۔ ایک مہینہ کے بعد بینک اسے مل جیٹس کرتا ہے۔ اگر وہ اس کی ادائیگی کر دیتا ہے تو بینک اس سے اضافی رقم کا مطالبہ نہیں کرتا ہے، اگر وہ ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو اس پر اضافی رقم مقرر کر دیتا ہے۔ اس کی رقم کا یہ سہ ماہی میں بحروف و مشروط ہوتا ہے (بذاتہ الطاعت الزلیہ ۱۷۱)۔

قانونی طور پر اس کارڈ کی یہی حقیقت ہے۔ چنانچہ یہ ایک متعین مدت کے لئے قرض پر مشتمل ہوتا ہے، اس مدت کے بعد بینک کارڈ ہولڈر سے اضافی رقم کا مطالبہ نہیں کرتا ہے جبکہ متعین مدت پر تاخیر کرنے میں اضافہ کا مطالبہ کرتا ہے۔

میں بعض سودی بینک کے کارڈ استعمال کرتے ہیں اور انسانی رقم مانگ نہیں کرتے۔ نہ پہلی متعین مدت پر (مہینہ) اور نہ اس مدت مہینہ کے بعد اس کی تاخیر کرنے پر اس میں سودی اضافہ کی شرط بھی نہیں ہوتی، بلکہ عدم ادائیگی کی صورت میں صرف اتنا کیا جاتا ہے کہ کارڈ ہولڈر کو نوٹس دے کر اس سے کارڈ واپس لے لیا جاتا ہے اور اس کی روایت ختم کر دی جاتی ہے (۱۷۱)۔

یہ بات واضح ہے کہ چارج کارڈ اپنی قانونی حیثیت کے اعتبار سے کافی کی صورت میں ملحقہ سود کی ادائیگی کی شرط پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہذا اس شرط کی وجہ سے اس کا استعمال حرام ہے، کیونکہ یہ سودی معاوضہ ہے۔ اس لئے اس کی صورتوں سے بحث کرنا غیر مفید ہے۔ کیونکہ بحث کا مقصد شرعی حکم تک پہنچنا ہوتا ہے اور ہمیں حکم معلوم ہی ہو چکا ہے۔ اب ہمیں صرف اس کا رد کارڈ کی صورت پر غور کرنا ہے جس کا جعل اسلامی بینک سعودی کرتے ہیں اور اس میں سودی عناصر کی شرط نہیں ہوتی ہے۔

مشین کے ذریعہ چارج کارڈ کے استعمال کی صورت

گزارہ ہولڈر کارڈ کا استعمال بینک کی مشین پر کرتا ہے تو وہ قرض لینے والا ہوتا ہے۔ چاہے رقم کارڈ پر رکھی گئی ہو یا بینک کی مشین سے نکالے ہوئے دوسرے بینک کی مشین سے، لیکن وہ کارڈ جاری کرنے والے بینک کا قرض ہوتا ہے اگر اس کی مشین سے قرض نکالتا ہے اور دونوں کے درمیان قرض دینے والے اور قرض کا مصل ہوتا ہے۔ لہذا اگر متعین مدت کے دوران کارڈ ہولڈر کوئی قرض لے کر دیتا ہے تو اس نے کوئی قرض نہیں لیا کیونکہ یہ بینک کی مشین سے دوسری مشین سے ادائیگی کرتا ہے تو یہ صورت دوسرے معاملہ اور مشین سے قرض لینے کی صورت سے الگ ہے۔

اور اگر دوسرے بینک کی مشین سے رقم نکالتا ہے تو کارڈ ہولڈر، بینک مشین کا مقررہ اس کے کارڈ پر رکھی گئی رقم کے بینک کی طرف گھول کر لے والا ہوتا ہے۔ یہ جو نقدی مسئلہ کے مطابق بن کر ہے، چہ مقررہ قرض کے ملوہ کے اندر داخل ہوتا ہو۔

پھر کارڈ جاری کرنے والا بینک (محلی یا غیر محلی) کارڈ کارڈ (محلی یا غیر محلی) پر نقد ہونے والا بین الاقوامی ہے تو کارڈ ہولڈر کو وہ قرض دینے والا ہوگا جس کا مطالبہ کرنے والے بینک سے متعین مدت کے دوران کیا گیا ہے جس کا تہہ پہلے آپ کا ہے۔

چارج کارڈ کے ذریعہ سامان کی خریداری کی صورت

اگر کارڈ ہولڈر اس کارڈ کا استعمال تجارت سے سامان کی خریداری میں کرتا ہے تو وہ سامان کی قیمت کے بدلے تجارت کا قرض وار ہو جاتا ہے، دینا بچہ دوتا جو قیمت پینے کے لئے بینک کی طرف محول کر دیتا ہے اور یہ حوالہ بانز سے جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں، اچھریٹ کارڈ ہولڈر و سامان کی قیمت قرض دینے والا ہو جاتا ہے جب دوتا جو قیمت کی ادائیگی کرتا ہے جس کا تقاضا بینک اس سے متعین مدت کے دوران کرتا ہے، اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

چارج کارڈ کی یہی صورت اس وقت ہوتی ہے جب وہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر پر سودی اضافہ کی شرح سے خالی ہو۔

اور اس کے بعد جو غلط بات باقی رہتی ہیں جن پر انشا اللہ آئندہ بحث کی جائے گی۔
ابنہ چارج کارڈ کا استعمال جس میں تاخیر کی صورت میں سودی اضافہ کی شرط ہوتی ہے کریڈٹ کارڈ کے استعمال کی طرح غیر شرعی ہے، اس کا تذکرہ میں نے مقالہ کے شروع میں کیا ہے اور اس کے مقابل کا ذکر آگے آ رہا ہے (اوقات لطائف، ص ۴۵-۴۶)۔

۵۔ مختلف قسم کے کریڈٹ کارڈوں پر شرعی تنقیدیں

ہر قسم کے کارڈ کے استعمال کے شرعی حکم سے متعلق پیش کی گئی آراء:

۱/۵ کریڈٹ کارڈ۔

۲/۵ چارج کارڈ۔

۳/۵ ڈیبٹ کارڈ۔

۴/۵ ویرس کارڈ۔

تنقید: کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ میں ادائیگی پر تاخیر کی صورت میں سودی اضافہ کی شرط ہوتی ہے۔ اس پر ایک تنقید یہی ہے کہ یہ دونوں کارڈ سودی اضافہ کے ساتھ قرض پر مشتمل

کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین کا استعمال کرے یا دوسرے بینک کی مشین کا (جیسے: بھوت
- البرک: محمد انگریز اسلام آباد - ۶۴۳ -

اسی طرح کارڈ جامی کرنے والا بینک کارڈ کے استعمال سے ہونے والے تھانے
معلومات پر تاجروں سے واوچر کی قیمت جس سے ایک سے پانچ فیصد کے درمیان کمیشن لیتا ہے
(مجموعیہ البرسر ایف ڈی ایس ایس ایس ۲۰۲۲، تجارتی معاملات مائیز ۵۲، نیز دیکھئے: بھلہ، جلد ۱، ص ۱۰۱)
شروع سے ۱۸ مارچ ۲۰۲۲ء کو آخری مجموعیہ البرسر ایف ڈی ایس ایس ۲۰۲۲

ابھی تک یہ کمیشن تاجر کا بینک اس وقت لیتا ہے جب وہ تاجر کو وہ بے کی قیمت ادا کرتا ہے۔ اس صورت میں یہ کمیشن میں تاجر کو کارڈ بے کی کرنے والے بینک کے دو ممبران تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر کارڈ بے کی کرنے والا بینک ہی تاجر کا بینک ہے تو سارا کمیشن وہ خود لیتا ہے۔ (مجموعہ قوانین ۱۹۳۲ء - جلد ۱ صفحہ ۳۳۲)

اُہیبت کا راز سے فقر رقم کا نئے کی صورت میں کمیشن

اگر کار چاروی کرنے والے بینک کی اس شاخ سے رقم نکالی گئی ہے تو کمیشن ہر جائز ہے اس لئے کہ یہ کارڈ ہوڈر کے اکاؤنٹ سے شرح کی طرف رقم منتقل کرنے سے بدلے میں ہے۔

اور انکار و جہاد ہی کرنے والے ہیں۔ کس شرف کے ملے و کس شرف سے محروم تھیں۔ تو
 وہ کہہ کر اہل مذہب کو قہقہے سے وارنہ گا۔ اس صورت میں کھینچنے کے لیے یہ دیکھ اندیشہ ہے۔

بیارج کاروائے ہفتہ رقم نکالنے کی صورت میں میٹن

چار بج کر دس سے رگم نکالیں قبر میں ہے، چن چن ہو کارو جو جس سر نے ہوا کے پینک لی سنا
سکے ہو وہ دوسرے پہلے سے، لہذا اس نے تیسریں میں سو کا ٹکڑا ہے۔

تاجروں سے سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن

سوال: حقیقت میں یہ کمیشن کون ادا کرتا ہے؟ تاجر یا کارڈ بولڈر یا خریدار؟
 جواب: اگر تاجر کارڈ بولڈر سے بغیر کسی اضافے کے اسی قیمت پر فروخت کرتا ہے جس پر
 دوسروں سے فروخت کرتا ہے تو تاجر کمیشن کی ادائیگی سامان کی قیمت میں سے کرتا ہے۔
 اور اگر تاجر دوسروں کے مقابلہ میں کارڈ بولڈر سے زیادہ قیمت لیتا ہے تو وہ کمیشن کارڈ
 بولڈر پر ادا کرتا ہے اس صورت میں اس کا ادائیگ کرنے والا کارڈ بولڈر ہوتا ہے۔
 میں یہ حکم بعد میں ذکر کروں گا کہ تاجر جی درحقیقت کمیشن ادا کرتا ہے، اس کی بنیاد اس
 قانون پر ہے جو تاجر کو کارڈ بولڈر سے نقد کی صورت میں فروخت کے بعد اُسے زیادہ قیمت لینے
 سے منع کرتا ہے (مذمت المصنوعات، پارہ ۶۳)۔

ڈیپٹ کارڈز کے ذریعہ تاجروں سے سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن

یہ کمیشن کبھی تاجر سے اس کا بینک لیتا ہے جب کہ وہ خود ادائیگی کی قیمت ادا کرتا ہے اور
 کبھی کارڈ جاری کرنے والا بینک لیتا ہے جب وہ میان میں کوئی تاجر کا بینک نہیں ہوتا۔
 اگر کمیشن تاجر کا بینک لیتا ہے مثلاً سامان کی قیمت سو روپے ہوتی ہے تو تاجر کا بینک
 سو روپے وضع کر لیتا ہے اور تاجر کو اٹھانوے روپے ادا کرتا ہے اور چونکہ تاجر کا بینک ادائیجہ پیش
 کرنے پر تاجر کو اٹھانوے روپے ادا کرتا ہے، پھر وہ کارڈ جاری کرنے والے بینک سے حساب
 بے باقی کرنے کے ضابطہ کے تحت رقم حاصل کرتا ہے، اس کے تاجر کا بینک سو روپے تاجر سے
 واپس کرے گا جس کی قیمت سو روپے ہے، اٹھانوے روپے میں اس شرط پر خریدنے والا ہوتا ہے کہ وہ
 حساب بے باقی کرنے کے وقت کارڈ جاری کرے۔ والے بینک سے سو روپے لے گا۔ چنانچہ وہ کمیشن
 میں مستحق حصہ لے کر لیتا ہے اور کارڈ جاری کرنے والے بینک کو اس کا حصہ دے دیتا ہے۔ یہ
 سیرت میں نئی کنونشنی اس ممنوع صورت سے مشابہ ہے جس سے سود کا عیب ہوتا ہے۔

اور اگر تاجر کے بینک کی شمولیت نہ ہو، کارڈ جاری کرنے والا بینک تاجر کو ملے اور اس کی قیمت جو سو روپے ہے، کارڈ ہولڈر کے بینکس سے ادا کرے گا، اب اگر بینک سو روپے میں سے ۱۰ روپے کمیشن لیتا ہے تو یہ اس خدمت کے عوض ہے جو وہ تاجر کے لئے پیش کرتا ہے اور یہ دلال کی اجرت کے قبیل سے ہے جو بائزر ہے، اس میں ملے کی کوئی کاشتہ نہیں ہوتا ہے۔

کہا جاسکتا ہے کہ تاجر کا بینک کارڈ جاری کرنے والے بینک کا اکیلے ہے، لہذا اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جائے جو کارڈ جاری کرنے والے بینک کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ تاجر کا بینک تاجر کو اپنے مال سے ادائیگی کرتا ہے، پھر کارڈ جاری کرنے والے بینک سے اپنی ادائیگی کوئی رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔

ہاں شاید اس وقت رفع ہو جاتا ہے جب تاجر کا بینک پورے سو روپے تاجر کو ادا کرے اور جب وہ کارڈ جاری کرنے والے بینک سے اسے وصول کر لے تو یہ تاجر کا بینک اس سے دو روپے کی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔

چار ج کارڈ کے ذریعہ تاجروں سے سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن چارج کارڈ کے ذریعہ سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن پر سو کا شہ سے ادا کرے تاجر کا بینک تاجر سے سامان کی قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے اور کمیشن کاٹ لیتا ہے، اس لئے کہ وہ تاجر کو اخراجات روپے ادا کرتا ہے اور ایک مدت کے بعد کارڈ جاری کرنے والے بینک سے سو روپے لیتا ہے اور یہ ملے کی کوئی کاشتہ ہے، جیسا کہ مرنے ذمہ کارڈ سے خریداری کی صورت میں کہہ رہے۔

اور اگر ادائیگی کا ذمہ کارڈ جاری کرنے والا بینک لیتا ہے اور وہ کمیشن لیتا ہے تو وہ تاجر کے پاس گاہ بے گاہی کی خدمت کے مقابلہ میں لیتا ہے اور یہ دلالی کی اجرت کے قعر میں سے جو بائزر ہے۔

اس مسئلہ کی فقہی نوعیت یہ ہے کہ کارڈ ہولڈر جر سے سوروپے کا سامان خریدتا ہے اور سوروپے حاصل کرنے کے لئے تاجر کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کی طرف قبول کر دیتا ہے تو جس وقت تاجر کارڈ جاری کرنے والے بینک سے سوروپے کا مطالبہ کرتا ہے اس وقت کارڈ جاری کرنے والے بینک کے لیے جائز ہے کہ اس سے سوروپے کمیشن کے طور پر کٹ لے اور باقی تاجر کو واپس کر دے، اس صورت میں مل کی کوئی کاشتائپ نہیں ہوتا ہے اور کارڈ جاری کرنے والے کی طرف سے کارڈ ہولڈر سے سوا کا مطالبہ اس حکم میں اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ سوروپے بینک کی طرف سے کارڈ ہولڈر کو سامان کی خریداری کے لئے دیا گیا قرض ہے جسے وہ استعمال کر چکا ہے، ہاں بھی کھار اس کمیشن پر سود کا شائبہ ہوتا ہے جب وہ اس مدت کے اعتبار سے بدل جاتا ہو جس میں تاجر کارڈ جاری کرنے والے بینک سے ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے اور مدت کی زیادتی سے فیصد میں اضافہ ہو جاتا ہو۔

دہ کمیشن جس کی ادائیگی ممبر بینک عالمی تنظیم کو کرتے ہیں

یہ ایسا کمیشن ہے جس کی ادائیگی کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر بینک بھی متفق علیہ اور متعین چارٹ کے مطابق کرتے ہیں۔

یہ ان کاموں کے لئے خاص ہوتا ہے جن کے انجام دینے میں عالمی تنظیم رابطے، مراسلات اور حسابات کی ہے، جی نیو ممبر ان کو تنظیم کے مالی چیک کے استعمال کا اہل ماننے کی سطح پر فریقین کے درمیان واسطہ بنتی ہے (نظام احساں)۔ مجموعہ ذلک اب کو۔ (دفعہ ۱۱۱) ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴۔

ان خدمات کے عوض لئے جانے والے کمیشن پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تنظیم اپنا سارا خرچ مختلف صورتوں سے پورا کرتی ہے، مثلاً خرچے، سہ، خریداری پر لی جانے والی فیسر سے یا نقد رقم نکالنے پر لئے جانے والے کمیشن سے (دفعہ ۱۱۱) ۱۱۲، ۱۱۳۔

اندریش ہے کہ ان صورتوں میں شرعی حیثیت سے اعتراضات وارد ہوں۔

بینک کی صورت میں یہ مدت اس کے واؤچہ حاصل کرنے سے تین دن تک جو مقرر ہے (۲۳-۲۴) ماہی۔

یہ بیت التعلیل الکوئی کے فتویٰ سے مختلف ہے جس میں تا جرینک واؤچہ پیش کرنے ہی رقم کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔

اور اگر یہ فتویٰ صحیح بھی ہو کہ تا جرینک واؤچہ پیش کرتے ہی سونے کی قیمت فوراً ادا ہو جاتا ہے تو ایک ٹھکس میں باقی بقعدہ کی شرط نہیں چوری ہوتی ہے، اس سے کہ جس ٹھکس میں بقعدہ کی شرط متعلق ہو وہ واجب ہے وہ خریداری کی ٹھکس ہے جس میں کارڈ ہولڈر اور تا جرینک درمیان سونے کی خرید و فروخت ہوتی ہے نہ کہ تا جرینک واؤچہ پیش کرنے کی ٹھکس۔

اور مزید یہ کارڈ اس بنیاد پر چھپ پر قیوس کرنا کہ دونوں ہی ادائیگی کا ذریعہ ہیں، قیوس مع الفارق ہے، کیونکہ چھپ فی الال ادائیگی کا ذریعہ ہے، ہذا اس پر بقعدہ ہونا عام، قیوس بقعدہ ہونا ہے اور مزید یہ کارڈ بعد میں ادائیگی کا ذریعہ ہے، اس سے کہ تا جرینک اپنے فروخت کردہ سونے کی قیمت ایک مدت کے بعد ہی ملنے کی اور یہی پھوٹنی مور پھول ادا ہوتا ہے۔

بذریعہ کارڈ سونے چاندی کی خریداری کی گنجائش

بذریعہ کارڈ سونے چاندی کی خریداری اس وقت ممکن ہے جب کارڈ ہولڈر تا جرینک سے مطالبہ کرے کہ وہ اسے سونے اور چاندی کی ایک مقدار قرض دے دے اور واؤچہ پر قرض واپس کرے۔ چونکہ کارڈ جاری کرنے والے بینک، کارڈ ہولڈر اور تا جرینک درمیان تعلق ہوتا ہے اس لئے کارڈ ہولڈر جس نے تا جرینک سے قرض لیا ہے اس صورت میں تا جرینک کا مقروض ہو جائے گا جو اس کو پہلے ذکر کئے گئے طریقہ کے مطابق کارڈ جاری کرنے والے بینک کی طرف محسوس کر دے گا اور جب تا جرینک کے مطالبہ کے سے بینک واؤچہ پیش کرے گا تو اگر بینک نے پاس سوچا ہوگا تو وہ سونے سے ادائیگی کر دے گا اور اگر اس سے پاس سوچا نہیں ہوگا تو تا جرینک کے ساتھ آپسی اتفاق سے

اوائس کے دن کے سونے کے نرخ سے نہ کہ قرض کے دن کے حساب سے اوائس کی قیمتیں
 کرنے کا، اسی طریق پر جس کا تذکرہ میں نے کارڈ ہولڈر کے ذریعہ کارڈ جاری کرنے والے بینک
 کے ملازم اور بینک کی مشین سے قدرتی گیس کی صورت میں یا تھرمسٹک سے کیا ہے۔

۵۔ کارڈ کے استعمال کے سلسلے میں کارڈ ہولڈر کی آزادی

یہ معلوم ہے کارڈ ہولڈر کارڈ کے استعمال میں آزاد ہے، جہاں چاہے استعمال کرے
 اور بعض کارڈ ہولڈر کارڈ کا یہ استعمال کرتے ہیں جس کو اسلامی شریعت ممنوع قرار دیتی ہے مثلاً
 شراب کی خریداری کرنا، ایسی صورت میں کارڈ جاری کرنے والے بینک کا موقف کیا ہوگا؟
 بعض بینکوں نے اس کا ایک صحیح حل یہ نکالا ہے کہ کارڈ کی شرائط میں اس کی صحت
 کر دیتے ہیں کہ اگر کارڈ ہولڈر اس کا غلط استعمال کرتا ہے تو بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے
 کاغذ کر دے خاص طور سے اس وقت جب اسے ایسی خدمات دے گا کہ اور اشیا کی خریداری سے
 لئے استعمال کیا جائے۔ حوث شریعت اسلامیہ کے منافی ہوں۔

اس میں اس صحت کا اضافہ کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ وہ اگرچہ کی قیمت ادا کرنے کا
 پابند بینک نہیں ہوگا۔

ہر طرح کے کریڈٹ کارڈ کے استعمال سے متعلق ظاہر کی گئی آراء کے درمیان ترجیح اور
 شرعی رائے کا خلاصہ:

۱/۶ کریڈٹ کارڈ

۲/۶ چارج کارڈ

۳/۶ ڈیبٹ کارڈ

۴/۶ دوسرے کارڈ

یہ بات واضح ہو گئی کہ ایسے ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے ذریعہ جو سود سے پاک

ہوں ان احکام کی پابندی کرتے ہوئے جن کا پہلے تذکرہ ہوا، دین کرنا شرعاً مجز ہے۔
 جہاں تک سود پر مشتمل کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے استعمال کا تعلق ہے تو وہ جائز
 نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا متبادل

(ڈاکٹر محمد علی اعظمی نے اس کارڈ کا متبادل پیش کیا ہے اور اسے "مر جو کارڈ" کہا ہے، مجھے اس سے
 اتفاق نہیں ہے، اس میں شرع سے کسی نہ کسی طرح کو اس سے اتفاق کرنے کوئے دیکھا ہے۔
 کریڈٹ کارڈ ہولڈر اپنی ضروریات کا سامان، اخراجات اور نقد رقم اس کے ذریعہ
 حاصل کر سکتا ہے، اس کی قیمت اسے فوراً نقد نہیں ادا کرنی ہوتی ہے، اس لئے کہ قیمت کارڈ جاری
 کرنے والا بینک ادا کرتا ہے اور کارڈ ہولڈر پر قرض چڑھا دیتا ہے جو وہ اس سے قطعاً وار وصال کرتا
 ہے اور اس پر اضافی سود بھی پڑتا ہے جو اس معاملہ سے اس کی کمائی ہے، یہ غیر شرعی کمائی ہے تو کیا
 کوئی ایسا متبادل ہے جو کارڈ ہولڈر اور کارڈ جاری کرنے والے کے وہ مقاصد پورے کر دے جو
 کریڈٹ کارڈ کرتا ہے؟

ہاں! ایسا متبادل موجود ہے جو کارڈ ہولڈر کو فوراً قیمت ادا کئے بغیر سامان کی خرید و ادائیگی
 سہولیات فراہم کرتا ہے اور کارڈ جاری کرنے والے کو کارڈ ہولڈر کے ساتھ معاملہ کرنے میں جائز
 نفع پہنچاتا ہے۔

یہ متبادل ہے قطعاً وار فروخت کا کارڈ: یہ اس خرچ ہوگا کہ کوئی اسلامی بینک یا ایک
 ساتھ تمام اسلامی بینک قطعاً وار فروخت کی مندی یا قائم کریں جن کے یا تو وہ پوری طرح مالک
 ہوں یا وہ ان میں کسی ادا سے یا تاجر کے شراکت دار ہوں، اس سے کارڈ ہولڈر جو چاہے قطعاً وار
 خرچ کرے، اس معاملہ سے بینک کو جو حلال فائدہ ملے گا وہ سامان کی نقد قیمت اور ادھار قیمت کے
 درمیان کا فرق ہوگا۔ یہ منافہ مجہود فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔ اس لئے کہ بیع میں مدت ضمن کا

ایک حصہ ہے خلاف قرض کے۔ اسی لئے یہ قبائل کا ردِ نقد قرضہ کرنے کے لئے درست نہ ہوگا۔
 یہ قبائل پائے چمکے ہوئے جہانِ اسلام کے اُرد گرد ہیں اور اسلام کی جھلک دیکھ کر انہیں دیرینہ ست معاد
 کرنے کی بجائے اپنی ایک مخصوص تنظیم (اسلامی تنظیم) بنالیں۔ اس لئے اپنے اصول و قوانین
 ہوں، اس میں تمام اسلامی جینکوں کی شمولیت ہو اور یہ اپنے خاص کاروبار جاری رہے۔
 توفیق دینے والا اور راہِ راست کی رہنمائی کرنے والا اللہ ہی ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی حقیقت، اس کی اقسام اور شرعی حکم

شیخ محمد رحمہ اللہ

یہ صورت معاملہ حرجتِ تمیز حد تک پہنچی ہوئی معرفتِ انسانی کی پیداوار ہے جس نے دور دراز کے فاصلے منادینے اور انسان کو تمام زمینی رزقوں پر طلبہ دھ کر کے ٹوٹ پڑے روئے زمین کو ایک عرصت میں چیر لی کر دیا۔ یہ اسی انقلابِ تبارک ہے کہ اب سے پہلے بعض مسائل میں وحدتِ مکان سے متعلق قائم کی جانے والی شرعہ، اسی طرح ترقی و بعد کا تصور اور ان پر مرتب ہونے والے مختلف احکام بھی یکسر تبدیل ہو گئے۔ لیکن دین اور معاملات کے بعض ارکان و شرائط پر اس کا غیر معمولی اثر پڑا ہے۔ فاصوں کے وجود اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سارے غنود و معاملات ایک ہی جگہ طے پا رہے ہیں۔

پیش نظر موضوع کے ضمن بنیادی نکات ہیں:

ہلف۔ کارڈ کی حقیقت: اس کی اقسام، اس کی قانونی حیثیت اور دوسرے کارڈ سے

اس کا امتیاز۔

ب۔ کارڈ کے استعمال سے پیدا شدہ مندرجہ ذیل حقائق کی نوعیت:

۱۔ کارڈ جاری کرنے والے کارڈ ہولڈر کے مابین تعلق۔

۲۔ کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر کے مابین تعلق۔

۳۔ کارڈ ہولڈر اور تاجر کے مابین تعلق۔

ج۔ تریبٹ کاروائے ناجائز استعمال سے متعلق سوال اور تعزیریاتی جواب دی۔

زیادہ بہتر ہوگا کہ ایک تمہید کے ذریعہ اہم پہلوؤں کی وضاحت کر دی جائے:

۱۔ کارڈ دراصل موجودہ دور کی اس تہذیب کی دین سے جس نے ماضی قریب کی صدیوں میں دنیا کی ہر جگہ پورے پھیلنے والی ہے، اس نے شخصی مفادات و مقدمات رکھا ہے اور انسان کو مکمل آزادی فراہم کرنے کا کام انجام دیا ہے، کیونکہ انسان ہی اس کے نزدیک و مجبور ہے جس کے ارد گرد آزادی گھومتی ہے اور یہ فعالیت کی انتہا ہے۔ اس کے پیش نظر ریان سمجھ کا یہ نظر یہ ہے کہ انسان کو مکمل کے لئے آزادی چھوڑ دو، اس نظر نے اس کو مافی اور اقتصادی نظاموں میں ایک انسانی مقام عطا کیا ہے۔

انسانوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنی سیاست اور ذہانت کا استعمال کر کے بہت منافع کمانے اور اقتصادی بات کو اپنے ذاتی مفادات کا تابع بنا لیا۔ یہ لوگ اپنے اکٹھے کئے ہوئے مال و دولت پر مطمئن ہیں، دوسری طرف سرمایہ دارانہ حرص بڑھتی چلی جا رہی ہے اور شخصی دولت اندوزی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ بڑے بڑے اعلیٰ ثروت کا سرمایہ بعض ملکوں کے بھت سے بڑھ کر رہے۔

۲۔ دولت کی یہ بے حرمت اور اس کی بڑھتی ہوئی یہ تحریک دو ذرائع سے وجود میں آئی

ہے:

۱۔ ان مین براعظمی کمپنیوں کے ذریعہ جو اپنی عظیم اقتصادی طاقت کی بنا پر ملکوں کی سیاست پر حاوی ہو چکی ہیں، یہ ان پر اپنے مفادات کو پورا کر کے پڑے اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہی ہیں تاکہ بازار پر ان کا رواج ہو جائے، ان کے قدم ہم جا میں، پھر اور پر ان کو ویرا غلبہ حاصل ہو جائے اور کائنات کے تمام ممالک و اسباب ان کے زیر دست آجائیں۔

۲۔ مالی و ذخیرہ اندوزی سے صرف کی طرف منتقل کرنے کے لئے افراد اور معاشہ و پر اثر انداز ہونے کی کوشش۔ لہذا انہوں نے اس کی چوری چوری کوشش کی کہ عظیم الشان اقتصادی

تحریک برابر کرتی کے راست پر گامزن رہے اور کمپنیاں اپنی مصنوعات بازار میں لاتی رہیں۔ علمی تجزیوں نے لوگوں پر ایسا نشہ حارث کر دیا کہ وہ ضرورت، حاجت اور سماں کے مابین فرق کرنا بھول گئے، بازار میں جو بھی چیز بھی آگئی اس پر ٹوٹ پڑے، خریدتے جاتے ہیں، خریدتے جاتے ہیں، اگرچہ ان کا مالی بھت اس کی اجازت نہ دیتا ہو اور سرمایہ دارانہ قوت جو کہ انسان کی قید اور محنت سے تیار کردہ تمام موجودہ اشیاء پر اپنے تسلط حمائے ہوئے ہے، آئندہ وجود میں آنے والی چیزوں کو بھی گل جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لہذا مستقبل میں ان کی مکتوں کے نتائج اس کے ساتھ میں ہوں گے۔ مزدور اور متوسط طبقے تمام بن چکنے کے باوجود خود کو آزاد سمجھتے ہیں اور سرمایہ دارانہ طاقت صرف مالی دولت اور پیداوار کی طاقتوں ہی پر تو نہیں نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ دینی، حال اور مستقبل میں انسان کی مکتوں پر بھی قابض ہے۔ مزدوروں نے اپنا آدھام بیچ دیا اور اس کے بدلے ساز و سامان خرید لیا، انہوں نے مزید درود فیم کو گھسے گا لیا۔ جس سے راجا، نجفاتی، امراض پیدا ہوئے۔ مستقبل میں انسان کو عدم بنانے اور اس کی اپنی لائی ہوئی دولت پر اس کے ہاتھ میں آنے سے پہلے قبضہ کر لینے کی واحد صورت یہ تھی کہ فرض لین دین کو زیادہ سے زیادہ آسان کیا جائے۔

انہوں نے سفر و حضر میں گھر، گاڑی، ساز و سامان اور ساری ضروری چیزیں اور نریب و زریعت کے سامان قسطوں پر فروخت کر، شروع کیا یہاں تک کہ چھٹیوں میں تفریح منانے کا بھی مالی فائدہ نہ تھا یا گیا۔ سرمایہ نے اپنی دونوں دھاروں سے انسانی سرمایہ کو ڈنکا کر دیا، ایک طرف اس نے سامان فروخت کر کے نقد حاصل کیا اور دوسری طرف تاخیر کی صورت میں سود بھی وصول کیا، پھر ان کمپنیوں کو حلیم دیا کہ خرچ کر لے، کی کاروائیاں جتنی سامان ہوں گی ان کی دولت کا وارد اتنا ہی بڑھے گا۔ یہ ایک دیکھا بات ہے جسے ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ نقد خرچ کرنے اور پھر بعد چیک خرچ کرنے میں کیا فرق ہے۔

چیک اور ان جتنا وجوہات نے جس پر آج انسانی معاملات مختص ہیں بخرچ کو سامان بنا

دیا ہے، پہلے مزدور نقد پاتا تھا تو اسے شمار کرتا تھا، اسے دیکھ کے خوش ہوتا، اپنے کپڑے میں سب سے محفوظ جگہ پر اس کو رکھتا اور کبھی کبھی ہراس کو سناتا اور جب بھی وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا تو دیکھتا کہ کتنا بچا اور کتنا فرح ہو گیا، اس سے نقد رقم سے اس کی قربت، اس کی محبت اور اس کی قدر میں اضافہ ہوتا لیکن اب نقد کی جگہ چیک نے لے لی جس کی وجہ سے صاحب مال کے دل میں مال کی قدر و اہمیت نہ رہی اور اس کا فرح کرنا اس کے لئے آسان ہو گیا۔ خریداری کے نتائج اقتصادی قوت و کمزوری کا معیار ہیں۔ یہ کمپنی کے مالکان پر بہتہ خریداری کے آثار چنے حاد کا حساب لگاتے ہیں اور اس سے پتہ لگاتے ہیں کہ معیشت محفوظ ہے اور ترقی کر رہی ہے یا پھر خسارہ میں ہے اور سے بحران لاحق ہے۔ میرے نزدیک زیر بحث کریڈٹ کارڈ کا جو بیس سو سالوں کے ریلخ اخیر میں معرض وجود میں آیا، پہلا محرک یکی ہے اور اس نے اس وقت کی حیرت انگیز ترقی یافتہ انٹرویو ایجادات نیز نہایت تیز رفتار مواصلات سے فائدہ اٹھایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے مثبت پسو بھی ہیں جو معاشی طور پر ترقی یافتہ ممالک اور غیر ترقی یافتہ یا فقیر سے نکلنے کی کوشش کرنے والے ممالک کے درمیان درجہ میں یکساں نہیں ہیں۔

اس تجرید سے میرا مقصد کریڈٹ کارڈ کے استعمال سے ذرا نا نہیں ہے بلکہ میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ لوگوں کو اس طرف متوجہ کروں کہ وہ امت مسلمہ کی ایسی تربیت کریں جس سے امت اپنے ذہن کی صحیح رہنمائی کر سکے۔ ایسی تربیت جو عقلی و ادنیٰ کرتی ہے نہ کہ جذبات کو ایسی تربیت جو ذمہ داری کا احساس نہ دلاتی ہے اور اسے غلغلہ اور فضول خریدی سے بچا کر درمیانی راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی تعریف: یہ وہ فنکشنوں سے مرکب ہے: "کارڈ" اور "کریڈٹ" یہ کارڈ بلاسٹنگ کا ایک نمونہ ہوتا ہے جس کی چند عالمی معیاری خصوصیات ہیں۔ یہ اپنے جاری کرنے والے مختلف اداروں کے درمیان قائم مشترک کے طور پر ہوتا ہے۔ یہ خصوصیات اس بات کی ضمانت ہوتی ہیں کہ کارڈ چور یا طرح محفوظ رہے گا، نہ اس کی جعلی کاپی تیار کی جائے گی اور نہ

اس کی تفصیلات کے ساتھ تجویز چھڑائی جا سکتی ہے۔

اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ اگلے حصہ پر مندرجہ ذیل تعلیلات ہوتی ہیں:

نام اور چوری کرنے والے وارے کا بیوٹوگرام اس عالمی ادارہ کا نام اور بیوٹوگرام جس کے اصول و ضوابط کا کارڈ بننا چاہیے وہ ایسا نہیں بلکہ کسی اور کارڈ کا نمبر جو عمومی طور پر سروس بند سروس سے مرکب ہوتا ہے۔ صاحب کارڈ کا نام مدت کا ختم ہونے کی تاریخ۔

اس کے دیکھے حصہ پر مندرجہ ذیل تفصیلات ہوتی ہیں:

ایک ایسا مقناطیسی ٹیپ ہوتا ہے جس میں صاحب کارڈ کی تمام مخصوص تفصیلات محفوظ ہوتی ہیں، اس کے استعمال کی متعین حد تک گور ہوتی ہے۔ صاحب کارڈ کے دستخط کے لئے مخصوص ٹیپ ہوتا ہے، صاحب کارڈ کے دستخط کے لئے مخصوص ٹیپ پر کارڈ کا نمبر چھپا ہوتا ہے۔ ایک ایسی علامت ہوتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صاحب کارڈ کا کارڈ کواستوائی کر کے فوری طور پر منسوخ مشینوں سے جڑ کر علامت بھیج دی ہو جو اس کارڈ کی ہے، اپنی مظلومہ رقم نکال سکتا ہے، کارڈ چوری کرنے والے چیلنگ کی مخصوص قدر کو برداشت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کارڈ بینک کی ملکیت ہے اور ملے پر جانور کرنے والے ادارہ کو اسے لوٹنا ضروری ہے۔

جہاں تک کرائڈن (کریڈٹ) کا حق ہے تو اس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

”فَأُولَٰئِكَ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ الَّتِي يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ لَعَنَ اللَّهُ”

شیخ ابن عاشور کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے آپ شخص دوسرے شخص کی

ذمت پر بھروسہ کرے (تحریر، صفحہ ۳۰۳، ۳۰۴)۔

اسلامی فقہاء کی دینی حدود نے کریڈٹ کارڈ کی تعریف یہ کی ہے:

”یہ ایک ایسی دستاویز ہے جسے کارڈ چارٹی کرنے والا (بینک) اسلی یا تہدانی شخص (کارڈ ہولڈر) کو آپس میں ملے شدہ ایک معاہدہ کی بنیاد پر عطا کرتا ہے، یہ دستاویز کارڈ ہولڈر کو خوراقت اور کئے بغیر ان چیزوں سے سامان کی خرید و بیع کا حق حاصل کرنے پر قادر بناتی

ہے جس اس دستاویز پر اٹھو کرتے ہیں، اس لئے کہ قیمت کی ادائیگی بینک کی ذمہ داری ہو جاتی ہے، اس صورت میں قیمت کی ادائیگی بینک کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے، پھر بینک وہ رقم کارڈ ہولڈر سے ایک متعین مدت میں وصول کر لیتا ہے، کچھ بینک ایسے ہیں جو مطالبہ کی متعین مدت گزرنے جانے کے بعد غیر ادا کردہ مجموعی بیلنس پر سود غائد کرتے ہیں اور کچھ سود غائد نہیں کرتے، (مجلہ منج شادہ، ۱۲، ج ۳، ۷۸، ۷۹)۔

جہ فقہ اکیڈمی نے اس قرارداد سے پہلے اسی سے ملتا جلتا ایک فیصلہ کیا تھا جس میں یہ اضافہ تھا: "اس دستاویز کی ایک قسم وہ ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے نقد روپے نکالے جاسکتے ہیں۔ یہ کارڈ ناچر کو یہ امتداد فراہم کرتا ہے کہ اس کے واسطے اس نے جو کچھ بھی صاحب کارڈ سے فروخت کیا ہے اس کی قیمت کی ادائیگی ہو جائے گی۔ یہ تعریف منافع کی تعبیر کے مطابق اس کارڈ کی تمام اقسام کو محیط نہیں ہے۔ کیونکہ نقد کارڈ جاری کرنے والے اداروں کے اپنے تصور کے اعتبار سے شرائط میں مختلف ہوتا رہتا ہے، اسی وجہ سے کارڈ کی مختلف اقسام کے درمیان بھی فرق واقع ہو جاتا ہے۔

اس کی تعریف اس وقت واضح ہو جائے گی جب اس کارڈ کا استعمال کرنے والے مختلف فریقوں کا ذکر کیا جائے گا اور ان میں سے ہر فریق کے حقوق و فرائض نیز اس سلسلہ میں شرعی احکام منبجہ کئے جائیں گے۔

ذکورہ کارڈ استعمال کرنے والے متعدد فریق

۱۔ مرکزی ادارہ

یہ وہ ادارہ ہے جو اس کارڈ کے جاری کرنے والے تمام اداروں کے درمیان مشترک حدود میں اس کارڈ کے ذریعہ لین دین کا طریقہ وضع کرتا ہے۔ سالانہ ذرا اشتراک اور کر کے کوئی بھی خواہش مند بینک اس میں شامل ہو سکتا ہے، پہلے یہ رقم تین ماہ پر ادا کی جاتی تھی، لیکن یہ اب

ہرمیٹھ ادا کرتی ہوتی ہے۔ اس ادارہ کی سب سے بڑی آمدنی دو چند ہے جس کو کمپنیوں اور کمپنوں کی طرف سے اسے دیے جاتے ہیں۔ اس ادارہ کا مقصد نفع کماتا نہیں بلکہ صرف اپنے اخراجات پورے کرنا ہے، اس کا ایک مقصد ترقی کے لئے مالی ذرائع پیدا کرنا، ہر نئی ٹکنالوجی کو منظر عام پر لانا، سرکاری فراہمی کے ذمہ داروں اور سپروائزروں کو تربیت دینے اور انہیں فنی وسائل سے متعارف کرانے کے لئے سمینار منعقد کرنا ہے۔

۲- بینک

یہ وہ مالی ادارہ ہے جس کی شراکت مذکور و مرکزی ادارہ "ویزا" امریکن انکمپنیریس: "ماسٹر کارڈ" وغیرہ میں ہوتی ہے اور یہ اپنے گاہک کو وہ کارڈ دیتا ہے جس کے ذریعہ وہ ان لوگوں سے معاملہ کر کے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے جو اسے تسلیم کرتے ہوں۔

اس کارڈ کے سپرد کرنے کا نتیجہ

صاحب کارڈ اگر اسے استعمال کر کے خریداری کرتا ہے یا دوسری خدمتیں حاصل کرتا ہے یا نقد رقم نکالتا ہے تو ان تمام رقوم کی ادائیگی بینک کی ذمہ داری ہو جاتی ہے، کیونکہ اس کے پاس بینک کا کریڈٹ کارڈ ہے۔ کارڈ کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی۔

۳- تاجر بینک

یہ بینک ان تاجروں، ہوٹلوں اور سرکاری کمپنیوں کا دائرہ وسیع کرنے کی جدوجہد کرتا ہے جو اس کارڈ کے ذریعہ معاملات کو قبول کرتے ہیں۔

یہ کارڈ کا استعمال کرنے والوں کو ایسی الیکٹرونک مشین دیتا ہے جس سے ضرورت کے وقت کارڈ کی تفصیلات معلوم کی جاسکتی ہیں اور اسے جاری کرنے والے بینک سے رابطہ کیا جاسکتا ہے، اسی طرح یہ کارڈ ہولڈر کے دستخط کردہ کاغذات کو جن میں اس کے ذمہ عائد رقوم کا اندراج ہوتا ہے قبول کرتا ہے۔

۴- کارڈ ہولڈر

وہ شخص جو کارڈ جاری کرنے والے بینک کو کارڈ جاری کرنے کی درخواست دیتا ہے، اگر بینک اتفاق کرتا ہے تو اس نوع کا کارڈ جاری کر دیتا ہے جس کے متعلق دونوں کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے۔ یہ کارڈ ہولڈر ہی اصل طور پر ہے۔ یہ کلام بنیادی اس لئے ہے کہ اس کے لئے فریق کرنے کا کام آسان بنایا جائے۔

۵- خرچ کا دائرہ

یہ کارڈ اپنے حامل کو ان تجارتی مراکز سے سامان کی خریداری کا موقع فراہم کرتا ہے جو اسے رقم کی ادائیگی کا وسیلہ تسلیم کرتے ہیں نیز اس کے ذریعہ ہوائی جہازوں کے ٹکٹ اور اسی طرح وسائل نقل و حمل کی خریداری کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ ہوٹل اور ریسٹوران میں قیام کرنے والا ہوٹل کا بل بھی ادا کر سکتا ہے۔

کارڈ ہولڈر اس کارڈ کا استعمال کر کے کارڈ جاری کرنے والے بینک سے یا صرف اس سے مربوط الیکٹرانک مشینوں سے یا پھر متحدہ بینکوں سے جن میں سے ایک کارڈ جاری کرنے والا بینک بھی ہے رقم بھی نکال سکتا ہے۔ اس کی سہولت کارڈ میں ہوتی ہے۔

مذکورہ کارڈ کے استعمال کا طریقہ

کارڈ ہولڈر یہ کارڈ اس فریق کو پیش کرتا ہے جس سے اس کا معاملہ ہوتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ مطلوب رقم کی ادائیگی ہو سکے، فریق معاملہ کوئی بھی ہو سکتا ہے، ہوٹل، ایئر لائن، ریسٹوران وغیرہ۔

رقم کا مستحق فریق بطور احتیاط کارڈ کی چیکنگ کرتا ہے کہ اس کی مدت کار کیا ہے، اس کے حامل کی شناخت کیا ہے اور یہ کہ جو رقم اس پر چارج ہوتی ہے وہ کارڈ میں موجود مقدار سے متجاوز تو نہیں ہے۔ اگر متجاوز ہے تو وہ تا جبر بینک سے رابطہ کرتا ہے، تاکہ اگر وہ چاہے تو اجازت دے اور

بصورت تہاوز معاملہ ہو جائے اور اگر وہ اجازت نہیں آتا تو معذور نہیں ہوتا۔ پھر وہ کارڈ ہولڈر کو ایک فارم دیتا ہے جس کی تکمیل کا یہاں ہوتی ہیں۔ ان میں اس کے ذمہ دار رقم کا کارڈ اور الفاظ میں اندراج ہوتا ہے۔ کارڈ ہولڈر اس پر دستخط کرتا ہے اور اس کی ایک کاپی لے لیتا ہے اور ایک کاپی تاجر اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

پھر تاجر تیسری کاپی لے کر تجارتی بینک جاتا ہے اور وہ کارڈ کے اس بھی میں تجارتی بینک کے واسطے شامل ہونے والے دو نوٹ اور دست کارڈ جاری کرنے والے بینک کے پاس جاتا ہے۔ اہل پیش کرتے ہی اس کی رقم کی ادائیگی ہو جاتی ہے اور اس کی قیمت سے ایک مضمین تناسب جو مجموعہ پانچ فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا، وضع کر دیا جاتا ہے۔ پھر تجارتی بینک کارڈ جاری کرنے والے بینک سے ویرم حاصل کر لیتا ہے جو اس نے تاجر کو دی ہوئی ہے پھر وہ دونوں اس وضع کردہ رقم واپس میں اپنے درمیان طے شدہ تناسب سے تقسیم کر دیتے ہیں۔

اس کارڈ کے ذریعہ صاحب کارڈ نقد رقم کی قلت ہے اور اس کے کارڈ کو یہ خصوصیت حاصل ہو، چنانچہ اس کے لئے وہ یا تو کارڈ جاری کرنے والے بینک میں جائے گا یا پھر اس کی شناخت میں جائے گا کہ وہ مطلوبہ رقم نکال سکے یا پھر بینک کی ایجنٹ مشین سے نکال سکے گا۔ رقم نکالنے اور کارڈ استعمال کرنے کی تمام شرائط کارڈ کے پیچھے تحریر ہیں۔

کارڈ کی قسمیں

کارڈ ہولڈر اپنا کارڈ خدمات پیش کرنے والے وچیک کرنے کے لئے دیتا ہے پھر جب وہ اس کارڈ کو ادائیگی کا وسیلہ تسلیم کر دیتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ کارڈ کی نوعیت دیکھ لے اس لئے کہ کارڈ کی مختلف انواع درج ہیں۔ یہ نوعیت صاحب کارڈ کی بینک میں جمع شدہ پونجی سے متعلق ہوتی ہے جو یا تو اس کے لین دین کے لئے کافی ہوتی ہے یا کافی نہیں ہوتی ہے لیکن اس کی خریداری کے بدلہ جو رقم بینک ادا کرتا ہے اس کی واپسی پر مہینہ کے آخر میں اس پر لازم ہوتی ہے اور بینک اس کو باخبر کر دیتا ہے کہ اس نے کتنے خرچ کیا ہے پھر اسے اختیار

ہوتا ہے کہ چاہے تو رقم بیکسٹ جمع کرے یا پھر تاخیری صورت میں اس پر دس سو فیصد سود لگے۔ جو قرض کی رقم کی ادائیگی کے لحاظ سے کم ہوتا رہے گا۔

پہلی قسم - ڈیبٹ کارڈ

یہ کارڈ ہولڈر کو اس وقت ملتا ہے جب وہ مالی ادارہ میں اقبال جمع کروتا ہے جتنا اس کارڈ کے ذریعہ اسے قرض کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس قسم کے کارڈ کا استعمال روایتی بینکوں میں بہت کم ہوتا ہے اگرچہ اسلامی اداروں میں اس کا چھن بہت عام ہے۔ یہ اس لئے کہ مختلف طرح کے کارڈ کو روانہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ صارفین کے لئے قرض لینا آسان بنا دیا جائے جس سے وہ زیادہ سے زیادہ قرض کریں اور دوسری طرف قرض دینے والے کو تاخیری صورت میں مزید رقم وصول کرنے کا موقع فراہم ہو جائے نیز اس لئے بھی تاکہ دنیا کا قرض اس کی پیدوار سے بڑھ جائے اور بالآخر وہ پوری طرح مالی اور تجارتی اداروں کے پاس فروغ رکھ دی جائے۔

ڈیبٹ کارڈ، جاری کرنے والے فریق اور اس کے حامل کے درمیان تعلق کی نوعیت یہ تعلق مفید نکالنا ہے، چنانچہ صاحب کارڈ بینک کو اس کا وکیل بناتا ہے کہ جیسے ہی کوئی اس کے سامنے اس کے خریدے گئے سامان یا اس کی حاصل کردہ خدمت کے بدلہ میں اس کی طرف سے دستخط شدہ دستاویز پیش کرتے وہ اس کو قیمت کی ادائیگی کر دے، قیمت کی یہ ادائیگی بینک اپنے پاس موجود کارڈ ہولڈر کے بیلنس سے کرتا ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے بینک اور کارڈ ہولڈر سے سامان فروخت کرنے والے یا اس کو سروس فراہم کرنے والے تاجر کے درمیان تعلق کی نوعیت تاجر یا خدمات پیش کرنے والا کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو اس رقم کا ضمانت سمجھے ہیں جو صاحب کارڈ پر مائد ہوتی ہے۔

لہذا یہ عقد کفار ہے۔ یعنی تاجر کو طہینان ۳۰۰ ہے کہ بینک اس کی مطلوبہ رقم ۱۰۰ امریکا اور وہی اس کا ذمہ دار ہے۔

اسی طرح بینک کا رڈ ہولڈر کی طرف سے محال غیر (ذمہ دار) قرار پاتا ہے۔ یعنی اس صورت معاملہ کے تحت قریق ہوئے (۱) صرف قرض دینے والا یعنی تاجر یا خدمت پیش کرنے والا (۲) قرض دینے والا اور مقرض یعنی کارڈ ہولڈر جو کہ تاجر یا خدمت پیش کرنے والے کا مقرض ہے اور درحقیقت وہ کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو قرض دینے والا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے اوپر عائد رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر رکھی ہے۔ (۳) صرف مقرض یعنی وہ بینک جس نے کارڈ جاری کیا ہے۔ کیونکہ یہ اپنے پاس کارڈ ہولڈر کی جمع شدہ رقم تھی وہ سے اس کا مقرض ہے۔

جب ہم نے ان تعلقات کی چھان بین کی اور انہیں فقہ اسلامی کے معروف مکتود کی صورتوں پر منطبق کرنا چاہا تو ہمیں معلوم ہوا کہ کارڈ جاری کرنے والے بینک سے کارڈ ہولڈر سے قطعاً پر غور کیا جائے گا تو کارڈ ہولڈر کو قرض ملتا جائے گا، ہم نے یہ بھی پایا کہ رقم جمع کرنے کی شرطوں کے مطابق بینک پر لازم ہوگا کہ وہ ان دونوں کے درمیان منضبط دستاویزات کی روشنی میں کارڈ ہولڈر کو اس کے بینک سے مطلوبہ رقم ادا کرے۔ ایسی صورت میں ہم کارڈ جاری کرنے والے تفریق کو بینک سے وابستگی کا کوئی قراءہ نہیں دے سکتے تھے۔

چونکہ کبھی کبھی کارڈ ہولڈر کے ذمہ عائد قرض بینک میں اس کی جمع کردہ کرنسی سے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں ہوتے ہیں مثلاً اس صورت میں جب خریداری کا عمل بینک کی کمپنی کی بجائے کسی اور کمپنی میں ہوا ہو لہذا اس کو امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبلہ کے معافی حوالہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ ان ائمہ کی شرائط کے مطابق حوالہ میں اجماع جنس ضروری ہے۔ جہاں تک خلیفہ کا مطلق ہے تو اگرچہ یہ درہم سے دینار اور دینار سے درہم کے حوالہ کی اجازت دیتے ہیں (لیکن کرنسی کا دوسری کرنسی سے تبادلہ بھی اسی کے مشابہ ہے) لیکن وہ یہ شرط

بھی عائد کرتے ہیں کہ تبادلے کے شرعی احکام رعایت ضروری ہے۔ چنانچہ بحال اور محال علیہ بقعہ سے پہلے الگ نہیں ہوں گے۔ یہ شرط اور قیمت یہاں حتمی نہیں رہتی ہے۔

بعد ان تعلقات کو کال قرار دینے سے معاملہ درست قرار پائے گا، ایسی صورت میں کارڈ جاری کرنے والا فریق قرضہ دینے والے یعنی تاجر کو بڑے روئے کو کال قرضہ اور گروے گا اور کارڈ ہولڈر کے ذریعہ تبادلے کے وقت کے حساب سے اس رقم کا اندراج کر دے گا جو کارڈ ہولڈر نے اپنے بیلنس سے کی ہے۔ کیونکہ وکیل کو یہ حق ہے کہ اپنے منہ کی طرف سے تبادلہ کرے جیسے کہ اسے یہ حق حاصل ہے کہ بڑے روئے کو کال دے، مظلومہ رقم کی ہوائی گئی کرے۔

تجارتی بینک، کارڈ جاری کرنے والے بینک اور تاجر کے درمیان تعلق کی نوعیت

یہی جو صورت ہم نے ذکر کی ہے وہ اس وقت پیش آتی ہے جب تاجر براہ راست کارڈ جاری کرنے والے بینک میں جائے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے، کیونکہ معاملات کی اکثر صورتوں میں قلمدان اس تجارتی بینک سے رجوع کرتا ہے جو کارڈ جاری کرنے والے ادارہ سے بڑھ کر خاص طرے سے شہروں میں بروکر کا کردار ادا کرتا ہے۔

ایسی صورت اس وقت بھی پیش آتی ہے جب کارڈ کا استعمال مکمل حدود سے بہرہ نکل کر کیا جاتا ہے، چنانچہ جب کارڈ ہولڈر ہندوستان کے کسی شہر یا کسی ممالک میں مقیم رہتا ہے، مثال کے طور پر وادین یا واشنگٹن کے کسی ہوٹل میں قیام کرتا ہے اور وہ VISA کارڈ ہوٹل میں دکھاتا ہے، تو اس ہوٹل والا VISA کے ساتھ معاملہ کرتا ہے تو اسے چھینا قبول کر لے گا بشرطیکہ وہ کارڈ درست ہو، پھر وہ اس شہر کے بینک سے جس نے اس کارڈ کو جاری کیا ہے مٹا دیتی دہلی سے رابطہ کرے گا۔ وہ اس سے جتنی رقم وصول کرے گا جتنی صاحب کارڈ نے خرچ کی ہے۔ وہاں پر لکھی ہوئی رقم اور تاجر کو ملی رقم میں جو فرق ہوتا ہے، وہ ان بینکوں کے درمیان تقسیم ہو جاتا ہے جو اس عمل کو انجام دیتے ہیں۔

تاجریہ خدمات پیش کرنے والا صاحب اپنے ملک یا شہر کے اپنے بینک سے رجوع کرتا ہے تو اس کا پرکار چوری دینے کے ملک اس نظام میں مشتعل ہیں اور اس کے استعمال کے راستے میں جو رکاوٹیں تھیں وہ ختم ہوتی ہیں۔ ہذاں منظور پر اب یہ اطمینان ہو گیا ہے کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اس نظام پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس میں کسی طرف کے تردد کی گنجائش نہیں رہ گئی۔ چنانچہ کٹافہ واضح طور پر معمدی ایک بنیاد بن چکا ہے۔ چنانچہ تاجریہ بینک کارا جاتی کرنے والے بینک کی طرف سے بھی ایک دوسرے سے مربوط طریقہ پر صاحب کارا پر مامور ہونے والے وظائف کی اس انگلی کے ذمہ دار ہیں اور وہ اپنی بنیاد پر ہمارے بولڈر کے مال سے اس انگلی کے بعد مدد داری ختم ہو جاتی ہے۔

دوسری قسم - کریڈٹ کارڈ

یہ کارڈ اصل وصیت اور قیمت کی اس انگلی کے ذریعہ یقینیت سے قبول کئے جانے میں سہاقت کارڈ سے مختلف نہیں ہے۔ لیکن یہ سہاقت خدمات پیش کرنے والے نہیں دیکھتا کہ یہ کارڈ ہے یا وہ کارڈ، اس لئے کہ وہ شخص مستطاب شدہ و اونچے کارا جاتی کرنے والے بینک یا تاجریہ بینک کو پیش کر کے اپنی رقم وصول کر لیتا ہے جتنی صاحب کارا پر مامور ہوتی ہے۔

لیکن ان دونوں قسم کے کارڈ کے درمیان فرق معدہ کے مفاد و فائدوں کے باہمی حقوق کی تعیین میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس کارڈ کا استعمال صاحب کارا اور اس کے جاری کرنے والے بینک کے درمیان مندرجہ ذیل طریقہ پر ہوتا ہے:

صاحب کارا جب بھی اپنا کارڈ اسے تسلیم کرنے والے دکانے کا کارڈ اس کی خدمت میں معہود ہو جائے، اس کے بعد وہ سہاقت اور خدمات حاصل کرنے کا۔ اس کے ذریعہ تاجریہ خدمات پیش کرنے والے اور بینک کے درمیان قرض اور مقروض کا تحقق پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے پرستشہ کرنے کے بعد صاحب کارا اور تاجریہ درمیان کوئی قرض نہیں رہ جاتا ہے اور جب تاجریہ بینک

واکچہ دے کر اپنی رقم لے لیتا ہے تو بینک اور صاحب کار کا یہ دین یہ قسط پیدا ہوتا ہے۔ ہمارا جاری کرنے والا بینک کارہ بولڈ روٹ طلبہ رقم بطور قرض دیتا ہے۔

بینک بطور قرض ہم مہینہ کے آخر میں صاحب کار کو اس رقم کی فہم مت بھیجتا ہے جو اس نے اس کی طرف سے ادائیگی ہوتی ہے اور اسے ایک مہینہ یا چار مہینے کی مہلت دے کر اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اوپر عائد ہونے والی مطلوبہ رقم جمع کر دے۔ یہ بات کارہ جاری کے جانے کے وقت ہی سے دونوں کو معلوم رہتی ہے اور صاحب کار پر کسی قسم کی اضافی رقم سے اسے گرنے کا بوجھ نہیں ہوتا ہے، اگر صاحب کار رقم جمع کرنا چاہتا ہے تو مطالبہ ختم ہو جاتا ہے اور کارہ پر متعین مدت کے لئے کارہ آمد ہو جاتا ہے اور اگر رقم اٹھائیں کرتا ہے تو بینک اس سے کارہ واپس لے لیتا ہے اور اس پر عائد ہونے والی رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ اگر ضرورت پڑتی ہے تو تھانے کے خرچے بھی اس سے عائد کر دیتا ہے۔

اس منظر یہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ درست رہتا ہے اور ای کو بنایا، بنا کر زمین الاقوامی اسلامی فنڈ ایزیڈی جہو نے ایک فیصلہ کیا ہے جس کی رو سے اس طور پر کارہ کے ذریعہ کیا جانے والا معاملہ درست ہے احمدی زمین و زمین و زمین۔

لیکن جب ہم اس کارہ کے طریقہ استعمال پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تا جہو ہماری رقم سے اپنے لئے ایک متعین شرح وضع کر لیتا ہے، یہ وہ شخص میگوں سے، ایک پانچ فیصد تک پہنچتا ہے، اس سلسلہ میں وہ پہلوئوں سے غور کرنے کی سہرت ہے:

اول: مطلوبہ رقم سے اس مقدار کی کوئی کارہ نہیں کیا، گا، بین الاقوامی اسلامی فنڈ ایزیڈی جہو نے اس کو جاری قرار دیا ہے۔

دوم: اس وضع کردہ رقم کو کون برداشت کرے گا؟

مجھے ایزیڈی کے اس فیصلہ کو قبول کرنے میں تحفظ، بائیں، کیونکہ یہ سے، ایک اس معاملہ میں کھلا ہو رہا ہے۔

تیسری قسم: قرض کی قسط واریزاتی کا کارڈ

پوری دنیا میں یہ کارنامہ سب سے زیادہ رائج ہے۔ تقریباً اسی فیصد معاملات ایسی حالتوں سے
 ہوتے ہیں، اس کے اندر مندرجہ بالا کارناموں میں صرف ایک قسمت پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ صاحب کار کا
 وہ مہینہ کے اخیر میں معلوم ہو گا ہے کہ خریداری اور وصولی خدمت کے عوض اس پر مقرر رقم کا
 بوقت ہے، پھر اس سے اس مہینے کا مٹا ہوا ہوتا ہے، یہ ایک مشقت یہاں قیام دار اور اس کے منتظمین کو
 وہ چھڑائی رقم میں اضافی سوا بھی قیمت اور وقت کے لحاظ سے بڑھا دیتا ہوتا ہے، پھر صاحب کار کا
 اختیار ہوتا ہے کہ اگر قمری اخراجات کرے گا تو اس صورت میں وہ چندہ میں اضافہ کرتے رہے گا،
 کامطابقتیں کیا جائے گا اور اگر فاتحہ سے منع کرے گا تو اس صورت میں متعین رقم پر وہ یہ سوا
 کر دیا جائے گا، جب تک کہ قمری قرضوں میں اضافہ نہیں کیا جاتا ہے۔

اس قسم کا شرعی نہ فقہاء کے حرام قرار دینے کا یہی مطلب تھا۔ اس صورت میں
حجرت سے مستثنیٰ قرار دینے جب صاحبِ کار یا یہ تھا کہ اس نے کوئی عیب یا قبیحہ نہ کیا ہو اور وقت
پر منع نہ کرے گا۔ لیکن وہ اس حکم سے شرم و شرمناک رہنے والا اور شرمناک رہنے پر مجبور
اور مست ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جس بیباکی سے صورتِ محراب قرار پاتی ہے وہ بے جا ہے۔ یہ قمری
اور اسی میں سودا کا حکم کیا گیا ہو یہاں تحقیق نہیں ہوئی۔

نہیں یہ فی راہ اس کے بغیر ہے۔ میرے خیال میں چونکہ اس صورت میں جو:
ہو، وہ قدرے وقت ہی مہلک رہتا ہے۔ دانیہ کی صورت میں اس کو انسانی ۱۰۰ سالہ کا یہ عمر
یہاں شش میں ۱۰۰ کی شرط ہے اس کے مطابق ہے۔

اسی طرح صاحب کارانے اتحاد جمعیہ فیہ مصلحت سے، یونکہ مستقبل میں وہ اسے پورا کر پائے گا یہ نہ رہے، یہ مصلحتیں اس سے کہیں زیادہ۔ وقت فی انظر رقمی اس کے اسی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب اس سے پاس اتنی رقم میاں نہ آوے اتنی صورت میں اتنی رقم کا وہ نہیں ہے کیونکہ رقم ابھی غیر موجود ہے۔

کارڈ کا مالک

کارڈ بینک کی ملکیت ہے، لہذا جب چاہے بینک اسے واپس لے سکتا ہے، لیکن یہ معارف ہے کہ بینک کارڈ کی صورت میں واپس لیتا ہے جب اسے معلوم ہو جائے کہ صاحب کارڈ اس کی شرائط پوری نہیں کر رہا ہے۔

لہذا جب کارڈ بینک کی ملکیت ہے تو صاحب کارڈ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ کارڈ غائب ہو جانے یا چوری ہو جانے پر اس کی اطلاع بینک یا اس کے متعلقین کو فوری طور پر دے، امر ایسا نہ کرنے کی صورت میں کارڈ کا غلط استعمال ہوگا ہے تو اس کا ذمہ دار صاحب کارڈ ہوگا اور اس کا اثر ۲۰ جرم اس کی رقم کی ادائیگی میں نہیں پڑے گا بشرطیکہ کارڈ لو چیک کرنے میں اس سے کوئی کمی نہ ہوئی ہو۔

بینک میں رائج مختلف کارڈ کا شرعی حکم

محمد ابراہیم خاں ندوی

تجارت و صنعت کسی ملک و قوم کی اقتصادیات کے لئے زیادتی کارڈ کا درجہ اہمیت ہے، جو جو دور و سرافس آئین و بنی کے اعتبار سے اب تک کا سب سے ترقی یافتہ دور ہے، انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں انتخاب آئینہ حد تک تہریل رہا ہوئی ہے، ارااع و معاملات کی ترقی کے تحت آئینہ حد تک زمینی و زمانی فصول کو بہت کم کر دیا ہے، جس سے انسانی زندگی کے مسائل و معاملات زیادہ قدرے مسائل و معاملات سے کافی حد تک مختلف ہو گئے ہیں، معاملات کا طریقہ کار بدل گیا ہے، بینک کے جدید نظام نے ایسے طریقہ کار وضع کئے ہیں کہ تجارت و صنعت کے لئے دور از مقامات کے سفر کی ضرورت باقی نہیں رہی، اور نہ ہی ایک جگہ سے دور کی جگہ قرض و قسط کا مسد ہے، کہ پیسے بربانی نہ رت ہی نہیں ہے، اس کے لئے بینک نے مختلف قسم کے کارڈ جاری کئے ہیں، مثلاً اس کی ایک کارڈ، مابین کارڈ، ریڈ کارڈ، ان کارڈ کے اراچہ غریہ و فداست کے بعد قیامت کا مین و مین بھی یہاں ہے، اور بقدرت و رت کسی بھی شہر میں اسے کوئی بھی حدوت بینک سے قرض بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

برہمنی اعتبار سے جتنی ترقی یافتہ و ایڈوانس اور ہے، اخلاقی لحاظ سے اتنی ہی پست و بدترین اور ہے، جس میں بد عہدی، فریب کاری، مصلحت بازی، رشوت خانی، خیانت، غصب و چوری، زناکاری، حرام سے بازیگوشی، دس دس میں مافوق و غیرہ کے واقعات بشت ہر شے

آتے رہتے ہیں، سال کے ساتھ قیمتی جان تک سے محروم ہونا پڑتا ہے، اور ہر جملہ لوٹ مار و چورنی کرنے والوں کا پورا نیٹ ورک قائم ہے، اپنے پر خضر دور میں سرمایہ دار و اصحاب تجارت چاہتے ہیں کہ ان کا سرمایہ ایک جگہ سے دوسری جگہ محفوظ طریقہ پر، ورجلہ پہنچ جائے، وہی لئے ان کا رڈ کا چلن بہت تیزی کے ساتھ عام ہو گیا ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ”ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی منتقلی محفوظ طریقہ پر“ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کہ ان کا رڈ کس رقم کی منتقلی میں راستہ کے خطرات کے تحفظ کا فائدہ دل رہا ہے یہ کس چیز کا عوض ہے؟ آئندہ سطروں میں اس کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

اے ٹی ایم کارڈ کا حکم

یہ کارڈ بینک بے پنے کھدے داروں کو جاری کرتا ہے، اور اس کارڈ کے ذریعہ ادبی بینک میں اپنی جمع شدہ رقم کو کسی بھی شعبہ میں وجود اے ٹی ایم مشین سے حاصل کر سکتا ہے، اور یہ کارڈ رقم کو اتنا محفوظ بنا دیتا ہے کہ اگر یہ غائب بھی ہو جائے تب بھی کوئی اس کارڈ کے ذریعہ دوسرے کی رقم چنہ سے نہیں نکال سکتا، اس لئے کہ اس کارڈ میں جو نمبرات درج ہیں، ان کے علاوہ کچھ نمبرات ۱۰ ہوتے ہیں جو صاحب کارڈ اپنے ذہن میں فرض کرتا ہے اور جیسے نکالنے کے لئے کارڈ میں درج نمبرات کے ساتھ منفرد نمبرات بھی ڈال دیتا ہوتا ہے، جو کارڈ مالک کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں، الا یہ کہ وہ خود کسی کو دے دے، نیز اس کارڈ کے جوانے کی کوئی فیس بھی نہیں دینی پڑتی ہے۔

اے ٹی ایم کارڈ بینک میں جمع مال کا وثیقہ ہے اور جہاں تک محفوظ طریقہ پر رقم کی منتقلی کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رحمہ اللہ بن عباسؓ کے عمل پر قیاس کر سکتے ہیں، کہ عمر اللہ بن زبیر مکہ میں تاجروں سے پیسے لے یا کرتے تھے اور بصرہ و کوفہ میں واپس کرنے کا بیڑہ لکھ دیا کرتے تھے۔

فقہی کے مرام میں طایرہ کسی قسم کی بات ہیں:

"عن عطاء ان اس الریبر کان بأحد سحكة الورق من النجار فیکتب لهم الى البصرة والى الکوفة فباحدون أحود من ورقهم، فل عطاء فمالت اس عاص عن أحدهم أحود من ورقهم، فقال لا مانس بذلك مالم یکن شرطاً" (مسند احمد ۱۳۰۰)

(حضرت عطاء سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زبیر قدس سرہ نے تہجروں سے ورق (چاندی کا سکہ) لے کر لائے تھے اور ہر دو ورق میں ایک لکھی گئی تحریر فرمادیتے تھے تو وہاں اس سے بہت چاندی کے سکے وصول کر لیتے تھے، عطاء کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے اپنی ورق سے بہت ورق بیچنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: شرط نہ ہوتی حرج نہیں)۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کا مکمل حضرت عبداللہ بن عباس کا مکمل فتویٰ حجت سے کہ وہ مذکورہ میں قرض لے کر اپنے دو ورق میں ایک لکھی گئی تحریر فرمادیتے اور وہ تہجروں کا پیسہ وصول کر لیتے تھے۔ اور جہاں تک اس کا سوال ہے کہ کسی قرض کا شرط نہ سمجھا دینا کہ وہ فلاں شہر میں اس کا یا اس کے کسی دوست کو دے گا تو یہ ضرور ہے، اور "کل قرض جو یفعا فهو ربا" (مسند احمد ۱۳۰۰) کے تحت واضح ہے کہ وہ راستہ کے خطرات سے حفاظت کا فائدہ اٹھا رہا ہے اسی وقت فی اصطلاح اس لحاظ سے کہتے ہیں۔

طایرہ طایرہ میں ثانی تحریر فرماتے ہیں:

"قال في الدرر كره المسفحة وصوره ان يدفع الى ناجر ملعا فربما يدفعه الى صديقه في بلد آخر ليستعيد سقوطه بخذو الطريق" (مسند احمد ۱۳۰۰) (اور یہ ہے کہ نچتہ ضرور ہے، اور ان کی صورت یہ ہے کہ وہ کسی تاجر و معین رقم بطور قرض لے لے تاکہ وہ اس شہر میں موجود اس کے دوست یا قریبی کے پاس لے جائے اور یہ اس کے لیے یہ راستہ کے خطرات سے حفاظت کا فائدہ اٹھا رہا ہے)۔

اور اگر قرض میں دوسرے شہر میں واپس کرنے کی شرط نہ ہو تو جائز و درست ہے۔

خامسہ شخصی اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

”والسفحة التي تعامله الناس على هذا إن كان مقوضه بغير شرط

وكتب له منفعة بذلك فلا بأس به“ (مسرد ۱۳/۹۲)

(اور وہ سفح جس پر لوگ معاملہ کرتے ہیں جس کا حکم یہی ہے (مکروہ ہے)، اگر وہ

اس کو بشرط قرض دے اور اس کے لئے اس کا منفعت لکھ دے تو کوئی حرج نہیں)۔

فیر علامہ ابن عابدین شافعی نے ”حالیہ“ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ قرض کی واپسی

دوسرے شہر میں مشروط نہ ہو، مطلق قرض دے پھر چاہے دوسرے کسی شہر یا مقام میں اسے لوٹا

دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

”وقال هي الخائبة ونكره السفحة إلا أن يستقرض مطلقاً وبوفى بعد

ذلك في بند آخر من غير شرط“ (رد المحتار ۳/۳۰۷)

(حالیہ میں ہے کہ سفح مکروہ ہے، البتہ مطلق قرض۔ اور پھر اسے بشرط کسی دوسرے

شہر میں واپس کر دے تو مکروہ نہیں ہے)۔

اس فی الجہان نظام میں بھی رقم کی مطلق مشروط نہیں آتی ہے بلکہ اقتیادی ہوتی ہے،

دوسری چیز یہ ہے کہ فقہاء نے قرض کی دوسرے مقام میں مشروط (ایک مکروہ قرار دیا ہے جیسا

کہ علامہ شخصی نے صراحت کی ہے:

”وان شرط في القرض ذلك فهو مكروا، لانه يسقط بذلك عطف

الطريق عن نفسه فهو لقرض جبر منفعة“ (مسرد ۳۰۷)

(اور اگر قرض میں یہ شرط لگا دے تو مکروہ ہے، اس لئے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنے آپ

سے راستہ کے ذریعہ وساطت کر رہا ہے اور یہ ایسا قرض ہے جس میں فائدہ حاصل ہو رہا ہے)۔

اور بعد اللہ میں زچہ کے عمل کی بابت یہ تاویل کی ہے کہ وہ غیر مشروط تھا، تو فقہاء کی یہ

تاویل اور مشروط و غیر مشروط کی تقسیم اجتماعی و قیاسی ہے، اور یہ رہا النسبہ و رہا الغض و دونوں میں سے کسی کے تحت نہیں آتا ہے۔

لہذا اے فی الیم کار کو "کُل لَوْحٍ حَرَمًا فَهُوَ دَمًا" پر قیاس نہیں کر سکتے، نیز اگر مشروط و غیر مشروط کی تفصیل کو تسلیم کر لیا جائے تو اسے فی الیم کار کا دوسرے شعبہ میں قمری منتقلی مشروط نہ ہونے کی وجہ سے اس سے استفادہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

نیز آج کل چوری و دہشتی کرنے والوں کا گرو و ٹریڈوں، سوس، ریوے، انٹیشن، پبلک مقامات اور بازاروں میں ہر جگہ ہونے لگی منظر انداز میں شرم ہے، اور ان جرائم پیشہ افراد کو کوئی رہائی نہیں مل پاتی ہے ایسے پر خط و غیر محفوظ حالات میں چہل قدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت منتقلی کے لئے ایک کا رابطہ ماسانی نہ درست بن گیا ہے، تو اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اے فی الیم نظام میں آیا۔ جگہ سے دوسری جگہ قمری منتقلی مشروط ہوتی ہے اور یہ منتقلی ہی طعن ہے تو بھی "الضرورات تنبيح المحظورات"، "الحرج مدفوع"، اور "المشقة تجلب التيسير" کے منظر جائز قرار پائے گا۔

طامعین با سابق مفتی اعظم مہتمم سعودی عرب کا فتویٰ ہے:

"إذا دعت الضرورة إلى التحويل عن طريق السوق الربوية فلا حرج في ذلك إن شاء الله تعالى لقوله سبحانه وتعالى: ولقد فصل لكم ما حرم عليكم إلا ما اضطرتم إليه، ولا شك أن التحويل عن طريقها من الضرورات العامة في هذا العصر" (فتاویٰ طحاوی ج ۲ ص ۶۵۵)۔

(۱۰۰ فی بیس) کے نزدیک قمری منتقلی کرنے کی ضرورت ہے۔ آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان شاء اللہ، بندہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم پر جو چیز (۱۰۰ فی بیس) ہے اسے تفصیل سے بیان کر دیتا ہوں، جس سے استعمال کے پتہ میں آجائے، اور ہر شعبہ میں۔ کے نزدیک قمری منتقلی اس دور میں عام ضرورت ہے۔ (۱)۔

ڈیپٹ کارڈ

یہ کارڈ بھی بینک اپنے احکامات اور سہولتیں دیتا ہے، اور اس کے استعمال کا کسی طرح کوئی حوالہ نہیں دینا پڑتا ہے، البتہ کارڈ خواہے کی نہیں دینی پڑتی ہے، اس کارڈ کے ذریعہ بھی آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

البتہ اس کارڈ کے ذریعہ آدمی قرضہ کے فائدے حاصل کر سکتا ہے، آئندہ سطروں میں وہ فوائد اور ان کا شرعی حکم بیان کیا جائے گا:

خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی

اس کارڈ کے ذریعہ ملک کے کسی بھی شہر میں وہاں کے مارکیٹ کی ان دوکانوں سے خرید و فروخت کر سکتے ہیں، جہاں اس کارڈ کو استعمال کرنے کے لئے مشینوں کی سہولت ہے، کارڈ میں درج نمبرات مشین میں ڈاکھ کر کے سامان کی قیمت کے بقدر پیر صاحب کارڈ سے بینک احکام سے دوکاندار کے احکام میں غلط ہو جاتا ہے۔

یہ کارڈ بینک میں جمع رقم کی رسید یا وثیقہ ہے اور اس کارڈ کے ذریعہ بینک کے قواعد سے سامان کی قیمت دوکاندار کو پہنچا رہی ہے، تو بینک کی شہادت دیکھ کر وہاں یہ بیع ہو سکتا ہے کہ بینک اس کا وکیل ہے، تاہم بینک صاحب کارڈ یعنی مشتری اور صاحب دوکان یعنی بائع کا بھی وکیل ہو سکتا ہے، بینک و قیمت کی وصولی کے لئے صاحب دوکان کا وکیل ہو سکتے ہیں۔

ملک العمائد اعلامہ کا سامان تحریر فرماتے ہیں:

”وبحور التوكيل ماضى الدين لأن الموكل قد ا بقدر على الاستيفاء

نفسه ، فيحتاج إلى التفويض إلى عبده“ (رد المحتار ج ۶ ص ۲۳۰) (دین پر قبضہ کرنے کے لئے وکیل بنانا درست ہے، اس لئے کہ بس اوقات موكل خود دین کا وصول نہیں کر سکتا ہے تو دوسرے کے سپرد کرنے کی ضرورت ہوتی)۔

کی طرف سے ہوگا، ایجاب یہ ہے کہ محفل کے کہ میں نے آپ وہاں طور پر فلاں کے ہوا ہے یا اور
میں حیدر محل کی جانب سے قبول یہ ہے۔ ان میں سے جو ایک کے کہ میں واقعی ہوں یہ میں نے
قبول یہ ان کی طرف سے ایسی چیز پیش آئے جو قبولیت و رضا مندی پر دلالت کرے، یہ قیام
ہمارے اصحاب (علماء و فقیہ) کے یہاں ہیں اور ان میں سے جو ایک

اور یہاں صاحب کار کا، بینک اور اداکار تینوں اس پر راضی ہیں کہ کارڈ سے خرید و
فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کی ادائیگی بینک کے واسطے سے ہوگی یعنی قیمت بینک ادا
کرے گا بعد ازاں بینک کارڈ سے خرید و فروخت کا معاملہ سنبھالے گا۔

ضرورت پر رقم نکالنا

مکرمہ بینک میں بننے رقم کی رسید و سند ہے، جبکہ یہ بینک کی مانند ہے، لہذا اس کا کارڈ
استعمال کرنا درست ہے وقت اس کی ایمریشن سے روپیہ نکالنا درست ہے اور جہاں تک رقم
کی منتقلی کا معاملہ ہے تو اس کے ہمارے وہی عمل و شمار ہیں، جو اس کی ایمرہ سے رقم
نکلنے کے سلسلہ میں ہیں۔

اس بننے رقم کو بینک نے پاس ادا کرتا ہے، ان میں تو اس کے ہوا میں اس کی تین کچھ
باقی نہیں رہا، اس لئے کہ کسی وادعت ایک جگہ وہ کارڈ کو جلدی صل کرنے میں وہی درست
نہیں ہے۔

علامہ میمنی "سلجہ" پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فلو دفعه اليه امانة لم يكره ولم يفسد" (امان کی ضمانت نہ تباہ نہ ہو)

اسے بطور امانت دے تو نہ بکرو و نہ بھولے۔

دوسرے کے حوالہ میں نقل کرنا

بینک میں بننے شد و رقم کو قبولیت کارڈ کے مالک کا ضمانت کے بارے میں اپنے حوالہ سے

دوسرے کے اکاؤنٹ میں منتقل کرنا درست ہے، بینک صاحب کارڈ کا کوئی ہے وہ منوفیس کے
تکبے پر اس کی رقم دوسرے کے گھاتے میں نہ اسفہ کر رہا ہے۔

خاصی میں ہے:

”قَالَ الْمُؤَكَّلُ خَذْ هَذَا الْاَلْفَ بِأَفْلَاحٍ وَادْفَعْهُ إِلَى فُلَانٍ فَأَيُّهُمَا قَضَى
سَازَ قِيَامًا وَاسْتَحْسَانًا“ (خزینۃ المتنبیہ ص ۳۹۵) (مؤکل کہے کہ اسے غلاب یہ ایک ہزار دو سو
نواں سو دے اور تو ان میں سے کوئی بھی دے دے تو قیاساً اور اجتہاد دونوں طہرت سے جائز ہے)۔

اے فی الحکم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ کی فیس کا حکم

اے فی الحکم کارڈ ڈیبٹ کارڈ بنانے و جاری کرنے کی بینک فیس نے تو اس فیس کا لینا دینا
جائز ہے کہ یہ کارڈ بنانے اور اس کو جاری کرنے کی اجرت ہے، اور جس کی اجرت درست ہے۔
جزاں کو کوئی رد پر قیاس کر سکتے ہیں کہ اس کے ذریعہ رقم کی منتقلی ہوتی ہے اور
ڈیبٹ فیس پر فیس لینا ہے اور طہرت کے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

عکس الامت موزن: اشرف علی تھانوی: ایک استخارہ کے جواب میں فرماتے ہیں:

”فی آرد مر کب ہے بعد معاملوں سے: ایند فرض جو اصل رقم سے متعلق ہے،
دوسرے اور جو فادام کے لکھنے اور روانہ کرنے پر بنام فیس دیا جاتی ہے، اور انہوں معاملات جائز
ہیں پس انہوں کا مجموعہ بھی جائز ہے، اور چونکہ اس میں بنام عام ہے اس لئے یہ بولیوں کرنے
جو از کفوتو مناسب ہے“ (امداد الطالبین ص ۱۳۹)۔

یہ عمر حاضر کے مصروف فقیر مفتی قلی محمد علی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

”بینک اپنا جن خدمات پر اجرت وصول کرتا ہے، مثلاً: اکاؤنٹ لینے، ڈرافٹ نمونہ،
بینک ڈرافٹ، شراعتی و دینی دغیر جان کی اجرت لینا جائز ہے، ایسا سود کا کاروبار ناجائز ہے“
(برہنہ معانی ص ۱۱۵)۔

کریڈٹ کارڈ

بینک دو طرفہ کے نوٹوں و کریڈٹ کارڈ جاری کرتا ہے:

- ۱- بینک میں جس کا پیر جمع ہے، البتہ واپسی جمع شدہ رقم سے زائد کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔
- ۲- بینک میں جس کا پیر جمع نہیں ہے بینک اس کے حالات معظومہ کے اس کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے، کہ اس کی ماہانہ یا سالانہ آمدنی کتنی ہے، اسی اعتبار سے کارڈ جاری کرتا ہے، اس کارڈ سے بین طرفہ کے فوائد حاصل ہوتے ہیں:

۱- خرید و فروخت کے بعد قیمت کی اسٹیک

۲- ضرورت پر رقم کا حصول

۳- اپنے کھاتے سے دوسرے کے کھاتے میں رقم کی منتقلی

کریڈٹ کارڈ کی حیثیت

جس نوٹوں کا پیر پہلے سے بینک میں موجود ہے، وہ کریڈٹ کارڈ کا استعمال کرتے ہیں تو وہ اپنے ہی پیسے سے استفادہ کرتے ہیں، لیکن جن کا پیر بینک میں جمع نہیں ہے، یا اگر جمع ہے مگر جمع شدہ رقم سے زائد کا فائدہ حاصل کرتے ہیں تو ان کے حق اس کریڈٹ کارڈ بینک کی جانب سے قرض دینے کا وعدہ ہے، اور کارڈ کا استعمال صاحب کارڈ کا بینک سے قرض لینا ہے، اور کارڈ جاری نہ کیا، اسلئے اس بات کی کہ بینک اس کو قرض دینے، ان کفالت لے رہا ہے، اور خرید و فروخت کی صورت میں بینک کے ذریعہ قیمت کی ادائیگی کے، ات بینک کی حیثیت مقرض کے ساتھ صاحب کارڈ کے نائب کی بھی ہوتی ہے۔

عامہ کا سالی فرماتے ہیں:

"ان الكفالة في حق المطلوب استغراؤه، وهو طلب الفرض من الكفيل، وملكه لئلا ياداء المال مقرض من المطلوب، ونائب عنه في الأداء إلى"

الطالب“ (مع معین ۱۰-۱۱) اس سے کہ کفار مظلوم (مقرض) اس حق میں نہیں سے قرض طلب کرنا ہے، اور فیکس مال کی اور انکی کے سلسلہ میں مظلوم کی طرف سے قرض لینے اور بھاری طلب (قرض دہندہ) رقم لینے میں مدیون کا تاب ہے۔

خریداری کی صورت میں مزید رقم کا مطالبہ سود ہے

تقریباً کارنا سے خریداری کرنے کی صورت میں ۱۰۰ فیصد کی جانب سے تفصیل فراہم کی جاتی ہے، اور مظلوم رقم پندرہ دن یا ایک ہفتے اندر منع کیا جاتا ہے، اور وقت مقرروں پر اس کے لئے صورت میں یومیہ شرح سے مناسب سے مزید رقم اور رقم ہوتی ہے، اس و آئندہ اصل رقم کے ساتھ جمع کرنا ہوتا ہے، تو قرض یا کسی بھی معاہدے اندر اس صحت کی شرط ناجائز ہے، اور یہ زیادہ رقم سود ہے جو کہ حرام ہے، زمانہ جاہلیت میں اس طرح کا معاہدہ رائج تھا، اسے شریعت اسلام نے ناجائز و منوع قرار دیا ہے۔

”ثم إذا حل الدين طالبوا المديون برأس المال، فإن بعدد غلبه الاداء رادوا في الحق والأجل فهذا هو الرماء الذي كانوا في الحاهلية يتعاملون به“ (تفسیر ۱۰۰) (نمبر جب دین کی مدت پوری ہو جاتی تو وہ جو اصل رقم کا مطالبہ کرتے اور اگر اس کے لئے اور کوئی مشکل ہوتا تو اصل رقم اور مدت دونوں میں اضافہ کر دیتے تو یہ سود ہے جس کا زمانہ جاہلیت میں ان کے درمیان رواج تھا)۔

یہ رہا الحسدیہ ہے، ہوا، نامہ مہدائی فرنگی محکم نے بھی قرض کے بارے میں مذمت میں لکھا ہے کہ یہ رقم لینے و دینے کا طریقہ ہے، ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: زید نے عمر سے ایک روپیہ قرض لیا اور اسے قرض کی مدت مقرر ہوئی اور اس میں یہ قرار ہوا کہ مدت گزرنے کے بعد ایک روپیہ اضافہ ہوگا، عمر نے اسے قرض کے عوض میں چار آنے زادہ لینے جا میں سے یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: حرام ہے، کفار میں ہے: "إن الشروع حرم وما النسبة وليس فيه إلّا
مقابلة الحال بالاحل فلاں يكون مقابلة الحال بالاحل حقيقة حراماً أولى"
(شریعت نے ربوانسہ کو حرام کر دیا ہے، حالانکہ اس میں صرف مال کا مقابلہ مت ہے، لہذا
مال کا مقابلہ مت سے مطلقاً حرام ہوا" (مجموع الفتاویٰ جلد دوم)۔

کریڈٹ کارڈ سے تجارت اور موجودہ حالات

موجودہ دور جہاں ملکوں و قوموں کے عروج و زوال میں اقتصادیات کا اہم رول ہے،
جو قومیں تجارت و صنعت کے میدان میں آگے ہیں، وہ تعلیم میں بھی آگے ہیں، اور جو قومیں
تجارت و صنعت میں پچھڑے پن کا شکار ہیں، اس قوم کے افراد مال کی قلت کی بنا پر ملی، بیناوی
منفید تعلیم سے محروم رہتے ہیں، اور انہیں غربت و افلاس کی وجہ سے اپنی صنعتی و مافی قوت کے
استعمال کا موقع نہیں ملتا، بلکہ وہ ملک و قوم جو اقتصادیات کے میدان پیچھے ہے، ترقی یافتہ و مالدار
ممالک و سرہ پایہ دار قوموں کے دست نگر و مقروض ہوتے ہیں، اور اپنے بھگت حکومت و تعلیم تعلیم
میں قرض دینے والے ممالک کی ایسی شرائط قبول کرنے پر مجبور ہیں جو خود اس ملک کے لئے اور
اس کے باشندوں کے لئے سمع قائل ہے، خصوصاً مسلمانوں کی دینی فکر اور اسلامی فکر و فکر پر بندش
لگانے کی شرط ہوتی ہے۔

ایسے حالات میں مسلمانوں کو جدید وسائل تجارت سے روکنا پہلے سے اقتصادی بدحالی
میں جھکاوت پر حد افلاس و غربت کا شتر چھوٹا ہے، کہ "کساد الفقر ان یکون کفر" کا ملی
مظہر غریب و مفلوک الحال مسلم ممالک میں جہاں جیسالی مشن یا تعلیم و طبی خدمت کے نام پر اور
مالی امداد کے ذریعہ ان کے ایمان و عقیدہ کا سودا کر رہی ہیں، بلکہ قادیانی تو اس کے لئے اتنا زائد
مال صرف کر رہے ہیں کہ اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہے۔

اس لئے وہ مسلمان جن کی تجارت بہت چھوٹی سطح پر ہے انہیں کریڈٹ کارڈ استعمال
کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کہ یہ بلا ضرورت سود دیتا ہے، اور وہ مسلمان جن کی تجارت بڑے سطح

پر ہے اور ان کا کاروبار بہت پھیلا ہوا ہے، ان کا شمار بڑے قبار میں ہوتا ہے ان کے لئے کریمیت کا راز کا استعمال ضرورت ہے، اور یہ "الصورورات نسیح المخطورات" کے تحت درست ہوگا، اور جس طرح عداوت ضرورت کے وقت بینک میں پیر جمع کرنے کی اجازت دی ہے اور بینک جو سود دیتا ہے اس کو ملے کر بلانیت ثواب رفاہی کاموں میں صرف کرنے کا قصد ہے، حالانکہ بینک سودی کاروبار دیتا ہے اور صاحب رقم کو جو سود دیتا ہے وہ صرف پانچ فیصد، چھ فیصد ہے جو وہ اس رقم پر اس سے کہیں زیادہ سود دیتا ہے اور یہ "تعاون علی الباطل والعدوان" ہے، لیکن فقہاء نے پیر کی حفاظت کے لئے بینک میں پیر جمع کرنے کی اجازت ضرورت دی ہے، اسی طرح یہاں تجارت کے اندر کریمیت کا راز کا استعمال آج ایک انسانی ضرورت بن چکا ہے۔

یہ فقہاء نے ضرورت کے وقت بغرض حلقہ مطہر کو لئے، جان بچانے کے لئے مردار، وغیرہ کا گوشت کھانے، لقمہ حلق میں اٹک جائے اور پانی نہ جو نہ ہو تو لقمہ کھنے کے لئے شہاب پینے، اعیان دوا سے حلقہ ممکن نہ ہو تو حرام چیزوں سے طہن کرانے، اور مجبور جان بچانے کے لئے نصف زبان سے کھڑکھڑانے اور اپنا حق بارشوت نہ ملے تو رشوت دینے، نسیان دینے کے خطروں کے پیش نظر ہمیں قرآن، امامت، اذان، ان کی اجرت لینے کی اجازت دی ہے۔

تو یہاں ملت و اقتصاد کی بد حالی سے بچانے کے لئے ضرورت کریمیت کا راز کے زریعہ خرید و فروخت کی اجازت دینا نہایت ضروری ہے، ورنہ امت، ممالی، جماعت، اولو کاد الفقر ان یکون کھو، فرمان نبوی کے مطابق میرانیت و قدانیت کے پانچ عناصر و اذکار و مقاصد کا تار و تار ہو جائے گی۔

مطلوبہ رقم کے ساتھ مزید رقم کا حکم

کریمیت کا راز کے ذریعہ بینک سے نقد رقم حاصل کرنا درست ہے، اگر پہلے سے اس کی رقم وہاں موجود ہے تو کریمیت کا راز کی حیثیت جمع مال کی سند و رسید ہے، جگہ بینک ادا کرتا ہے

اور بینک کے حرج ہے، اور وہ اپنی ہی رقم عاقل کر رہا ہے، اور اگر پہلے سے رقم جمع نہیں ہے تو بینک سے قرض لے رہا ہے، اور یہ گارڈ بینک کی وجہ سے قرض لینے کا تحریری ادا ہے، اور اگر وہ اپنے نکاح سے رقم دوسرے کے نکاح میں منتقل کرتا ہے تو گویا کہ وہ بینک کے قرض سے گارڈ بینک نے ذریعہ دوسرے کو رقم روانہ کر رہا ہے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔

لیکن جب یہ رقم جمع کر کے محض کسی رقم کے ساتھ مزید معینہ رقم بھی بینک کو دیتی ہوئی ہے، تو یہ مزید رقم جو بینک لیتا ہے، وہ بینک کے اس عمل کی اجرت ہے جو کہ یہ وہ وہ صاحب کار کا کو جو تفصیل فراہم کرتا رہتا ہے، مگر یہ کہ اس کی تہہ یہ رقم کا اس کے اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں منتقلی اور دیگر تفصیلات جو ہر ماہ کے آخر میں صاحب کار کو فراہم کی جاتی ہے یہ اس عمل کی اجرت ہے۔

عام اصولاً بان کا قرضی ہے:

"أما تحويل النقود من بنك لآخر ولو سقابل رائد يأخذها البنك المربوي اخول لاحتواء لأن الزيادة التي يأخذها البنك أجره له مقابل عسيلة التحويل" (القانون المبرم ۱۴۰۲) (ایک بینک سے دوسرے بینک رقم کی منتقلی پر عسلیہ کرنے والا سودی بینک جو رقم لیتا ہے وہ چاہے اس کے لئے زوراً سودی بینک لیتا ہے وہ منتقل کرنے کے عمل کی اجرت ہے)۔

نیز بینک کی حیثیت نقل کی ہے، اور اس کی نکاح کی جائے وہ نقل کو خوشی سے دے دیتا ہے، مگر اسے اجرت کی شرط لگا دے تو اجرت بھی دینا درست ہے۔

شروط بہرہ منطبقاً فرماتے ہیں:

"إن شرط الكفيل تقديم مقابل أو آخر على كفلائه، وتعلم على المكفول عه تحقيق مصلحته من طريق عسین المنبر عين حار دفع الآخر فلصورة عه الحاجة العامة لما يتروك على عدم الدفع من إعطين المصلح" (القانون المبرم ۱۴۰۲)۔

۱۰۶) (اثر کفیں اپنی کفالت کی اجرت یا معاوضہ کی شرط کا۔) کے اور منکوس عند کے سے
احسان و تحریک کرنے والوں کے ذریعہ اپنی مصلحت کی تکمیل دشوار ہو تو ان ضرورتوں اور ماحولیاتوں
کے لئے اجرت دینا درست ہے کہ اگر اجرت نہ دے تو مصالح کا بے اعانتی لازم آتا ہوگا۔

ہندوستانی بینکوں کے مختلف کاروبار

مولانا رحمت اللہ علی

بینک کی تعریف

"بینک" ایک ایسے تجارتی ادارہ کا نام ہے جو لوگوں کی رقمیں اپنے پاس جمع کر کے گاہکوں، صنعت کاروں اور دیگر ضرورت مند افراد کو قرض فراہم کرتا ہے، آج کل روایتی بینک ان قرضوں پر سود وصول کرتے ہیں اور اپنے اخراجات داروں کو شرح پر سود دیتے ہیں اور سود کا سرمایاتی فرق بینکوں کا پیش ہوتا ہے۔ وہ ادوار پر عیشت و تقویٰ ہے۔" (۱)

پونہ میں آج کل اکثر بینک خصوصاً غیر اسلامی ممالک میں بینکوں کا قیام ہوتا ہے جن میں ور۔ پری کارپوریشن ہے، (ڈپازٹ ڈپازٹ (Deposits) کی بعض صورتیں ان سے متعلق ہیں، جن سے فقہی عمراتی و مالی ماسب کی تعریف "اسلام اور جدید عیشت و تقویٰ" سے معلوم ہوتا ہے۔

بینک کے سود سے متعلق شیخ عبد اللہ بن عبد الوہاب نے "مجموعہ فتاویٰ سائلو" میں رقمراز

کیا:

"الفائدة التي يستحقها المصرف من العدين هي (ب) لأن الفاعلة

الشريعة في الإسلام تقول: كل قرض هو قرض فہر وما زادہ (۲) ۹۰۰۰۔

(جو فائدہ بینک قرض دار سے وصول کرتا ہے وہ سود ہے، اس سے کہ قاعدہ و شریعہ (یعنی) ہر دو قرض جو با محض نفع کا باعث ہو، سود ہے اس کے تحت آتا ہے)۔
 علامہ عسکری نے جوابی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اسلام نے تجارت کی راہ سے مال فروغ دینے کو مہمان رکھا ہے۔ لیکن اسلام نے ہر اس شخص کا راستہ بند کر دیا ہے جو سود کے راستے سے مال بڑھانے کی نیت سے سود لے کرے، کیونکہ سود قلیل ہو یا کثیر بہر صورت حرام ہے، یہودیوں کے اندر یہی خرابی تھی کہ وہ سود لیتے تھے، حالانکہ انہیں اس سے روک دیا گیا تھا، سود کی حرمت کے سلسلہ میں سورۃ فرقہ کی یہ آیت ہے جو آخر میں نازل ہوئی (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور (زنا نہ جاہلیت یا حرمت رباً سے پہلے کا) چاہا ہو یا نہ چھوڑ دو)“ (سورۃ فرقہ ۸۰، ۲، المجلد ۱، صفحہ ۲۴۰)۔

علامہ موصوف نے حرمت رباً کی صفت پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

یوں تو علماء اسلام نے تحریر رباً کی حکمت کے کئی مقول و جوابات ذکر کئے ہیں لیکن میں امام رازی کے ذکر کردہ جوابات پر اکتفا کرتا ہوں:

- ۱- سود بغیر محض انسانی مال لینے کا مقناضی ہے۔
- ۲- سود پر اعتماد کر لینے سے لوگوں کی کمائی رک جاتی ہے اور اس پر مجبور نہ کرنے سے بے پروہ کاری کا رجحان بڑھے گا۔

۳- لوگوں کے ہاتھ قرض سے جو تیلی رائج ہوتی ہے، اس کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ لوگوں کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ جتنا قرض دیا ہے اتنا ہی بغیر فائدہ وصول کئے واپس لے لیں۔

۴- آمد و پیشہ قرض دینے والے سوائے لین دین سے مائدہ اور قرض لینے والا مفلس و نادار ہو جاتا ہے، انھیں (مجلس، ص ۲۳۲، ۲۳۳)۔

اس مرحلے پر ہندو پاک کے بہت سے علماء نے گفتگو کی ہے اور تحریریں چھوڑیں ہیں، لیکن ان سے استغناء کر سکتے ہیں (یعنی) آپ نے مسائل (۱) ص ۱۶۱، حصہ چھٹی مسائل ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱

موجودہ دور میں بینک اور اس کی پیدا کردہ سہولیات نے ناگزیر صورت حال اختیار کر لی ہے۔ اور انسانی زندگی میں اس نے جزا یا ملک کا درجہ حاصل کر لیا ہے، اس انقلاب عام سے متاثرہ کئی دشواریاں اور بہت مشکل کام ہے، عسادات اور بلو، نیز لوٹ۔ رسک واقعات نے بینک میں رقم جمع کرنے پر مجبور کر دیا ہے، اس لحاظ سے یہ ضروریات زندگی میں داخل ہو چکا ہے، دوسری طرف اسلامی غیر سودی بینکوں کا ہندوستان جیسے ملک میں وجود بھی نہیں ہے، جن میں آدنی کھانے کھوانے اور باسودی قرض لے، مزید برآں یہ کہ ذائع معاملات کی غیر معمولی ترقی اور تیز رفتاری نے اسکی صورت حال بنا رکھی ہے کہ بینکوں کو غماز نہ کے ساتھ ساتھ چلے، تجارت کو فروغ دینے اور انسان کو تجارتی کاروان کے دوش بدوش لے کر چڑانے، نیز قوم کو محفوظ طریقہ سے ایک شہر سے دوسرے شہر، یک ملک سے دوسرے ملک پہنچانے اور اسی طرح ایک کے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں سرمایہ منتقل کرنے کے لئے کچھ نئے طریقے سوچنے اور ایجاد کرنے پڑے، انہیں عبادات میں سے بینک سے جو رکی ہونے والے مختلف کارڈ بھی ہیں۔ جو اس وقت بنیاداً موضوع بحث ہیں۔

ان کارڈوں کی قسموں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حیثیت سند اور سرٹیفکیٹ، یا اسٹاپ اینڈ ڈیٹ کی ہے، جس طرح بینک میں کھاتہ ہونے کی صورت میں کمپنی سے بھی۔ جو اس بینک کی برانچ ہو، آدمی ڈرافٹ بنا کر بھیج دیتا ہے، دروہوں کھاتہ دار اسے دکھا کر رقم اپنے کھاتہ میں منتقل کر لیتا ہے، یا نقد رقم کی صورت میں نکال لیتا ہے، وہی شکل یہاں بھی پائی جا رہی ہے، اسے ٹی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ میں نوٹہ کوئی سودی لین دین نہیں پڑتا، اس لئے ان سے استفادہ میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی ہے، اس کو حوالہ اور ہندی پر قیمن کیا جاسکتا ہے، کیونکہ جزیات میں یسائیت ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں:

”سچے نمبر ہے، اور سچے سچے ہیں راستہ کا خطرہ ختم کرنے کے لئے قرض دینا، گوئی کو متوقع خطرہ کو مستحق کے حوالہ کر دینا، ایسا بھی حوالہ کے مفہوم میں ہوگا، اس سلسلہ میں فقہاء کا

نہن ہے جب منفعت شرط اور متعارف نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

آگے اس کی صورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس کی صورت یہ ہوگی کہ کسی تجارتی معاملہ میں قرض دے تاکہ وہ اس کے دوست سے حوالہ کر دے یہ قرض ہوگا امانت نہیں تاکہ دو راستہ کا خط و ختم کرنے میں اس سے مستفید ہو سکے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی صورت یہ ہوگی کہ کسی آدمی کو قرض دے تاکہ قرض خواہ اسے اس شے میں ادھر لے جس کے اندر مقرر شدہ اجلی کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ وہ اس سے خیر و برکت حاصل کرنے میں فائدہ اٹھا سکے۔

القادی العسفری وغیرہ میں ہے کہ اگر سلفیہ قرض میں شرط ہے تو حرام ہے اور اس شرط کے ساتھ قرض فاسد ہے ورنہ جائز۔

الواقعات میں شرط کی شکل یہ ہے:

ایک آدمی دوسرے آدمی کو مال بطور قرض دیتا ہے اس شرط پر کہ وہ اسے کوئی قریبی رشتہ دار یا دوست سے لئے تو ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔ یا اس قرض کا شرط دے اور اس پر وہ از خود خیر دے تو درست ہے۔

اسی طرح اگر یہ ہے کہ مجھے فلاں جگہ کے لئے سلفیہ قرض دے اس شرط پر کہ میں تمہیں وہاں ادھر دوں گا تو اس میں کوئی غیہ نہیں ہے (ایسا کرنا درست نہیں ہے) (اربعہ ۵۰۰:۵)۔

کریڈٹ کارڈ کا استعمال درست نہ ہوگا، کیونکہ اس کا استعمال کرنے والا نقد رقم نکالنے یا کسی کے حساب میں منتقل کرنے کے لئے جو رقم نکالتا ہے اس کے ساتھ یہ رقم قرض دیتی ہوگی، یہ ہوتی ہے جو بلا عوض ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اگر یہ شرط نہ ہو بلکہ کارڈ پرانی کرانے یا اس کی تجدید کرانے کے لئے صرف فیس، یعنی پانے تو دیگر فیسوں کی طرح اس کا بھی حکم ہونا چاہئے۔

یعنی جس طرح مدارس کا جرم میں اخذ فیس، پانے پورٹ کے لئے فیس، ان کے خانہ میں مٹی آرڈر یا رہنہ کی فیس، اسی طرح ان کے ہونے کی فیس یا ان کا نقدیہ، چاہے یہ کہ اور مزید

دیکھنے کے لئے نعمت پر نہیں دی جاتی ہے، اور طرح اس کی حیثیت بھی ایک قسم کی ہوگی، لیکن جب جائز حق کے حصول کے لئے فقہاء نے رشوت دینے کی اجازت دی ہے، اور ضرورت پڑنے پر سودی قرض لینا جائز قرار دیا ہے، تو اگر رشوت و بقدر ضرورت اس قسم کا ادا جیسی کر کے وہاں حق لینا چاہتا ہے تو اس کی بھی تنہائش ہوئی چاہئے۔

خلاصہ بحث

آج کل اکثر بیشتر جنگوں کا نظام: غزوت (سور) پر قائم ہے، اور سودی حرمت عمومی اطلاق اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے، سودیئے اور دینے کا حکم حرمت کے اعتبار سے یکساں ہے، البتہ فقہاء کے یہاں ضرورت و مجبوری کے وقت جس طرح جائز حق کے حصول اور مصرت سے رفع کے لئے رشوت دینے کی اجازت ہے، اسی طرح سودی قرض بقدر ضرورت دینے کی تنہائش ہے۔

باب انھول میں جو حیثیت ملحقہ (بندنی) کی ہے، اسی پر زیر بحث مسئلہ کو قیاس کیا جاتا ہے، بلکہ فینک کے جاری کردہ کارڈ کی حیثیت تو سند (سرٹیفیکٹ) یا وثیقہ کی ہے، اس کا رد و قسم سے حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ قرض کے طور پر لی ہوئی رقم سے ساتھ مزیدہ کی ادائیگی نہ کرنی پڑے، ورنہ یہ سود ہو گا، ایسا کر: حرام قرار پائے گا۔

اس کا رد سے خرید و فروخت خواہ نقد کی صورت میں ہو یا امداد کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ ناکہ نظر نہیں ہے، اسی طرح اپنے کھاتے سے دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل بھی کی جاسکتی ہے۔ البتہ کرڈٹ کارڈ چونکہ: پر مشتمل ہے ہذا اس کی اجازت نہ ہوگی۔

خلاصہ جوابات

۱۔ اس نے ایسے کارڈ سے استفادہ درست ہے، کیونکہ کوئی ایسی شرعی وجہ مجھ میں نہیں آتی جو عدم جواز پر دلیل ہو۔

۲- ڈیٹ کارڈ سے استفادہ جائز اور اس سے ذریعہ خرید و فروخت بھی ہافز ہوگی۔

۳- انہی دو فنڈز قسموں کے کارڈ سے سے کچھ رقم بطور فیس اور کرنی پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں، اس فیس کا حکم عام فیسوں کی طرح ہوگا، مثلاً دینی و مصرعی درگاہوں میں داخلہ فیس، پاسپورٹ فارم فیس وغیرہ۔

۴- (الف، ب، ج) کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے کے لئے اُمر صرف فیس کی اور ایسی کرنی پڑتی اور قرض با سود متو اس کا استعمال درست ہوتا، لیکن چونکہ قرض کے طور پر کرنی رقم کے ساتھ مزید رقم دینی پڑتی ہے، جو سود ہے، اس لئے اس کارڈ کا حاصل کرنا درست نہیں، کیونکہ وہ حرام چیز کے حصول کا ذریعہ ہے، لیکن اُمر ضرورت پڑ جائے تو اس وقت حاصل کرنے کی مجتہدش ہوئی چاہئے، کیونکہ اس صورت میں سود دینے والا گنہگار نہیں ہوتا ہے۔

۵- یہ کہ اس کارڈ کے ذریعہ اہل حار خرید و فروخت بھی درست ہوتا چاہئے۔

بینک سے جاری ہونے والے کارڈز کے فقہی احکام

مفتی سید باقر ارشدؒ:

حق بل مجددہ کا ارشاد گرامی ہے:

"یرید اللہ بکم البسور ولا یرید بکم العسر" (سورہ بقرہ)

(اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں، سختی نہیں)

چونکہ اللہ انسانی زندگی میں آسانی چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ انسان سبیلوں کے "جہ نزعہ" میں رہ کر قاعدہ اٹھائے، وہ نہیں چاہتے ہیں کہ انسان زندگی گزارنے میں "تختی" اور "غمر" کا سامنا کرے۔ اسی لحاظ سے شریعت نے انسان کو ایک حد تک اختیار دیے ہیں کہ وہ دنیاوی معاملات میں زمان و وقت کے پیش نظر "شرعی حدود" میں رو کر اپنے معاملات کا حل تلاش کریں۔

انسان کی یہ فطرت بھی ہے کہ وہ آسانی اور سہولت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ مشقت، تکلیف و معوضوں سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان کی اسی فطرت اور ہی طبیعت میں جدید سے جدید تر کی جستجو نے آج بہت سی ایسی سہولیات پیدا کر دی ہیں، بہت سی ایسی ایجادات جو دینی فقہوں کے سامنے آگئیں ہیں جو ہماری فطرت کو درجہ دینی فطرت پسند اللہ، دین و آسمان سے دور کرتی ہیں۔ انہی سہولیات و ایجادات میں ایک ایجاد یا سہولت بینک کی جانب سے جاری کردہ "کارڈز" ہیں۔

کسی بھی معاملہ کے درمیان ہوتے ہیں: ایک غلطی اور دوسرا مثبت، یعنی کسی بھی معاملہ کے فوائد کے ساتھ ساتھ نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ ایک کلمہ: مومن مسلمان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نقصانات اور منفیات سے گریز کرتے ہوئے ضرر رساں پہلو سے احتیاط کرتے ہوئے "شرعی حدود" میں روکروا فائدہ مند پہلو سے استفادہ کرتے۔

بینک سے جاری کردہ کارڈ زخمی و سائن کرڈٹ کارڈ کے استعمال میں جہاں فوائد ہیں، وہیں نقصانات بھی ہیں۔ مگر یہ فرمان خداوندی:

"برید اللہ بکم البسر ولا یرید بکم العسر" (عروذہ ۱)

فرمان رسول اللہ ﷺ:

"تسروا ولا تعسروا تسروا ولا تعسروا" (حدیث) (تم خوشحالی میں تعلیم دینا، گرفتاری میں نہ کرنا، آسانی کرنا، دشواری اور سختی نہ پیش کرنا)۔

"أحب الدين إلى الله الحبيبة السمحة" (حدیث) (اللہ کے نزدیک محبوب ترین دین، دین حنیف ہے جو سہل ہے)۔

جائزہ دہیں رو کر شرعی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی پالیسیوں یا سہولتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

یونکہ فی زمانہ جہاں انسان کمپیوٹرائزڈ دور میں آ گیا ہے، ہر کام میں جلدت، ہم معاملہ میں سہولت اور آسانی چاہ رہا ہے، آج کے جلدت و سہولت پسند انسان کے لئے غریب و فروخت یا کاروباری سہولتوں کے لئے کریڈٹ کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ ایک نعمت تصور کی جا رہی ہے، کیونکہ ان کے استعمال اور ان کی مراد سے فائدہ اٹھانے میں سہولت مہیا ہوتی ہیں، لیکن دین کے سلسلہ میں جو باری مسائل میں ان کارڈز کی جدولت کافی سہولت و آسانی ہو رہی ہے۔

اس لئے علماء و امام و ارباب افتاء کے لئے یہ لازمی ہو گیا کہ اس کارڈ و شرعی بات پر ایسے اور حواہم کی رہنمائی فرمائیں۔

۱- اے فی ایم کارڈ

یہ کارڈ حقیقت میں "اے فی ایم" نظام سے روپیہ نکالنے میں آپ کی مدد کرتا ہے۔ آپ کو بینک میں جا کر بجائے لائن میں کھڑے ہونے، یا متعلقہ بینک سی میں جا کر دن کے اوقات میں روپیہ نکالنے کی زحمت نہ ہوگی، اس سے آپ بچ جاتے ہیں، اور آپ کے پاس اے فی ایم کارڈ ہے تو آپ کہیں بھی، کبھی بھی، چاہے دن ہو یا رات، آپ اے فی ایم سے جو جلد نقد منب کی کمی ہیں، اپنے اکاؤنٹ سے روپیہ نکال سکتے ہیں، اس میں کسی قسم کا سود یا مابانہ فیس کی ادائیگی نہیں کرنی پڑتی۔

اے فی ایم کارڈ کا حکم

اے فی ایم سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ ایک سہولت ہے کہ آدمی نہیں بھی اپنی رقم حسب ضرورت بینک کے اے فی ایم سے اس کارڈ کے ذریعہ نکال سکے، ہاں بینک میں اکاؤنٹ کے لئے جس طرح سے سود کے لین دین سے احتیاج لازمی ہے، اسی طرح اے فی ایم کارڈ سے استفادہ میں بھی اس کا خیال رکھا جائے، فی الجملہ جس طرح سے سودی لین دین میں ملوث ہوئے بغیر بینک کی خدمات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، اسی طرح سودی لین دین سے بچتے ہوئے اے فی ایم سروس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۲- ڈی بیٹ کارڈ

ڈی بیٹ کارڈ بھی اے فی ایم جیسا ہی ہے، مگر اس میں ایک اضافہ ہے کہ آپ اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت بھی کر سکتے ہیں، یہ کارڈ خرید و فروخت کے معاملہ میں "کریڈٹ کارڈ" کا ایک متبادل ہے، جس میں آپ کو بغیر کسی سودی لین دین کے سہولیات مہیا کی گئی ہیں، مگر اس میں کنزومر پروٹیکشن (Consumer Protection) نہیں ہے اور نہ ہی وارنٹی، یہ دیا جاسکتا

ہے، اس لیے کہ یہ سہولتیں کریڈٹ کارڈ میں مہیا ہیں۔ نیز ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ آپ اتنے ہی روپیوں کی خریداری کر سکتے ہیں، جتنے کہ آپ کے اس کارڈ (یعنی ڈیبٹ) میں ہیں، بانٹیں۔ کریڈٹ کارڈ میں اکاؤنٹ سے زیادہ کی خریداری بھی کر سکتے ہیں، ڈیبٹ کارڈ کو ڈیبٹ سمٹس (Debit Cum ATM Card) بھی کہا جاتا ہے۔

ڈیبٹ کارڈ کا حکم

ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت بھی جائز ہے، درحقیقت یہ کریڈٹ کارڈ کا متبادل ہے، اس میں سودی لین دین کے بغیر خرید و فروخت کی سہولت مہیا کی گئی ہیں۔

۳۔ فیس کی حیثیت

اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی فیس کارڈ نئے جواز یا تجدید کی ذمہ داری خدمات کا عوض ہوتی ہے، یہ جائز ہے، یہ بحیثیت وکیل بینک خدمات انجام دیتا ہے اس کی اجرت ٹھکانے جاتی ہے۔

سوال نمبر چار اور اس کی دفعات کے جواب سے پہلے کریڈٹ کارڈ کے علم میں دیگر تفصیلات ذکر کی جا رہی ہیں:

کریڈٹ کارڈ کی بنیادوں کا شرعی جائزہ

کریڈٹ کے معنی قرض کے ہیں، کریڈٹ کارڈ کے معنی قرض لینے کا کارڈ یا قرض لینے کی سہولت فراہم کرنے والا کارڈ، اب یہاں پر اس کارڈ کی شرعی حیثیت متعین کی جائے کہ اس کی سہولتوں سے استفادہ جائز ہے یا ناجائز؟

کریڈٹ کارڈ معاملہ قرض، وکالت اور کفالت کو شامل ہے

کریڈٹ کارڈ قرض لینے یا دینے کے معاملہ کا نام ہے۔ اس کارڈ کے لئے والے و بینک قرض دیتا ہے اور اس کارڈ کا رکھنے والا (کارڈ ہولڈر) قرض لیتا ہے، یا قرض پر خرید و فروخت اس کارڈ کے ذریعہ سے کرتا ہے اور تا جہ کو بینک بعد میں کارڈ ہولڈر کے بل کی ادائیگی کر دیتا ہے، اس اعتبار سے یہاں قرض، وکالت اور کفالت تینوں معاملوں کو یہ کارڈ شامل ہے۔

قرض کا معاملہ یوں ہے کہ کارڈ ہولڈر بینک سے اس کارڈ کی جانب سے فراہم کردہ سہولت کے مطابق قرض لیتا ہے اور بعد میں اس کو ادا کرتا ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں "قرض" کی تعریف عند الاحناف یہ ہے:

"قرض یعنی کوئی شخص کسی کی ضرورت پر اپنا مال اس وعدہ پر دیتا ہے کہ اس کو واپس دیا جائے گا" (تقریبات الفقہ، درس ۱۲۰، ج ۱، ص ۱۵۵، رد المحتار ج ۱، ص ۱۵۴)۔

بینک سے جو قرض دیا جاتا ہے، اس کو کریڈٹ کارڈ کے توسط سے دو رنگ اکاؤنٹ (Running Account) ہوتا ہے یعنی کارڈ ہولڈر حسب ضابطہ مقررہ قریب سال تک یا ایک سال کے اندر اندر خریداری کرتا ہے یا رقم حاصل کرتا ہے، پھر وہ اس ایک سال کے اندر اندر ہی مقررہ مدت میں اس رقم کو بینک میں جمع کر دیتا ہے تو ایسی صورت میں وہ دوبارہ ایک سال تک اسی مقررہ رقم کی خریداری کر سکتا ہے، یہاں پر سودی لین دین سے بچتے ہوئے قرض کا معاملہ کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے، کیونکہ قرض کے لین دین میں اگر سودی معاملہ کا دخل نہیں ہے تو ایسی صورت میں قرض جائز ہے۔

بینک کارڈ ہولڈر کا وکیل ہوتا ہے اور نفیل بھی

کریڈٹ کارڈ کو قرض کے بعد وکالت کا معاملہ بھی شامل ہے، چنانچہ حنفیہ کے نزدیک وکالت کی تعریف یہ ہے:

مطالبہ کی حد تک مربوط کر دینا۔

قرض اگر صحیح ہے تو کفالت بھی صحیح ہوتی ہے، بینک کارڈ ہولڈر کے اخراجات کی ادائیگی اس کا مالی تکلیف بن کر کرتا ہے، اس کا ایسا کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے، اور تا جرات اپنے بلوں کی ادائیگی کا مطالبہ یہاں کارڈ ہولڈر سے نہیں بلکہ بینک سے کرنے کا پابند ہوتا ہے اھذ یہ صورت بھی جائز ہے۔

لیکن کریڈٹ کارڈ کے معاملہ میں ایک سوال یہاں یہ اھتا ہے کہ کارڈ ہولڈر کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ واجب الادا رقم کا کم از کم پانچ فیصد ہر ماہ بینک کو ادا کرے، اور بقیہ رقم سہولت کے مطابق ادا کر سکتا ہے، لیکن اس کے لئے بھی بینک ایک مدت تک مہلت دیتا ہے، اگر اس کے اندر اس کی ادائیگی کر دی گئی تو اس صورت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا، ہاں اگر ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو ایسی صورت میں سود کے ساتھ اس رقم کو ادا کرنا ہوگا۔ وہ عموماً ایک فیصد سے ۵ فیصد تک ہوتا ہے۔ یہ زیادہ رقم شرعی اعتبار سے سود ہے اور سود کا لینا دینا دونوں حرام ہے، اس لئے کارڈ ہولڈر ایسے سود کے معاملہ سے بچنے کے لئے وقت مقررہ پر واجب الادا رقم ادا کر دے، کیونکہ مال قرض میں مشروط اضافہ سود کے مشابہ ہے، ہاں یہ اس وقت ہے جب قرض کے معاملہ میں اضافہ کی شرط رکھی گئی ہو، کیونکہ سود یا رہا اس اضافہ کو کہتے ہیں کہ جس کی معاملہ میں شرط رکھی گئی ہو۔

حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”خياركم أحاسنكم قضاء“ (نیل الاوطار، کتاب القرض) (لوگوں میں بہترین وہ ہیں

جو قرض کی ادائیگی میں سب سے اچھے ہیں)۔

اس اعتبار سے از خود قرض ادا کرنے والا اپنی جانب سے کچھ اضافہ کر سکتا ہے مگر قرض دیتے وقت اس ارجح کی کوئی شرط لگانا کہ قرض کو واپس کرتے وقت کچھ اضافہ کے ساتھ دیتا ہوگا، یہ ناجائز ہے، ایک بات یہ بھی ہے کہ اضافہ کیت میں نہ ہو بلکہ خاصیت میں ہو، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سود۔ پنے لے لو سود پنے ہی واپس کرے، ہاں قرض لیتے وقت نوٹ خراب ہوں تو یہ

قرض کی ادائیگی کرتے ہوئے اچھے نوٹ دے سکتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد یہاں کرڈٹ کارڈ کے معاملہ میں یہ شرط پہلے ہی رکھ دی جاتی ہے کہ قرض کسی ناخیر کی صورت میں کچھ افزور رقم دی جائے لہذا ایسی رقم کارڈ یا لینا جائز نہیں۔

البتہ اس شرط سے کرڈٹ کارڈ کا سارا معاملہ غلط یا ناجائز نہیں ہو جاتا، بلکہ خفیہ کے نزدیک قرض کے ساتھ اگر کوئی نام نہ نہ شرط لگا دی جائے تو ایسی صورت میں قرض کا معاملہ تو صحیح ہوگا، لیکن شرط باطل ہو جائے گی، اس لحاظ سے ایسی شرط لگانے کی بنیاد پر کرڈٹ کارڈ کا معاملہ باطل نہیں ہو جاتا، بلکہ وہ معاملہ صحیح ہوگا اور ناجائز شرط جو لگائی جائے گی وہ باطل ہو جائے گی، جیسا کہ دیکھا رہیں ہے:

”جس مال کا مبادلہ ماں سے ہو وہ شرط قاسد سے قاسد ہو جاتا ہے، جیسے بیخ وغیرہ، اور جس مبادلہ دل کا مال سے نہیں وہ شرط قاسد سے قاسد نہیں ہوتا، جیسے قرض وغیرہ۔ اس لئے کہ شرط قاسدہ سود سے متعلق ہیں اور سود مستاحضات مال سے ہے نہ کہ اس کے غیر سے تو وہاں صرف شرط علی باطل ہوگی“ (رد المحتار علی الدر المختار، ۲/۴۹۷)۔

نیز دیکھا رہیں ہے کہ:

”واللغو حک هذه المانة بشرط أن نعد منى منة، ولهى البرازية: و تطبق القرض حرام و الشرط لا يلزم“ (رد المحتار علی الدر المختار، ۲/۴۹۷)۔ مطیع مکتبہ ذکر بارہند (مقرض نے کہا کہ میں نے تجھ کو ایک ہزار قرض دیا، اس شرط پر کہ تو ایک سال میری خدمت کرے تو اس شرط سے قرض باطل نہیں ہوگا، ہزار یہ میں ہے کہ قرض کی تطبیق حرام ہے اور شرط لازم نہیں ہوتی)۔

کرڈٹ کارڈ کی فیس

کارڈ کے اجراء کے لئے بینک جو فیس کارڈ ہولڈر سے لیتا ہے وہ جائز ہے، اسی طرح اس کارڈ کی سامانہ فیس اور اس کے ریویول (تجدید) کی فیس بھی جائز ہے، اس قسم کی رقم یا فیس

سروس چارج (اجرت) یا خدمات کے عوض کی حیثیت سے لی جاتی ہیں، اس کا قرض سے یا قرض کی رقم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، لہذا اس قسم کی فیس یا رقم جائز ہے، اس کی ادائیگی میں کوئی تباہی نہیں۔

نیز بلوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں بینک تاجروں سے زیادہ سے زیادہ ۵ فیصد کمیشن وصول کرتا ہے۔ یہ بھی بینک کی سروس چارٹ یا خدمات کا عوض ہے۔ یہ رقم یا کمیشن بھی جائز ہے۔ کیونکہ بینک فارو ہولڈر اور تاجر کا وکیل ہوتا ہے اور وکیل کا اجرت لینا جائز ہے۔ جیسا کہ فقہ الاسلامی وادانہ میں لکھا ہے کہ: "تصح الموکالة باحمر" حسب ضابطہ بینک اپنی ولی سالانہ فیس کارڈ کے استعمال کی یا اپنی خدمات کی اجرت کے طور پر ہتھوڑی رقم لیتا ہے اور وہ پہلے ہی سے طے پا چکی ہو، ایسی صورت میں یہ فیس اجرت میں شمار ہوگی اور جائز ہوگی، جیسا کہ فقہ الاسلامی وادانہ میں ہے (دیکھئے: ص ۷۷، ص ۷۸، ص ۷۹، ص ۸۰، ص ۸۱، ص ۸۲)۔

۳- الف: کرینٹ کا رڈ حاصل کرنے اور اس کے استعمال کرنے کے لئے ادا کرو۔
فیس جائز ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے وہ امر سالانہ فیس یا تجدید کی فیس ہو تو وہ جائز، اور تاجر بطور کمیشن ادا کرے تو وہ بھی جائز ہوگی، وہاں امر خانہ کی صورت میں افزودہ رقم کی ادائیگی ہو تو اسی رقم کا ریٹیلین جرم ہے۔

ج- واجب الادا رقم کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، وہ رقم سود کو شامل ہے اس لئے کارڈ ہولڈر کے لئے لازمی ہے کہ اس طرح کی تاخیر سے گریز کرے تاکہ وہ سود کی ادائیگی سے بچ سکے۔

معاملہ میں اس بات کا شامل ہونا کہ مقبرہ وراثت پر ادا شدہ رقم کی صورت میں اصل رقم سے زیادہ ادا کرنی ہوگی۔ یہ باطل شرط ہے۔ معاملہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، یعنی قرض کا معاملہ صحیح درست ہے اور شرط باطل ہے۔

فی المثل رہا سے بچتے ہوئے ٹریڈنگ کارڈ کی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت
دینی جاسکتی ہے۔

اقتصاد کا تقاضا یہ ہے کہ گریڈنگ کارڈ کے ذریعہ خریداری سب کی جائے تو فائدہ نام جمع
کر دی جائے، تاکہ سود سے بچا جائے، اور اس کارڈ کے ذریعہ کیفٹس راجہ بنایا جائے، یعنی وہ پیسہ
کی صورت میں خرمن نہ لیا جائے۔

بینکوں سے جاری مختلف کارڈ کے استعمال میں قابل غور پہلو

مولانا محمد امجد علی خان غازی

بنیادی طور سے ان کارڈ کی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ کارڈ جس کے ذریعہ بینک رقم جمع کرنے اور نکالنے کی آسان شکل پیش کرے ہے، اس میں سہولت کا ایک پہلو یہ بھی رہتا ہے کہ فرد بینک کے اوقات کا پابند نہیں رہتا ہے۔

نیز بینک کے پیش نظر (انسانی وسائل) سے زیادہ مشینی وسائل پر انحصار بھی ہوتا ہے، چھوٹی رقموں کے فراہم کرنے کے لئے بجے انسانی وسائل کو مصروف نہیں کرتا ہے۔

چنانچہ جن بینکوں میں اسے فی ایچ کارڈ یا ذہبت کارڈ کی سہولت ہے، وہاں کھاتے دار متعین حد سے رقم کاؤنٹر سے نہیں لے سکتا، بلکہ کارڈ ہی استعمال کرنا ہوگا۔

دوسرا کارڈ وہ ہے جس کا مقصد سہولیت کے نام پر آسان شرحوں اور سہل طریقہ وصول سے سودی قرضوں کو فروغ دینا ہے۔

کریڈٹ کارڈ اور ذہبت کارڈ اسی نوع کے کارڈ ہیں۔

کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے والوں کو قلم قدم پر سودی قرضوں اور اصل رقم سے ڈانڈ رقم کی ادائیگی درپیش ہوتی ہے، جو مختلف صور سے لی جاتی ہے۔

کریڈٹ کارڈ معاہدہ فلیٹ کے رجحان کو بھی تقویت دیتا ہے، وجہ یہ ہیں موجودہ رقم سے زیادہ کی خریداری کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

بروہ قسم کے کارڈ کے، مابین اس فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱- اے ٹی ایم کارڈ کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ بینک میں رقم جمع کرنے اور اپنی مرضی سے نکالنے کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس میں اگر قباحت ہے تو اس پہلو سے کہ بینکنگ کا پورا انعام ہی جی بی سرود ہے، مگر جن اسرار کے پیش نظر بینک کی سہولت سے استفادہ کی جو مجموعہ نش ہے، اس میں یہ کارڈ بھی شامل ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ کے استعمال میں بھی کوئی شرعی مانع نہیں ہے، اس کارڈ سے خرید و فروخت بھی جائز ہے، کیونکہ کھاتے میں رقم موجود ہوتی ہے اور دوکاندار کے سامنے سی و اس کے کھاتے میں منتقل ہو جاتی ہے۔

الجزء الدائرة للکھول العظمیٰ والاقتا مسعودیہ عربیہ کا فتویٰ بھی یہی ہے:

”اذا كان الامر كما ذكر لانه لما مانع من استخدام البطاقة المذكورة
اذا كان المشتري لديه وصيد يعطى المبلغ المطلوب“ (فتاویٰ الجزء الدائرة للکھول العظمیٰ
والاقتا، ۳۷/۵۳)۔

صورت مذکورہ میں جبکہ مشتری کے کھاتے میں مطلوبہ رقم موجود ہو، مذکورہ کارڈ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳- مذکورہ دونوں کارڈ کے حصول کے لئے ادا کردہ فیس بھی جائز ہے، یہ اجرتی انوکھانے کے تحت مندرج ہوئی۔

حالانکہ الجزء الدائرة ریاضہ کے مطابق اس فیس کا لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان کے نزدیک یہ فتنہ القمار ہے (۳۲/۱۳)۔

لیکن کارڈ اور اس سے وابستہ مشینری وغیرہ پر آنے والے خرچ کو پورا کرنے کے لئے ایسی کسی فیس میں ممانعت معلوم نہیں ہوگی۔

نوٹ: ایک جگہ اے ٹی ایم کارڈ کے ذریعہ رقم جمع کر کے دوسرے مقام پر نکالنے سے

بعض بینکوں میں اجراء القویل کے طور پر رقم دینا پڑتی ہے، اس رقم کی نوعیت وہی ہو جاتی ہے جو ضمانت نامے دینے والی ہے۔

بظاہر اس رقم میں بھی مضائقہ نظر نہیں آتا۔

۴- کریڈٹ کارڈ

کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ فی الواقع بہت پیچیدہ ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی سابقین اور آئمہ میں دو مستاذین تباروں میں غور و فکر اور بحث و مباحثہ کے باوجود حتمی فیصلہ تک نہیں پہنچ سکا (فقہ الاسلامی، ۱۹۸۸ء: ۵۸۸) اکثر وہ یہ بھی لکھتے ہیں۔

الف- کریڈٹ کارڈ کے محض استعمال کے سلسلہ میں رقم کے سامنے وہ قیامی (موقوف) ہیں۔

الجبہ المدائمه کا موقف ہے:

”الطائفة الفقهية أو الذميمة على الشرط المذكور بطلاقة وبرهنة لا يجوز إصدارها ولا العمل بها لاستعمالها على قروض جبر نفعا، وهذا ربا محرم، والتعامل بها من التعاون على الإثم والعدوان“ (۵۶۹/۳)۔

مذکورہ شرط کے ساتھ یہ کارڈ سودی کارڈ ہے، اسے ایٹھ کرنا اور استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ نفع اندوز قرض پر مشتمل ہے جو حرام سود ہے، اسے استعمال کرنے کا مطلب اثم و عدوان کے ساتھ تعاون ہے۔

فقیر عید الستار کی نکتہ کا موقف ہے:

”کارڈ پر دوا اگر ان اعیانی قرضوں کو پورا کر لیتا ہے کہ جو اس حرام شرط کے عمل دوراً نہ ہوتے، تو رتبہ تکبیر، تو اس کارڈ کے استعمال اور اس کے اخفاق نامہ پر دھنچکا باوجود اس شرط کے مضائقہ سے خالی ہے، کیونکہ شرعاً وہ شرط انعام کی حالت میں ہے، وہ اس کو غلط بھی سمجھتا ہے، اور اس کے زکوٰۃ دے دینے پر عامل بھی ہے۔“

اس کی شرعی دلیل نبی ﷺ کا صحیحین میں حضرت زید کے سلسلے میں معصیت و تشدد سے کہنا ہے کہ: "میں نے جو ان کے ساتھ دیکھا، دیکھا شرطا رکھ دو، وہ آقا زاد کرنے والے ہی کو حاصل ہوتا ہے۔"

دوسری روایت میں ہے: "میں نے قریدہ کو و آقا زاد اور اس کے ساتھ تھوڑے دو شرط کر دیا۔" (بحوث فی فسادات و اسباب البعد لہذا علامہ صاحب جامعۃ مجددین)۔

بہر صورت قریدہ کا رکھنا رکھنا: "اس کے قریدہ ارسی کرنا خواہ سوہنی کا منسل رحمہ دینے کی قربت نہ آتی ہو، اگر بہت سے خالی نہیں ہے، اس لئے کہ اس کو اختیار کرتے ہوئے منی پر سوہنی شرطا قبول کرنا ہوتی ہے، ورنہ دوسری بات یہ ہے کہ سوہنی رحمہ لازم ہو جائے گا احتمال و اندیشہ لگا رہتا ہے۔"

اس روایت کے کاغذ کے حصوں کے لئے جو نہیں دی جاتی ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

ب۔ زائد رحمہ ارادہ کرنے کی دو صورتیں ہیں اور دونوں محمولہ ہیں۔

۱۔ زائد رحمہ کی اولیٰ بصورت: "خیر: میں رحمہ کے سوہنی و رحمہ ہونے میں کوئی شر نہیں ہے، لکن اللہ اعلم بالصواب"۔

"إِذَا كَانَ لِفَرْعٍ كَمَا ذَكَرَ مِنَ التَّخْفِيفِ عَنِ الْفَرْعِ إِنْ الْمَقْرَضِ إِنْ وَفَى بِسَدَادِ الْفَرْعِ عَدَا الْأَجَلِ لَا يَغْرَمُ شَيْئًا، وَإِنْ تَأَخَّرَ دَفْعُ بَذَلِهِ مِنْ مَقْدَارِ الْمَبْنَعِ فَهُوَ عَقْدٌ رِبَوِيٌّ مَدْحُولٌ فِيهِ عَلَى رِبَا الْفَضْلِ وَهُوَ نَسْكَ الْبَرَاءَةِ وَرَبَا النَّسْأَةِ وَهِيَ الْحَاجِرَةُ" (۱۵۲۰، ۱۵۲۱) اور صورت سوہنی محمولہ ہے، جس میں رباً نفقہ بھی ہے، ورنہ بالنسبہ بھی ہے۔

بیت لمبعل الکبریٰ کے متناظر شرعی ہر استنباطی مبادیہ کے مطابق بھی:

"لَا يَجُوزُ وَضْعُ شَرْطٍ جَزَائِيٍّ فِي التَّزْوِجِ يَدْفَعُ مَدَالِعَ تَقْدِيَةِ الْإِذَا"

فاللزام بعمل تعالٰی) ولكن يمكن إلغاء صلاحية بطاقة الفيزا في حالة عدم سداده أو تكرار عملية انكشاف رصيده“ (الفتاویٰ الشریعہ فی مسائل الاقتصاد، ۳۱۲)۔
(شرائط خیراتی کارڈ خدارست نہیں ہے، اگر وہ نقد رقم کی ادائیگی کی صورت میں ہو، تاہم کارڈ کو سیل کیا جاسکتا ہے)۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی گیارہویں سمینار میں فیصلہ کیا کہ مداخلت یا تاخیر کے سبب مدین پر کوئی اضافی رقم عائد نہیں کی جاسکتی ہے۔

شیخ مطلق احمد زرقہ کو اس سے اختلاف ہے، مگر وہ بھی اس کا اختیار قضاء کو دیتے ہیں کہ وہ کیس سے لحاظ سے جرمانہ عائد کرے (مجلة البحوث الاقتصادية الإسلامية العدد الثاني ۶، ۷، ۸)۔

۲- دو کارڈ ار کے کھاتے میں رقم تحويل کرنے پر فاضل رقم کی ادائیگی:

اس رقم کا تعلق تاخیر سے ادائیگی سے نہیں ہے، بلکہ جب بھی کارڈ بردار کوئی خریداری کرے اور بینک اس کے بدلے اس کی جانب سے رقم دو کارڈ ار کو ادا کرے وہ زائد رقم لے۔

اس سلسلہ میں بیت التحویل الکویتي کے استشار شرمی مذکور کا فتویٰ حسب ذیل ہے:

”بحوز أخذ أجرة عن الخدمات المقدمة لصاحب بطاقة فيزا النمويل ومنها القياد بالدفع من حسابہ المشتل على رصيد على أساس أجر الموكالة بالدفع، أما في حالة انكشاف رصيده وقيامنا بالدفع عنه فلا يؤخذ منه عمولة لأمره فروض حسن“ (الفتاویٰ الشریعہ فی مسائل الاقتصاد، ۳۱۱)۔

۱ کارڈ بردار کو دی جانے والی سروس کی اجرت لین جائز ہے، اسی میں اس کے کھاتے جس میں رقم موجود ہو اجرا لاکالہ بالدفع کی بنیاد پر ادائیگی بھی شامل ہے، البتہ اگر کھاتا خالی ہو اور اس کی جانب سے رقم ادا کی جائے تو فیس نہیں لی جائے گی، کیونکہ یہ قرض حسن ہے)۔

راقم کا خیال ہے کہ اس کی تعریف کی حاجت نہیں ہے، دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے راقم کے نزدیک اس رقم کا لین جائز ہے۔

بینک کے مختلف کارڈ اور ان کا شرعی حکم

مفتی اقبال احمد قاسمی

موجودہ دور بینک کی ترقیات کا دور ہے، ہر شہر اور ہر ملک کا انسان اپنے کارڈ دہاری معاملات میں بینک سے وابستگی کی ضرورت محسوس کر رہا ہے۔ اگرچہ یہ مسائل موجودہ دور کے پیچھے ہوا ہیں، لیکن قرآن و سنت کے بیان کردہ اصولوں سے اور فقہاء، ائمہ کی تشریحات و تفصیلات سے ان مسائل کا شرعی حکم تلاش کرنا ممکن ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ناجائز معاملات کے ساتھ آج بہت سے جائز معاملات بھی بینکوں کے ساتھ وابستہ ہو چکے ہیں، مثلاً ”کرنٹ اکاؤنٹ“ جس میں انسان نہ سولہ لیتا ہے نہ دیتا ہے صرف اپنا رقم بینک میں محفوظ کرنے کی غرض سے بینک میں جمع کر دیتا ہے اور حسبِ مشاکمہ پیش جب چاہے نکال لے سکتا ہے۔ ایسے کھاتے کھولنے کی جمہور فقہاء نے جازت دی ہے، جیسا کہ سولانا تقی عثمانی نے سودی بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے کے جواز کو اپنے مقالہ میں مدلل طور پر لکھا ہے، جو فقہی مقالات (۲۳-۲۱) میں موجود ہے، اسی طرح بینک کے لا کرڈز (Lockers) سسٹم کو جائز کہا ہے، جیسا کہ سولانا تقی عثمانی نے اپنے مذکورہ مقالہ میں حاکم ہے: ”جہاں تک لا کرڈز کا تعلق ہے اس کے اندر کوئی شبہ نہیں کہ وہ شخص لا کرڈز کو بینک سے گرا دیے۔ حاصل کرتا ہے اور دونوں کے درمیان آمد و رفت کا معاملہ طے ہوتا ہے اور گرا دیے داری کے بعد وہ لا کرڈز بینک کے پاس ہی چلا رہا ہے۔“ موجود رہتا ہے لہذا اس پر اذیت کے احکام نافذ ہوں گے۔

اے نبی! تم کا روڈ اور ڈیوٹ کا روڈ

آج کل کی بے اطمینانی کے ماحول میں کثیر رقم ساتھ لے کر چلنے میں جو خطرات ہیں، ان سے بچتے ہوئے رقم سے استفادہ اور اس کی متعلقہ چیز کا دوبارہ کے لئے ایک نئے جو خرچتے ایجاد کئے ہیں، وہ قديم زمانہ کرہنڈی کے طریقہ کار کے مشابہ ہے، یعنی جس طرح ہنڈی (مخفیہ) ایک قسم کا قرض ہے جس سے قرض دیے والا راستہ کے تمام اخراجات سے بچنے کا فائدہ اٹھاتا ہے۔

"اوهی قرض استفادہ المضر من سقوط خطير الطريق" (ابوہریرہ)

اے نبی! تم کا روڈ اور ڈیوٹ کا روڈ کے مقاصد میں بھی یہ فائدہ ملحوظ ہے۔

لیکن خود سلجھ (ہنڈی) کے مفہوم کو عمل کرنے میں فقہاء مختلف رائے اظہر کرتے ہیں، مولانا عبدالحی فرغی مکی لکھتے ہیں:

"انی عقد یحسب می لیاخذ حکمہ، قلت ہذا حوالۃ وانت تعلم ان الحوالۃ فلد تكون معنی الوکالۃ وقد نکون ان يعتال اللدائن وقد يعتال بغير الدائن ولا روية ان الوکيل والمعتال عليه حرام عليه الاجرة والاخذ من الموكيل والحيل ان عمل فيه عملا فلا بأس فيه ان شاء الله تعالى" (ماثر بن رقیہ ص ۱۱) (اس کو کسی عقد میں شامل لیا جائے، میں کہتا ہوں کہ یہ حوالہ ہے اور یہ معروف بات ہے کہ نہ انہی دو حالت کے ضمن میں استعمال ہوتا ہے اور حوالہ بھی، ان کے لئے ہونا ہے کبھی بغیر قرض، یہی کے لئے حوالہ ہوتا ہے، اور کوئی ایسی روایت نہیں ملتی کہ وہیں ہر محاسب مایہ پر مکی اور مجتہد سے انہی نے قلم کا کیا ہے واجت ہذا حرام ہو، بلکہ کام کی اجازت لینے میں کوئی حرج نہ ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ)۔

ابن عربی نے حضرت علی اور حضرت امین عباس کی رائے نقل کی ہے کہ سلطان (ہنڈی) کے: یہ رقم جیسے میں دو کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، حضرت: ہذا من ذریعہ مومن کو کہ میں رقم دیتے تھے اور اس کے بارے میں معصوم بن زید کو عراق میں بھیجے تھے کہ اتنی رقم دے دی جائے،

لوگ ان سے وہاں وصول کرتے تھے (سنن ہی کتاب المساقیۃ باب فی المساقیۃ ۵، ۲۵۰)۔

عام طور سے فقہائے حنفیہ اس لئے اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں، کہ اس میں کنوٹی وغیرہ کی شرط ہوتی تھی، اگر قرض کی ادائیگی میں اجرت کی شرط نہ لگائی جائے تو یہ جائز ہے، جیسا کہ حوالہ میں ہوتا ہے، لیکن بعض فقہاء حنفیہ اجرت یا نفع لے کر بھی اصل حقدار تک رقم پہنچا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، اس کے برعکس بعض حنفیہ مطلقاً ہندی کے معاملہ کو مکروہ لکھتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے:

”وبكره السفاح وهي فرض استداد به المقرض موقوف خطر الطريق وهذا نوع نفع، وقد نهى رسول الله عن فرض جر نفعاً“ (ہدایہ) (سلجہ مکروہ ہے، یہ اس قرض کا عام ہے جس سے قرض دینے والا راستہ کے تمام خطرات سے بچنے کا فائدہ اٹھاتا ہے اور قرض سے اس طرف نفع اٹھانے کو حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے)۔

جبکہ اس قول پر مولانا عبدالحی نعت نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تعتلت الأمور وكسدت التجارات وانقلبت الأحوال من اليسر إلى العسر فلا يصاق على الناس، ولا يفرض بالفتنة بمعهود التأويل والتعبير، فيجب أن لا يسمع قول قائل بلا وجه فاصل ونص فاطق“ (حاشیہ جلد ۱۲، ۲۵۰) (اگر ہندی کے سلسلہ کے معاملات کو ناجائز کہا جائے تو بہت سے تمہاری معاملات محفل ہو کر رہ جائیں گے اور آسان صورت دشواری میں تبدیل ہو جائے گی، لہذا انہوں پر جتنی نہیں ذالی جائسکتی اور محض تاویل و تعبیر کی بنا پر لوگوں کو آزمائش میں نہیں ڈالا جاسکتا، اس لئے بفع نص صریح اور فیصلہ کن رائے کے کسی بقول نہیں سنا جاسکتا)۔

نیز ہندی کے معاملہ میں اجرت کے جواز کی بھی وہالت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بہ کوئی رقم محفل محفل علیہ کے حوالہ کرے کہ اس کو ظاں جگہ پہنچا دو، میں اس کے پہنچانے اور حسب کتاب کی اتنی اجرت دوں گا، تو اس میں کون سا شرعی مانع ہے کہ اس کے عدم جواز کا حکم لگایا جائے اور کوئی ایسی روایت نہیں ہے کہ وکیل اور محفل علیہ کو موکل سے یا محفل سے

اثر لینا حرام ہو، جبکہ اس نے اس میں کچھ عمل بھی کیا ہو وہی لئے میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے، خاص طور پر اس زمانہ میں" (مؤثرہ کا یہ ۱۹۰۳ء)۔

حقل فقہاء میں چھٹی خالی (سنوئی ۱۵۹۲ء) نے درمیان کی رائے دی ہے فرماتے ہیں:

"رجل القرض رجلا علی أن یکن له بذلک البی بلد کذا لا یعوز، وان القرض بغیر شرط و کتب له بذلک البی بلد آخر سفحہ جائز" (اضامہ ۳۷۷۳) (ایک شخص نے اس شرط پر قرض دیا کہ وہ قلم شریک میرے لئے یہ نکھوے تو یہ جائز نہیں اور اگر بغیر شرط وہ قرض دے اور پھر قرض لینے والا اس کے لئے ہنڈی نکھوے تو یہ جائز ہے)۔

مذکورہ عبارات سے جس طرح ہنڈی کا مسئلہ حوالہ کی ایک قسم کی حیثیت سے جواز کے دائرہ میں لایا جاتا ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے اے بی ایم اور ڈیٹ کارڈ کا مسئلہ بھی حوالہ کی ایک جدید شکل ہے اور کوئی شرعی تباہی اس کے منہ میں نہیں پائی جاتی، اس لئے یہ بھی جائز قرار پائے گا۔

رقم جمع کر کے کارڈ حاصل کرنے والا شخص محال، جس بینک میں رقم جمع کی ہے وہ محال، جہاں یہ کارڈ منوٹر ہے وہ بینکین محال علیہ اور جتنی رقم میں معاملہ ہوا وہ محال یہ اور یہ معاملہ حوالہ کھلائے گا۔

۳۔ فیس کی حیثیت

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اے بی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ کے جواز میں کوئی شہ نہیں، نیز ان دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس کے دی گئی ہے وہ بھی بعض فقہاء کے نزدیک حد جواز میں ہے، خصوصاً علامہ عبدالحی کی تعداد حیات کی بنا پر اس کی مجموعہ نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ

کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ مذکورہ دونوں کارڈوں سے مختلف ہے، کیونکہ انہیں اپنی ہی جمع کردہ رقم سے استفادہ ہوتا ہے، البتہ بینک ان رقموں کی ادائیگی اپنے علاوہ دوسروں کے بھی حوالہ رکھتا ہے، جبکہ کریڈٹ کارڈ میں اپنی جمع کردہ رقم سے استفادہ کے بجائے اپنی حیثیت دکھا کر قرض یا ادعا مال حاصل کرنے کی رعایت حاصل ہوتی ہے، اس لئے اس معاملہ میں بینک کی حیثیت کفیل کی ہوتی ہے اور کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے جو فیس دیا کرتی پڑتی ہے، اس کی حیثیت کفالت یا ضمانت پر اجرت کے لین دین کی ہے۔

چونکہ فقہ اسلامی میں کفالت کو عقد تبرع شمار کیا جاتا ہے کہ غور و محافضہ اس لئے کفیل بننے کی اجرت لینا ناجائز ہے، لیکن ساتھ ہی فقہاء کی تصریحات کے مطابق اگر کفیل کو اس کفالت کی بنا پر کچھ مل بھی کرنا پڑے، مثلاً اس کے بارے میں اس کو لکھنا پڑتا پڑتا ہے اور دوسرے دفتری امور بھی انجام دینے ہوتے ہیں، یا مثلاً کفالت کے سلسلہ میں اس کو مضمون لہ (جس کے لئے ضمانت لی گئی ہے) اور مضمون عندہ (جس کی طرف سے ضمانت لی ہے) سے ذاتی طور پر خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ کرنا پڑتا ہے تو اس قسم کے دفتری امور کو جو عموماً انجام دینا ضروری نہیں، بلکہ کفیل کے لئے مطلوب لہ سے یا مکتول عندہ سے ان تمام امور کے انجام دینے پر اجرت مثل کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

آج کل جو بینک کسی کی ضمانت لیتا ہے تو وہ صرف زبانی ضمانت نہیں ہوتی، بلکہ اس ضمانت اور معاملہ میں بہت سے دفتری امور بھی انجام دے جاتے ہیں، مثلاً خط و کتابت کرنا، کاغذات وصول کرنا، پھر ان کو سپرد کرنا، رقم وصول کرنا، پھر اس کو بھیجنا وغیرہ اور ان کاموں کے لئے اسے ملازمین، عملہ، دفتری عمارت اور دوسری اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے۔ اب بینک جو یہ تمام امور انجام دے رہا ہے، یہ صرف مفت انجام دے اس کے لئے واجب نہیں ہے، چنانچہ ان امور کے لئے بینک کو حق ہے کہ وہ اپنے گاہکوں سے مناسب اجرت وصول کرے۔

غلام یہ کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے پر جو فیس لی دی جاتی ہے اس کی شرعاً معائنہ ہے۔

اب اس کے بعد بینک کا اپنے گاہک سے کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم پر مزید رقم بننا کر لینا صریح سود ہے، اسی طرح خرید کردہ اشیاء کی قیمت جو بینک نے ادا کی، بینک اس قیمت سے زائد قیمت جو وقت پر رقم جمع نہ کر پانے کی شکل میں اپنے گاہک سے وصول کرتا ہے یہ بھی سود ہے اور ایسا معاملہ طے کرنا بھی جائز نہیں ہے، البتہ اگر تاخیر سے قیمت دینے پر رقم کے اضافہ کی شرط نہ ہو اور گاہک وقت پر نہ دے، مال منحل سے کام لے جس کی وجہ سے بینک کو گاہک سے اپنی رقم وصول کرنے میں کچھ صرفہ کرنا پڑے تو اصل رقم کے علاوہ وہ خرچ بھی گاہک (کریڈٹ کارڈ لینے والے) سے وصول کر سکتا ہے، جیسا کہ کفایت المفتی میں ہے:

مطالبات بلکہ جس جگہ یون باوجود قندرت کے ادائے حق میں اس قدر رویر اور تسامح کرے کہ دائن کے مالش کے بغیر وصول حق کی امید نہ ہے اور یکجہری رو مالش کرے تو اس صورت میں اسے جائز ہے کہ اپنا واقعی اور جائز خرچ بھی یون سے لے لے، فقہاء نے تردد و تحصن کی صورت میں اجازت اظہار بغیر اس کے ذمہ الی ہے (جامع الفقہی ص ۱۶۳، کفایت المفتی ۸، ۱۳۳)

فرض یہ کہ کریڈٹ کارڈ سے استفادہ بینک سے سودی معاملہ کرنے پر مبنی ہے، اسی لئے شرعاً اس کی اجازت بغیر مجبوری کے حالات کے درست نہیں۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم

مولانا محمد اعظم ندوی

معاشی نظام کی حیرت انگیز ترقی اس دور کے فقہاء سے دور بنی اور وسعت معلومات کی متقاضی ہے، زمانہ ماقبل میں بھی فقہاء کرام کے سامنے نئے مسائل کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے تمام مسائل کا شرعی حل پیش بھی کیا ہے، اور اس میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں آیا، لیکن موجودہ معاشی نظام جو بالکل بالکل لکڑ ایک سسٹم اور ٹیکنیکی آلات سے مربوط ہے، کا وجود ہمارے ان فقہاء کے دور میں نہیں تھا، بلکہ محدود معاملات میں عوامان کے دور میں غیر انسان کی شمولیت نہیں تھی، لیکن آج دو معاملہ کرنے والے اشخاص کے درمیان مشین واسطہ کا کام دے رہی ہے، اس لئے احکام کی تطبیق میں بہت ڈرافٹنگائی اور دور اندیشی کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے (BARTER) کا نظام رائج تھا کہ اشیاء کے ذریعہ اشیاء کا تبادلہ ہوتا تھا، اس کے بعد صرف نقدین (سونا، چاندی) آگے تبادلہ کا ذریعہ قرار دیے گئے، پھر اس کی جگہ "اوراق مالہ" کرنسی نے لے لی، اب موجودہ اقتصادی نظام میں کرنسی کی جگہ لین دین میں چیک (Bank Cheque)، بونڈ (Bond) اور (Promissory Note) اور کارڈ اس وغیرہ استعمال ہونے لگے، اگرچہ ان کی حیثیت وہ نہیں جو اب کرنسی کی ہے، لیکن کرنسی کی حیثیت بھی ابتداء اس سے زیادہ کچھ نہ تھی اور اسے صرف تبادلہ کا ظاہری ذریعہ سمجھا جاتا تھا، یعنی وقروض کی دستاویز کی حیثیت رکھتی تھی، لیکن آہستہ آہستہ اس کا چلن اتنا عام ہو گیا کہ اسے ضمن اصطلاحی یا

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لاہور۔

ضمنی کی حیثیت حاصل ہوئی اور اس پر ماہرین معاشیات و فقہاء سب نے اتفاق کر لیا۔
 لیکن ظاہر ہے کہ یہ بینک اور کارڈ وغیرہ "ضمنی" نہیں بلکہ قرض کی استوار کی حیثیت
 رکھتے ہیں، جب بینکنگ کا مشورہ ہوا تو فقہاء کے سامنے یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اس میں بینک کی
 شرعی حیثیت کیا ہے اور احادیث دار (اکاؤنٹ ہولڈر) کی شرعی حیثیت کیا ہے، بعض فقہاء نے بینک و
 واری (Depository) اکاؤنٹ ہولڈر کو Depositor اور جمع کردہ رقم کو ودیعت و
 امانت (Deposit) قرار دیا، اور یہی اس کی ظاہری شکل سے معلوم ہوتا ہے، لیکن چونکہ بینک
 اس میں تصرف کرتا ہے اور اس نے اس کا ضمان (Risk) لیا ہے، اس لئے اس کی حیثیت امانت
 کے بجائے قرض کی ہو جاتی ہے، اسی لئے زیادہ بہتر یہی ہے کہ بینک کو قرض دار
 (Loaned) سمجھا، دار کو قرض خواہ (Creditor Loanor) اور جمع کردہ رقم کو
 قرض (Loan) قرار دیا جائے، زیادہ فقہاء کی یہی رائے ہے، دمشق کے مشہور فقیہ دار السلام
 واکبر وہب مصطفیٰ زحیلی لکھتے ہیں:

"یہ بات قابل غور ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ اور کرنٹ اکاؤنٹ وغیرہ میں رقم ڈپازٹ
 کرانے پر قرض کا حکم مطبق ہونا چاہئے، اس لئے ڈپازٹر کو بینک جو اثرت دیتا ہے وہ اس کے
 لئے حلال نہیں، بعض مفتیان کرام کے دعویٰ کے مطابق یہ محض ودیعت و امانت نہیں، اس لئے کہ
 اگر یہ صرف امانت ہو تو بینک والوں کے لئے اسے استعمال کرنے اور انویسٹ منٹ کی اجازت نہ
 ہوتی، اس لئے کہ ودیعت کا کام صرف ودیعت کی حفاظت کرنا ہوتا ہے، اس میں تصرف کرنا نہیں،
 لیکن ڈپازٹر نے جب ودیعت میں تصرف کی اجازت دے دی تو اس کی حیثیت قرض کی ہو گئی،
 اس لئے کہ لغو میں معافی کا اعتبار ہوتا ہے" (الفہم اسلامی، ص ۷۸-۷۹)۔

یہ بات مسلم ہو گئی کہ بینک کو اپنے احادیث داروں سے قرض لینا ہے اور بینک چونکہ
 صرف کسی ایک آدمی کا مقروض نہیں کہ وہ اسے بالشفافہ اور آبرو سے بلکہ سیکڑوں اور ہزاروں لوگوں
 کا و مقروض ہے، اور قرض وصول کرتا اور ادا کرنے کے لئے پرائیوٹ بینک کے سرمایہ کاروں

اور سرکاری بینک میں سرکار نے قرض کی وصولیائی اور ادائیگی کے لئے اپنے سیکڑوں وکیل (Cashier) بنا رکھے ہیں اور قرض کی وصولیائی اور ادائیگی دونوں کے لئے وکیل بنانا درست ہے، علامہ کا سانی نصیحتے ہیں:

”دین پر قبضہ کے لئے وکیل بنانا جائز ہے، اس لئے کہ وکیل بنانے والا بھی خود سے وصول نہیں کر پاتا، تو دوسرے کو تفویض کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے خرید و فروخت اور تمام تصرفات کا وکیل، اسی طرح دین ادا کرنے کے لئے وکالت جائز ہے، اس لئے کہ وہ خود سے ادا کر سکتا ہے، ابھی جب اس کے لئے خود سے ادا کرنا میسر نہ آئے تو اسے دوسرے سے ادا کرانے کی ضرورت ہوتی ہے“ (امان مصباح ۱۹، ص ۱۳۰)۔

اور ظاہر ہے کہ جب قرض خواہوں کی تعداد زیادہ ہے تو علماء ان میں سے ہر شخص کو پہچان کر قرض ادا نہیں کر سکتے بلکہ اس کے لئے ایک منضبط نظام کی ضرورت تھی جس کے ذریعہ سے تقسیم دین کا فریضہ سہولت انجام دیا جاسکے، اس کام کے لئے بینک نے اپنے قرض خواہوں کے لئے قرض کے سٹاؤنڈز جاری کئے ہیں تاکہ ثبوت رہے۔

اسے فی ایم کارڈ

یہ دستاویز ابھی پاس بک کی شکل میں ہوتی ہے جس کے ذریعہ کوہن حاصل کیا جاتا ہے اور کوہن کے ذریعہ برقم حاصل کی جاتی ہے، اور ابھی کارڈ کی شکل میں ہوتی ہے جس کے ذریعہ مزید سہولت فراہم کی گئی ہے، اور وہ یہ کہ شعبہ کے مختلف مقامات پر بوتھ بنادئے گئے ہیں جہاں ایک کمپیوٹر مشین فنکشننگی ہے جسے (Automatic Teller Machine) کہتے ہیں، اس کے ذریعہ سے ایک محدود مقدار میں رقم جمع بھی کی جاسکتی ہے اور نکالی بھی جاسکتی ہے، اس کے لئے پہلے اپنا خفیہ نمبر Password پت کیا جاتا ہے اور مطلوبہ رقم اس پر ٹاپ کر دی جاتی ہے، اس طرح وہ رقم اس جائزہ کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے، اور ساتھ ہی حساب کی ایک سلیپ بھی

برآمد ہوتی ہے کہ کل نقدی رقم نقدی، اور اس میں سے نقدی نکالی گئی، نقدی باقی ہے، اور سود نکلتا ہوا ہے، مارا صاحب اس پر راجع ہوتا ہے، گو یہ اس پادری انگلش میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ چیک کھاتہ دار کے درمیان واسطہ کسی آدمی کے بجائے ایک مشین ہے، لیکن اصل میں اس ایک انسان ہی کوکل ہوتا ہے جو رقم مشین کے ذریعہ سے تقسیم کرتا ہے، اور (ATM) میں ہر وقت چیک کا ایک آدمی اس کی گھرائی کر رہا ہوتا ہے جس سے کوئی مسئلہ درپیش ہونے پر کھاتہ دار جو غم کر سکتا ہے۔

مذکورہ قصیدات کو کہ نظم برہمتے ہوئے اسے فی الجملہ نظام سے فائدہ اٹھانے میں شرما کوئی قدامت نہیں ہے، اس میں احاطہ دار کو ضرر اور فخر کا بھی کوئی اثر نہیں ہے۔

ڈیبٹ کارڈ

جمہیران ڈبٹسٹری میں ڈیبٹ کارڈ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"Debit card: A card used by a purchaser by means of which money is directly transferred from his or her account to the retailers (Compare Credit Card)" - Chamber Dictionary p.344

(ڈیبٹ کارڈ ایک ایسا کارڈ ہے جسے خریدار استعمال کرتا ہے اس معنی میں کہ اس کی رقم

بلا واسطہ اس کے اکاؤنٹ سے، روکا نہ اور ڈسٹنڈ کر دی جائے گی) (جمہیران ڈبٹسٹری، ص ۳۴۴)۔

مذکورہ تعریف سے معلوم ہوا کہ ڈیبٹ کارڈ سے معائنہ ہولٹوں کے جوابے فی ایم کارڈ

سے حاصل کی جاتی ہیں کچھ اور سمجھیں بھی ہیں، ایک تو یہ کہ اپنے کسی متعلق شخص کے کھاتہ میں رقم پہنچانے کے لئے ایسے کسی کو یہ کہ یا قرض دیا، یا قرض واپس، وغیرہ اس کی حیثیت یہ پایا نہ وغیرہ کی ہوگی، یہ ایسا بینک کو قرض خواہ کی جانب سے رقم ادا کرنے کی اجازت ہوتی ہے، روکا نہ، کو جب ڈیبٹ آرڈر دیا جاتا ہے تو وہ ایک خاص مشین میں ڈال کر، سولپ نکالتا ہے، ایک خرچہ دار کے حوالہ کر دیا، پھر ایک خود رکھ لیتا ہے، اور اس سلیپ کے ذریعہ وہ کھاتہ دار کے کھاتہ سے رقم حاصل کر لیتا ہے، فقہ کی اصطلاحی زبان میں اسے حوالہ کہتے ہیں، کھاتہ دار بحال ہوتا ہے، جسے

روپے ادا کرنے ہیں وہ محال اور بینک محال علیہ ہوتا ہے، مولانا جس قرضی مثالی صاحب قرض طراز ہیں:

”یہ تمام مالی دستاویز جن کے ذریعہ لوگ آپس میں معاملہ کرتے ہیں ان کو حوالہ کا نام دیا جائے گا، جیسے چک، بانڈ، ہنڈی اور دوسری دستاویزات وغیرہ یہ گویا قرضدار کے ذمہ جو قرض ہے اس کی سند ہیں، جس نے اس کو جاری کیا ہے وہ قرض دار ہے، جس نے اسے چکی بار لیا وہ قرض دہندہ ہے، پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس شخص پر دوسرے کا قرض ہوتا ہے تو وہ اس دوسرے قرض خواہ کو یہ دستاویز دیتا ہے تو یہ گویا ایسا بین دستاویز جاری کرنے والے پر حوالہ کر دیتا ہے، اس طرح یہ محیل اور دوسرا قرض خواہ محال اور دستاویز جاری کرنے والا محال علیہ ہوگا“ (محمد صالح المنجد، ص ۱۰۰)۔

ایک بات قابل لحاظ یہ ہے کہ حوالہ میں محیل، محال، اور محال علیہ تینوں کی رضامندی شرط ہے، لیکن یہاں محال علیہ کی رضامندی نہ اسے نہیں پائی گئی، واقعہ یہ ہے کہ رضامندی نہ اسے نہیں پائی تینوں دروازوں پر کرتے وقت یہ کہ رضامندی دینی جاری ہے اور حوالہ سے منہاج و قول نہ دینی نہیں، تو یہی ہے درجہ بھی حوالہ درست ہے، محمد صالح المنجد میں ہے:

”واما تلفظ للاحباب والقبول فلا بشرط فی الحوالۃ بل تعقد الحوالۃ بالتعاطی کما یعقد بہ البیع عندنا“ (محمد صالح المنجد، ص ۱۰۰)۔

فیس کی شرعی حیثیت

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دہیت دار کے لئے جو فیس لی جاتی ہے اس کی شرعی محتاج ہے یا نہیں؟

اس کا جواب دینے سے قبل یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دار دہیت کی طرف سے جو انہیں دیا جاتا جملہ خدمات (دارو، یہال، وغیرہ) دہیت دار کے لئے یہ فیس لی جاتی ہے اور اس فیس کے لئے

اور اگر قرض خواہ رضا مند ہو تو قرض نہیں بھی ادا کیا جاسکتا ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

”فقہاء کے درمیان اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرض دار اگر کسی دوسری جگہ قرض ادا کرے یا قرض خواہ اس سے کسی دوسرے شہ میں مطالبہ کرے تو اگر کوئی ایسی چیز جو جس کے اٹھانے میں کوئی بار اور فریق نہ ہو جیسے درایم وہ نہ تو فقہاء کا اتفاق ہے کہ قرض خواہ قرض ایسی جگہ بھی لیتا لازم ہے جہاں اس نے قرض نہیں دیا، اس لئے اس میں کوئی تکلیف اور کوئی نقصان نہیں“ (درعقار، ص ۲۵۰، مسودہ الفہم، ۱۳۰۳ھ، ص ۱۱۶)۔

اس لئے اس پر کسی کو کوئی اشکال نہیں کہ بینک دوسری جگہوں پر رقم کیوں ادا کرتا ہے، بلکہ اشکال اس پر ہے کہ فیس کیوں لیتا ہے؟ جبکہ اس فیس کے بدلہ میں بینک کوئی رقم یا کوئی مالی معاوضہ ادا نہیں کرتا، تو آخر اس فیس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ بینک اس کا کوئی مالی معاوضہ تو واقعی ادا نہیں کرتا لیکن اس اجرت کے بدلہ میں وہ منفعت پیش کرتا ہے، بینک نے ایک ایسا نظام بنادیا ہے کہ اگر اکاؤنٹ ہولڈرز چاہیں تو اس کے ذریعہ سے دنیا کے کسی حصہ میں بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، بلاشبہ بینک پر اس نظام کے قیام اور اس سے متعلق طائزین نے لے لاگت آتی ہوگی، اس لئے بینک اگر اس نظام کی سہولت فراہم کرنے کی اجرت وصول کرتا ہے تو یہ اس کی فراہم کردہ سہولیات کا بدلہ بھی جائے گی، تو یہ قرض مع الاجارہ ہو گیا کہ بینک ایک قرض مستحق ہے اور دوسرے اچے کہ کارڈ دے کر اس کی اجرت وصول کرے، تو بینک اپنے قرض دہندہ سے جو فیس لیتا ہے وہ سونہیں بدلہ اجرت ہے اور قرض دہندہ نے جو یہ فائدہ اٹھایا وہ قرض ہی وجہ سے نہیں بلکہ اجارہ کی وجہ سے ہے، اس لئے یہ ”کل قرض حو نفعاً فهو حرام“ کے زمرہ میں داخل نہیں ہوتا۔

جیسا کہ ۱۹۶۵ء میں مجمع الفکھ الاسلامیہ قاہرہ نے اپنے تیسرے سمینار میں یہ تجویز

پیش کی:

”بینک کے بہت سے کام مثلاً جاری حاکہ، چیک، کریڈٹ کارڈ، مل آف الیکٹرانک وغیرہ

فراہم کرنا یہ سب بینک کے جائز معاملات میں سے ہے، اور ان جیسے کاموں پر جو ٹیکس وغیرہ لی جاتی ہے، وہ وہاں سے نہیں ہے۔"

ذات حقوق شخص دیکھتے ہیں:

"بینک کو اجازت مشترک کے درجہ میں سمجھا جائے گا، اور بینک اجرت لینے کا شرعی مستحق ہے جبکہ یہ اجرت اس عمل یا خدمت سے بدلہ میں ہو جو بینک سے طلب کی جاتی ہے" (۱۹۹۸ء لا سلاہ ۴۴)۔

اس لئے بینک اگر اجرت اسی قدر لیتے ہیں جتنی لاگت آتی ہے تو صحیح ہے اور اگر زیادہ لیتے ہیں تو وہ زیادہ حصہ جائز نہیں۔

کریڈٹ کارڈ

چیمپیرس ڈکشنری میں کریڈٹ کارڈ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"A card issued by bank, company, that authorising the holder to purchase goods or services or credit" (Chambers 21st Dictionary p.317)

(ایک ایسا کارڈ جو کسی بینک یا کچھ وغیرہ سے جاری کیا گیا ہو، اور جس کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کو دھار سامان وغیرہ خریدنے یا دوسری خدمات حاصل کرنے کا مجاز دیا گیا ہو) (نمبر ۱ ذیلی ۳)۔

کریڈٹ کارڈ کی حیثیت مذکورہ دونوں کارڈز سے بالکل مختلف ہے، بلکہ یہ کارڈ کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تعریف میں بھی صراحت کی گئی ہے، ذیلیت کارڈ کی شکل میں بینک مقروض اور گمانہ اور قرض خواہ ہے جبکہ کریڈٹ کارڈ کی شکل میں بینک قرض خواہ ہوتا ہے اور چونکہ اس کارڈ سے ذیلیہ سے جو بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس پر کسی نہ کسی شکل میں زیادتی عقد میں مشروط ہے اس لئے اس کا حکم وہی ہوگا جو رہبانہ ہے، رہبانہ کی تعریف یہ ہے کہ:

عبد المجید صحت نے کریڈٹ کارڈ کی حرمت کے بارے میں اپنی کتاب ۱۰۰ مسائل ہدیہ ۲ پر صراحت کی ہے:

”امرکہ میں تعامل کا ایک طریقہ یہ ہے جسے وہ Credit Card کہتے ہیں کہ بینک ذپازیر کو یہ کارڈ دیتے ہیں تاکہ اس کی ضمانت پر وہ تجارتی مقامات سے جو چاہے خریدے اس کا ضمانت بینک ہوگا۔ بینک وہ قیمت بائع اس ذپازیر کی جانب سے دے دے گا، جو اس کارڈ کا حامل ہے اور جس نے اس بات پر دستخط کی ہے کہ اگر وہ وقت پر یہ رقم بینک کو ادا نہیں کرے گا تو لازماً مہرب یا غیر مرکب فائدہ بینک کو ادا کرے گا، اور یہ معلوم ہے کہ اسلام نے سود لینے والے اور دینے والے اور لکھنے والے اور گواہی دینے والے سب پر لعنت کی ہے۔“

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ کریڈٹ کارڈ لینا، اس کے ذریعہ رقم حاصل کرنا اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت کرنے وغیرہ کا وہی قسم ہوگا جو ربہ النسیئہ کا ہے، جو Loan کے بارے میں بیان لایا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں سوالات کے جوابات اس طرح ہیں:

۱- اس فی ایہ کارڈ سے استفادہ جائز ہے۔

۲- بینک کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت میں بھی شرعاً کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی ہے۔

۳- ان دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے نفیس لینا جائز ہے۔

۴- الف، ب، ج، کریڈٹ کارڈ سے فائدہ لینا، چونکہ نفع کے ساتھ شرط ہے، اس لئے اس کو بین الاقوامی کے لئے نفیس لینا، ان کے ذریعہ رقم کمانا، ان کے ذریعہ خرید و فروخت، سب ناجائز ہے اور بالنسیئہ کے حکم میں ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

بینک میں مروج مختلف کارڈ - شرعی پہلو

مولانا خورشید احمد اعظمی

حیرت انگیز ایجادات اور ذرائع معاملات کی برقی رفتار ترقی کا اثر ان کی ضروریات، تقاضے اور معاملات پر ہوا ایک فطری بات ہے، ہر چیز اپنے داخل اور جوار سے متاثر ہوتی ہے، چنانچہ معیشت و تجارت پر بھی ان کا اثر ہے، ایجاب و قبول، مجلس، قبضہ و تصرف اور تسلیم و ادا کی صورتیں تبدیل پذیر و متحرک ہیں، آج انسان ہزاروں میل دور بیٹھے انسان سے راہ چلنے اس طرح معاملات اور منہنگو کرتا ہے، جیسے اس کے سامنے بیٹھا ہو۔

تجارت و معیشت کے تعلق سے تنگی معاملات بھی نامگزیر ہو چکے ہیں، بینک میں خلعت کی غرض سے مال رکھ، بینک کے ذریعہ رقم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا اور بینک کے ذریعہ شخص کی ادائیگی وغیرہ سوایات و تحفظات نے جتنی معاملات کو تجارت و معیشت کا ایک جز لا ینفک بنادیا ہے، جبکہ عام طور سے مشکوک کام سودی لین دین پر ہوتا ہے، جو اسلامی شریعت میں ممنوع اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور جائز کیا ہے، اور سود کو حرام کیا ہے، سودی لین دین اور اس سے متعلق بہت ساری چیزیں گناہ اور معصیت ہیں، کتاب و سنت میں اس پر بڑی وعید کی وارد ہوئی ہے۔

اس لئے کسی مسلمان کے لئے بہت ہی ناگزیر اور اس مرحلہ ہوتا ہے کہ وہ وقت کے تقاضے اور سہولیات سے استفادہ بھی کرے اور اگر کتاب و سنت اور اس کے اثرات قبیحہ سے اجتناب کرے۔

سے محفوظ بھی رہے۔

بینک کے اکثر معاملات سودی لین دین پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے ”لائسنس یافتہ“ اور ”اعلیٰ الائمہ والعنوان“ کے امتثال میں حتیٰ الوسع اس کے استعمال سے بچنا چاہئے، مگر دورِ حاضر میں تجارت و معیشت کا دائرہ کافی وسیع ہو چکا ہے، خرچ و فراغت، جمع پر قبضہ اور ادائیگی میں کی بنی نئی شکلیں سامنے ہو چکی ہیں، بدلتی عام ہو گئی ہے، کچھ ایسے مراحل بھی آتے ہیں کہ بینک کا سہارا لئے بغیر چارہ کار نہیں، اس لئے درجہ مجبوری بوقت حاجت بینک کے ساتھ معاملات کی اجازت دی جاتی ہے، اور بینک کی فراہم کردہ سہولیات سے شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کی طرف سے جو سہولیات فراہم ہیں، ان میں کچھ کارڈ کا جاری کرنا ہے، جن سے کھاتہ دار متحدہ فوائد حاصل کرتا ہے مثلاً:

اے ٹی ایم کارڈ

یہ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شہر یا ملک یا کسی دوسری جگہ نہیں بھی موجود اے ٹی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کر سکیں۔

اس کارڈ کے ذریعہ آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے، اور اس کو حاصل کر سکتا ہے، اس نے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سوال یہ ہے کہ ATM کارڈ سے استفادہ کا کیا قسم ہے؟ اس کارڈ کے ذریعہ استفادہ درست ہے یا نہیں؟

اس موضوع پر تفصیل کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کھاتہ دار کے ذریعہ بینک میں جمع کردہ رقم کی حیثیت واضح اور متعین کی جائے۔

ظاہر ہے کہ ضمانت دار بینک میں جو رقم جمع کرتا ہے، وہ بینک کو اس رقم کا، بیک نہیں دیتا۔ اور نہ ہی وہ بینک اس رقم کا کوئی معاوضہ لیتا ہے، بلکہ بلا معاوضہ وہ رقم بینک میں رکھتا ہے، اور اس طرح بلا تملیک و بلا معاوضہ کسی کو رقم دینے کی تین صورتیں نکھرتی ہیں:

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ رقم جس کو دی گئی ہے، اس کو اس میں تصرف کا حق نہ ہو، صرف حفاظت کی غرض سے اس کے پاس رکھی گئی ہو اس کو ودیعت کہتے ہیں:

”اور ودیعت رکھنا غیر کو اپنے مال کی حفاظت پر مسلط کرتا ہے، اور ودیعت وہی ہے جو امین کے پاس چھوڑ دی جائے، اور وہ امانت ہے، لہذا اضافی ہو جانے پر اس کا ضمان نہیں ہے“ (الکھلافۃ فی فروع الفہم، ج ۲، ص ۳۳۷)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو تصرف کا حق ہو، اور اس تصرف سے جو منفعت حاصل ہوا اس میں رقم دینے والے اور لینے والے دونوں کا حصہ ہو، یہ صورت مضاربہ کہلاتی ہے:

”ایک کی طرف سے مال، دوسری کی طرف سے عمل اور محنت ہو تو اس کے نفع میں شرکت مضاربہ کہلاتی ہے، چنانچہ اگر کسی ایک ہی کے لئے تمام نفع مشروط ہو تو پھر مضاربہ نہیں کہلائے گی“ (الکھلافۃ فی فروع الفہم، ج ۲، ص ۳۳۸)۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ رقم کسی کو دی گئی اور اسے تصرف کا حق حاصل ہو اور اس تصرف سے جو نفع حاصل ہوا اس کا مستحق صرف رقم لینے والا ہو، اور رقم دینے والا صرف اپنے سب مال کا حق دار ہو تو اس کو قرض کہتے ہیں:

”اور غنت میں قرض وہی ہے جس کو لینے کے لئے دو، اور ثمنی اصطلاح میں وہ مثلیٰ ہے جسے واپس لینے کے لئے کسی کو دیا جائے“ (الدر المختار مع رد المحتار، ج ۲، ص ۳۸۸)۔

اس قہمیل کے بعد ہم اگر بینک میں رقم رکھنے والے کی غرض اور اس کے مقصد کا لحاظ کریں کہ وہ مالہ۔ اس لئے بینک میں رقم رکھتا ہے کہ اس کی رقم، بینک میں محفوظ بھی رہے اور بینک اس کی رقم، اضافی بھی ہو، رقم بہ حال میں اسے واپس ملے، نیز اس رقم کے ساتھ بینک کے

معاملہ پر بھی نظر رکھیں کہ وہ اسے تصرف میں لے رہا ہے، اور نفع میں صاحب رقم و شریک نہیں کرتا۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صاحب رقم بینک میں اپنی رقم بطور ضمانت یا ودایت نہیں رکھتا، ورنہ بطور مضاربت وہ بینک کا شریک ہوتا ہے، بلکہ اس کی رقم بینک میں بطور قرض ہے، جسے سنانے اس لئے بینک کو دے رکھتا ہے کہ بینک میں اس کی رقم کی حفاظت بھی ہوئی، اور وہ حسب ضرورت بینک سے اسے حاصل بھی کر لے گا۔

لہذا معلوم ہوا کہ بینک میں ضمانت دار کی رقم قرض ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ ”کمل قروض جبر نفعاً فهو حوام، ای اذا كان مشروطاً“ (شایع ۱۵۲) (ہر قرض بشرط یا نفع جو حرام ہے) لہذا ایسی صورت میں جبکہ بینک کو قرض دیا گیا اور قرض کی واپسی میں کسی نفع کا معاہدہ نہیں ہے تو یہ قرض دینا اور لےنا درست ہوگا، البتہ قرض لینے والا اپنی خوشی سے اس رقم کے ساتھ مزید کوئی نفع فراہم کر رہا ہے تو وہ جائز ہوگا۔

”وان لم یکن النفع مشروطاً فی القرض طعی قول الکفرخی لا بأس“ (شایع ۱۵۲) (یعنی اگر نفع مشروط نہ ہو قرض میں تو اہم کفرخی کے قول کے مطابق کوئی حرج نہیں)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے:

”قال استقرض رسول اللہ ﷺ سنا طعطاہ سنا خیرا من سنہ وفال خیر وکمہ احاسکم فضاء“ (سنن ترمذی کتاب البیوع ۱۰۲) (رسول اللہ ﷺ نے ایک متعین عمر کا اونٹ بطور قرض لیا، اور واپسی میں اس سے بھیر اور اچھا اونٹ ادا کیا، اور فرمایا: تم میں سے بھیر دو ہیں جو ادا نہیں میں نہ لیا، واچھے ہوں)۔

اس نفع میں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسے فی المثل کا دے زریعہ حاصل ہونے والے کچھ دوسرے غائیغ، مثلاً رقم کسی اور شہر کے بینک میں جمع ہو، اور بینک اسے کسی دوسرے شہر میں واپسی رقم کی ہولت دے رہا ہے، چونکہ رقم جمع کرتے وقت اس جیسے کسی نفع کی شرط نہیں

ہوتی، اس لئے یہ معاملہ درست ہوگا، اور اسے فی المبحرہ اسے استفادہ جائز ہوگا۔

ہاں، اس جیسے منافع اگر قرض میں مشروط ہوتے تو اس پر بعد جواز یا نہایت کا حکم لگتا، جیسا کہ فقہی کتابوں میں مذکور ہے:

”راستہ کے خطرہ کو زائل کرنے کی شرط پر قرض دینا (جس کو چیک یا ڈرافٹ دینا کہتے ہیں) مکروہ ہے“ (الدر المختار، المجلد ۸، ص ۱۷۸)۔

علامہ شامی نے اس کی تفصیل میں لکھا ہے:

”الفتاویٰ المصطفیٰ وغیرہ میں ہے کہ اگر چیک دینا قرض میں مشروط ہو تو وہ حرام ہے، اور اس شرط پر قرض دینا قاسد ہے، اور نہ جائز ہے“ (شامی ۸/۱۸۸)۔

اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی نے کسی کو اس شرط پر مابیل بطور قرض دیا کہ وہ کسی دوسرے شہر میں اس کے حصول کے لئے تحریر لکھ دے تو یہ جائز نہیں، اور اگر بغیر شرط کے قرض دیا، اور قرض لینے والے نے اسے اس قسم کی تحریر دے دیا (جس کے ذریعہ دوسرے شہر میں وہ اپنی رقم واپس لے سکے) تو جائز ہے۔

البتہ کوئی شخص اگر کسی بینک میں اسی لئے رقم جمع کرتا ہے کہ اس میں ATM کارڈ کی سہولت حاصل ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنی رقم کسی دوسری جگہ بھی وصول کر لے گا، اور اس طرح راستہ کے خطرات سے محفوظ رہے گا تو اس صورت کو فقہاء نے ناجائز نہیں لکھا ہے۔

”قالوا: الباعل ذلك عند عدم الشرط إذا لم يكن فيه عرف ظاهر فإن كان يعرف أن ذلك بفعل كذا فكذلك فلا“ (شامی ۸/۱۸۸) (فقہاء کا کہنا ہے کہ بعد شرط کے وقت یہ تب جائز ہوگا جبکہ اس میں عرف ظاہر (رائج) نہ ہو، اور اگر قرض دینے والا جانتا ہے کہ وہ (قرض لینے والا) ایسا کرتا ہے تو جائز نہیں ہوگا)۔

الاشباه والنظائر میں ”العادة المطردة هل تنزل منزلة الشرط“ کے تحت

لکھتے ہیں:

”عادت معروف کیا شرط کے قائم مقام ہوتی ہے، اس کے تحت دوسرے جس جنہیں میں نے اب تک نہیں دیکھا مگر یہ ان کی تحریر ”المعروف کا مشروط“ کے قاعدہ پر ہوا اور بڑا ذیہ میں ہے: ”عرف مشروط عرفاً مشروط“ کی طرف ہے، ان دونوں میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرض لینے والے کی عادت اس سے زیادہ راہنہ کرنے کی ہو جتنا قرض لیا ہے تو کیا اس کو قرض دینا حرام ہوگا اس کی عادت کو مشروط کے قائم مقام قرار دیتے ہوئے؟“ (الاشیاء والاعراض، ۱۳۱)۔

اس کی شرح میں موصی رقم طراز ہیں:

”الغیرانظر سے اسے حرام نہیں ہونا چاہئے، اسے احسان کا بدلہ احسان پر محمول کرتے ہوئے اور احسان کا بدلہ احسان شرعاً مندوب ہے“ (الاشیاء والاعراض، ۱۳۱)، یعنی قرض دہندہ نے قرض دے کر احسان کی طرف سے لینے والا اس احسان کے بدلہ میں اس سے عموماً اس سے زیادہ راہنہ کرتا ہے اور اس کی عادت ہو چکی ہے تب بھی یہ درست ہوگا۔

بندہ کی ناقص رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اس لئے ایسے چیک میں رقم جمع کرتا ہے کہ اس میں ATM کارڈ کی سہولت موجود ہے تو گراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

۴- ڈیبٹ کارڈ

یہ کارڈ بھی چیک اپنے کھاتہ داروں کے لئے جاری کرتا ہے اور اس کے استعمال کا بھی کسی طرح کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کرنا پڑتا، سوائے اس میں سے جو کارڈ نمٹانے کے لئے دی جائے، اس کے ذریعہ بھی آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

البتہ اس کارڈ کے ذریعہ آدمی تنہا قسٹ کے فائدے حاصل کرتا ہے:

۱- خرید و دولت کے بعد قسٹ کی ادائیگی

۲- ضرورت پر رقم کا نکالنا

۳۔ ضرورت پر رقم کا اپنے کھاتہ سے دوسرے کھاتہ میں منتقل کرنا۔

مذکورہ بالا بعض صورتوں میں بھی کھاتہ دار مقرض کو مستقرض بینک سے منفعت حاصل ہو رہی ہے، اور یہ منفعت ایک ایسے کارڈ کے ذریعہ حاصل ہو رہی ہے جس کی حصولیابی کے لئے کھاتہ دار بصورت فیس ایک رقم ادا کرتا ہے جو اجرت اور عرصہ منفعت کے قائم مقام ہو سکتی ہے، اور اس صورت میں مقرض کو مستقرض سے نفع بلا عوض نہیں ہوگا، اس لئے اس کارڈ کا استعمال اور اس کے ذریعہ استفادہ درست ہوگا۔

اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت اور من و ان من کی ادائیگی درست ہوگی، کارڈ کی حصولیابی کے لئے بصورت فیس رقم جمع کر کے گویا بینک کو وکیل بنایا جا رہا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے فلاں سامان خریدا ہے اس کا میرے اوپر اتنا دین ہے، تم میری طرف سے میری رقم سے اسے ادا کر دو، اور اس میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔

۳۔ ڈیبٹ کارڈ ہو یا اسے فی ایم کارڈ دونوں کے حصول کے لئے فیس ادا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، تاکہ جمع کردہ رقم (قرض) سے جو منفعت حاصل ہو رہی ہے مستقرض سے وہ بلا عوض نہ رہ جائے، اس فیس کے ادا کر دینے سے لازم آنے والی کراہیت ختم ہو جائے گی۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ

اس کارڈ کے حامل کی رقم بینک میں موجود نہیں ہوتی، بلکہ بینک اس کارڈ کی بنیاد پر حامل کارڈ کو رقم فراہم کرتا ہے، اس کارڈ کے اجراء اور تجدید کے لئے بھی فیس دینی پڑتی ہے۔

الف۔ چونکہ اس کارڈ کی بنیاد پر حامل کارڈ ادھار خرید و فروخت کرتا ہے اور ادائیگی بینک کرتا ہے، یا اس کے ذریعہ رقم ایک شہر سے دوسرے شہر میں حاصل کرتا ہے اور خود راستہ کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے، لہذا ان صورتوں میں بینک کفالت کا رول ادا کرتا ہے، اور کفالت کی کوئی اجرت نہیں ہے، مگر اس کے لئے بینک کو بہت سارے ادارتی امور انجام دینی پڑتے ہیں،

جس پر اس کے اپنے اثر جات بھی آتے ہیں اس لئے کارڈ کے اجراء یا تجدید کے لئے مناسب اجرت یا کمس لینے یا دینے میں کوئی قیامت معلوم نہیں ہوتی۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے شرعا درست نہیں معلوم ہوتی، کیونکہ اس مزید رقم کا طالب خود بینک ہے جو سٹریض ہے، گویا یہ قرض مشروط بالفتح ہے اور یہ نہ اندر رقم چھٹکے لازمی طور پر ادا کرنی ہوتی ہے اس لئے "اکل فوض جو نفعاً فہو حرام" کے تحت جائز نہیں۔

ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم دیا کی بینک کو وہ رقم ادا کرنے کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، وہ بھی شرعاً جائز نہیں، قرضی دینا مشروط بالفتح ہے، اگرچہ شرط تو ہو جاتی ہے، مگر بینک کے ساتھ معاملہ میں وہ شرط ملحوظ نہیں ہوتی، اس مزید رقم کی دستی ضروری ہوتی ہے، چونکہ معاملہ رہا اور سود کا ہے اس لئے درست نہیں۔

لہذا مقررہ مدت کے اندر رقم ادا کروانے میں مزید رقم نہیں دینی پڑتی، اس لئے اس حد تک صحیح اگرچہ جائز ہوگا، صحیح الگ ایہ اس لئے کہ معاملہ اور حقیقت سودی طے ہوا ہے، لیکن "معلوف الفروض حرام و الشرط لا یلزم" (نمبر ۱۲۸) کے یہ موجب مقررہ مدت کے اندر ادا کرنا میں لازم شرط لازم نہیں ہے اس لئے جائز ہے۔

ہندوستان میں سرکاری وغیر سرکاری بینکوں کے کارڈ کا شرعی حکم

مولانا بدر احمد محض

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ (ATM Card)

اس کی صورت یہ ہے کہ بینک اپنے کھاتہ داروں کو جس کی رقم اس بینک میں جمع رہتی ہے اسے ٹی ایم کے نام سے کارڈ جاری کرتا ہے، کھاتہ داروں کو اس کارڈ کے ذریعہ بینک یا آسانی دیتا ہے کہ وہ اپنے شہر، ملک یا کسی بھی جگہ اے ٹی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے قدر رقم نکال سکتے ہیں، یعنی اپنے شہر کے خاص بینک میں جہاں ان کا کھاتہ ہے جا کر رقم نکالنے کے بجائے وہ جس شہر میں ہوں وہاں اسی بینک کے اے ٹی ایم نظام کے ذریعہ اپنی مطلوبہ رقم نکال کر اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں، اس میں سب سے بڑی آسانی یہ ہوتی ہے کہ آدمی کو ہمیشہ اپنے پاس بڑی رقم رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی، کاروبار ہو یا کسی طرح کی خریداری کرنی ہو سفر میں بڑی رقم ساتھ رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے سے آدمی بچ جاتا ہے، صرف ساتھ میں اے ٹی ایم کارڈ ہونا چاہئے، اس سے آدمی اپنے بینک میں موجود اپنی رقم کسی بھی شہر میں نکال سکتا ہے۔

اے ٹی ایم کارڈ بنانے کے لئے بینک فیس کی صورت میں معمولی رقم لیتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی معاوضہ ادا کرنا نہیں پڑتا، اس کارڈ کے ذریعہ آدمی بینک میں جمع اپنی خاص رقم ہی کو استعمال کر سکتا ہے، بینک اس کو کوئی علاحدہ دے رقم ادھار کی صورت میں نہیں دیتا ہے۔

اس کارڈ کے استعمال میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نظر نہیں آتی، اس لئے اس کا استعمال جائز و درست ہے، اس میں سود کی کوئی شکل نہیں ہے، کیونکہ بینک میں کھاتہ دار کی اپنی رقم جمع ہے اور وہ اسی رقم کو استعمال کرتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ عام طور سے کھاتہ دار اپنے بینک کی اس خاص شاخ میں جہاں اس کا کھاتہ ہے جا کر اپنی رقم نکالتا ہے اور اسے فی ایم کارڈ میں بینک اس کو چھپات دیتا ہے کہ وہ جس شہر میں جائے اگر وہاں اس بینک کا اسے فی ایم نظام ہے تو وہ وہاں سے بھی اپنی رقم نکال سکتا ہے۔

اس میں اسے فی ایم کارڈ بنانے کے لئے بینک کو صرف شروع میں ایک مرتبہ فیس کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے اور یہ کوئی زیادہ رقم نہیں ہوتی، بینک کھاتہ دار کو جو سہولت اس کے ذریعہ دیتا ہے اس کا علاحدہ سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا، صرف یہ فیس کارڈ بنوانے کے لئے دینی ہوتی ہے کسی بھی طرح کے کارڈ بنوانے کے لئے فیس دینا جائز اور درست ہے، کیونکہ یہ مکت کا معاوضہ ہے، جیسے پاسپورٹ بنوانے کی فیس، ویزا لینے کے لئے فیس، انسٹنس بنوانے کی فیس وغیرہ، اس لئے اس کارڈ میں کوئی شرعی خرابی نہیں ہے، اس کا استعمال جائز اور درست ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)

یہ کارڈ بھی بینک اپنے کھتہ داروں کو ہی جاری کرتا ہے، کارڈ بنوانے کے وقت صرف ایک معمولی فیس اد کرنی پڑتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی معاوضہ اس کے استعمال کے لئے کھاتہ دار بینک کو دینا نہیں کرتا، اس کے ذریعہ بینک کھاتہ دار بینک میں اپنی جمع رقم ہی استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ سوانہ صحت میں مذکور ہے کہ اس کارڈ کے ذریعہ آؤٹی وٹس طرح کے ذمہ دے حاصل ہوتے ہیں:

الف- خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی، دو کاغذ اس کارڈ کے وسط سے اپنی مطلوبہ رقم کو اپنے کھاتہ میں پہنچا دیتا ہے۔

ب۔ ضرورت کے وقت اس کارڈ کے ذریعہ بینک سے اپنی رقم نکالنا۔
ج۔ رقم کا اپنے کھاتے سے دوسرے کے کھاتے میں منتقل کرنا، جس کے لئے انٹرنیٹ سے مدد لی جاتی ہے۔

اس کارڈ کے استعمال میں بھی شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے، اس لئے اس کا استعمال بھی جائز اور درست ہے، اس میں بھی سود کی کوئی شکل نظر نہیں آتی ہے، کیونکہ کھاتہ دار بینک میں جمع اپنی رقم کو ہی استعمال کرتا ہے، اس کارڈ کو بنوانے کے لئے فیس ادا کرتا بھی درست ہے، کیونکہ بینک اس کے ذریعہ کھاتہ دار کو جو سہولت دے رہا ہے اسی کی اجرت فیس کی صورت میں لے رہا ہے، اور یہ درست ہے۔

۳۔ کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ میں ادھر ادھر کر کے مقررے فی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈوں میں دو اعتبار سے نمایاں فرق ہے:

۱۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ اسے فی ایم اور ڈیبٹ کارڈوں میں کھاتہ دار بینک میں جمع اپنی ہی رقم استعمال کرتا ہے، بینک سے ادھار نہیں لیتا ہے، اور کریڈٹ کارڈ میں کارڈ ہولڈر اس کارڈ کے ذریعہ جو رقم استعمال کرتا ہے (خود وقتاً بہ وقت کی صورت ہو یا کسی نے کھاتے میں منتقل کرنے کی صورت ہو یا خریداری کی صورت) وہ بینک سے ادھار ہوتی ہے جسے بعد میں بینک میں واپس کرتا ہے، اس میں اپنی جمع رقم استعمال نہیں ہوتی۔

۲۔ دوسری چیز یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ میں بینک سے ادھار لی گئی رقم ضد کے ساتھ بینک کو واپس کرنا ہوتا ہے، یہ صورت پہلے دونوں کارڈوں میں نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ میں استعمال سے زیادہ رقم کی ادائیگی تین طرح سے لازم ہوتی ہے:
الف۔ اس کارڈ کو حاصل کرنے کے لئے اس کو استعمال کرنے اور بعد میں اس کی

تجدید نہ کرانے کے لئے جب تک کہ قلم کی صورت میں رقم دینی پڑتی ہے، یہ فیصلہ غلط اور درست ہے۔
 نیز جب تک کہ اس کا رد پر اصرار نہیں اور اس کو استعمال کرنے کی سہولت دے رہا ہے اور اس کی
 اجرت قلم کی صورت میں ملے رہے ہو تو یہ اس کی قیمت کا معاوضہ ہے۔

ب۔ کارڈ کے: یہ رقم نکالنے یا کسی سے کھاتے میں جمع کرنے پر اس کا حوالہ حاصل رقم
 کے ساتھ جو فاضل رقم بینک کو ادا کرنی پڑتی ہے وہ سراسر سود ہے، ورنہ خریداریات میں حرام و حلال
 تابع نہ ہے، اس لئے اس فاضل رقم کی ادا نیکی کے جوڑ کی کوئی صورت نہیں ہے، یہ حرام و حلال
 کا پتا ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت بینک میں ایک فاضل مدت یعنی چند روز
 دن کے اندر جمع کرنی ہوتی ہے، اس میں تاخیر ہونے پر اس نے ساتھ خرید و فروش رقم کی ادا
 کرنی پڑتی ہے، یہ بھی سود ہے لہذا معینہ وقت پر اصل رقم ورنہ دینے پر یہ زائد رقم نہیں
 ہوتی لیکن معاملہ میں یہ بات طے رہتی ہے کہ جب بھی معینہ مدت سے تاخیر ہوگی تو زائد رقم
 دینی ہوگی۔

خبر سے یہ ہے کہ گریڈ کارڈ میں سود یا لازم ہو جاتا ہے، اس لئے اس کے حوالہ کی
 کوئی صورت نہیں ہے، اگر کوئی شخص یہ طے بھی کر لے کہ گریڈ کارڈ سے صرف منافع نہیں
 گا اور اس کی قیمت وقت پر بینک کو ادا کر دے گا جس میں کوئی سود یا لازم نہیں آتا تو بھی اس کے
 حوالہ کا فائدہ ہی دینا اور منافع دینا دوسرے درستی نہیں ہوگا:

۱۔ ایسا کرنے بہت مشکل ہے کہ گریڈ کارڈ سے صرف سامان خرید جائے، اس سے نہ
 رقم نکال جائے اور نہ دوسرے سے کھاتے میں جمع کی جائے، کیونکہ جب کارڈ مل جائے گا تو آہستہ
 آہستہ سارے کام شروع ہو جائیں گے جن میں سود چارہ لازم ہو جاتا ہے، اس لئے سود اٹھنا چاہیے
 اس کو خیرام ہو کر چاہئے۔

۲۔ گریڈ کارڈ سے سرف خرید و فروشی صورت میں بھی بیوہ وقت پر رقم دینا۔

انسان قادر نہیں ہوتا، کبھی تاخیر ہوئی جاتی ہے اور تاخیر ہونے پر سو دلایہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہ بات کا ذکر کے ملک اور بینک کے درمیان طے شدہ ہوتی ہے کہ تاخیر ہونے پر

یومیہ شرح کے حساب سے متعینہ سود دینا ہے، یہ فعل حرام پر رضامندی ہے جو شرعاً جائز نہیں ہے۔

۴۔ ایسی کوئی شدید ضرورت بھی نہیں پائی جا رہی ہے جس میں کریڈٹ کارڈ کے

استعمال کے بغیر چارہ ہی نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے استعمال میں شرعی اعتبار سے شدید قباحت پائی جاتی

ہے اور اس میں سود دینا لازم ہو جاتا ہے اس لئے کریڈٹ کارڈ کا استعمال جائز نہیں ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - فقہی پہلو

مولانا محمد حامد مدظلہ العالی

موجودہ دور کے صنعتی انقلاب اور گلوبلائزیشن کی تحریک نے پوری دنیا کے ڈھانچے کو
بنت پست کر رکھ دیا ہے، اس میں نئی نئی انواع انسان کے لئے کھول کر رکھی ہیں کہ دنیا ایک گاؤں کی
شکل میں بنت کر رہ گئی ہے، خصوصاً اسی چیز نے معیشت کے میدان میں تو حیرت انگیز کارنامے
انجام دیے ہیں، آج چوڑی دنیا معیشت اور تجارت کے نقطہ نظر سے ایک میز پر یکجا نظر آتی ہے،
اور کسی شخص کے پاس قوت خرید ہو تو دور، قادیانوں میں بیٹھ کر ہزاروں میل دور بیٹھوں پر خرید
فروخت اور تجارت کر سکتا ہے۔

یہی نہیں، بلکہ سابقہ زمانہ کی طرح اسے زر خرید و بیعت یا ساتھ رکھ کر سفر کرنے کی
ضرورت نہیں ہے، ورنہ ابی ایک شہر سے دوسرے شہر زر خرید و بیعت کرنے کے لئے سابقہ صورت پر
عمل کرنے اور ایک فرد کو دوسرے فرد سے نقد معاوضہ کرنے کی ضرورت ہے، یہی اپنے کاروبار و معاملہ
کے لئے، یا اس ورڈ دہنے اور طلبہ رقم حاصل کر رہے، یا تنخواہ فرد کو تقسیم کر دہنے، اس طرح کی
سہولت بینک اپنے کارکنوں کو دے گا کہ یا کرتا ہے، درحقیقت بہت طریق کے ساتھ یہ معاملہ یا باہر
نہا رہا ہے یا چمکتا ہے۔

لیکن ایک سہولت کے لئے سب سے پہلے اللہ کی مرضیات کو دیکھنا اور اس کے آگے
برجھنا، دوسرا ضروری ہے قطعاً غروں کے کہ اسے صورت مل رہا ہے، یہ بظاہر دقت و پریشانی کا

سامنا کرنا پڑ رہا ہے، کرنسی لین دین میں بھی احکام شریعت کو مد نظر رکھنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ موجودہ دور کے اکثر مالی معاملات اور لین دین سود پر مبنی ہوتے ہیں، یا کم از کم ان میں سود کا شبہ (شبہ ربا) پایا جاتا ہے۔

روپیوں یا کسی بھی کرنسی کے لین دین میں سب سے زیادہ ربا سے بچنے کا تکیہ کی گئی ہے، قرآنی آیات اور حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ میں جتنی سختی کے ساتھ اس سے روکا گیا ہے، شاید ہی اتنی سختی اور قوت کے ساتھ دیگر کسی منکرات سے روکا گیا ہوگا۔ اس لئے اس کا تجزیہ ضروری ہے کہ اس میں ربا کا پہلو ہے یا نہیں؟

عام طور پر بینک سے ہونے والے لین دین کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

۱۔ کھاتہ دار نے اپنی رقم بینک میں جمع کی، بینک نے حسب ضرورت رقم نکالنے کے لئے کھاتہ دار کو چیک جاری کیا، اب وہ چیک کے ذریعہ متعلقہ بینک سے لین دین کرتا ہے، اگر وہ گزشتہ اکاؤنٹ ہولڈر ہے تو سودی لین دین کی بات ہی نہیں آتی، لیکن اگر وہ سیویک کا اسٹ ہولڈر (بچت کھاتہ دار) ہے تو علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ سود کی رقم بلا نیت ثواب صدقہ کرے، اب معاملہ کرنے میں کوئی قحاح نہیں۔

۲۔ دوسری شکل یہ ہے کہ کھاتہ دار کچھ سامان گروڈی رکھ کر یا شخص و جاہت (Goodwill) کی بنا پر بغیر گروڈی رکھے کچھ رقم بطور قرض حاصل کرے، اور اس کے لئے سود کی متعین نرخ اور کرے، اس شکل پر علماء کا اجماع ہے کہ یہ ناجائز ہے۔

لیکن بینک سے جاری ہونے والے کارڈز کی تیسری ہی حیثیت نظر آتی ہے، بعض جہتوں سے اس میں ربا نظر آتا ہے، اور بعض جہتوں سے اباحت کا پہلو جھلکتا ہے، اس سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کارڈ کی تینوں قسموں پر انتہائی اختصار کے ساتھ الگ الگ روشنی ڈالی جائے۔

اے ٹی ایم کارڈ

سوالنامہ میں اس کی جو تفصیل بتائی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:
 اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔
 لیکن شاید یہ جگہ ایسا نہیں ہے، مختلف ممالک میں بینکوں کی اپنی اپنی پالیسی ہوتی ہے،
 جہاں بینکوں کے درمیان مسابقت زیادہ ہوتی ہے وہاں اے ٹی ایم پر کسی طرح کا معاوضہ وصول
 نہیں کیا جاتا، لیکن جہاں بینکوں میں مسابقت نہیں ہوتی اور چیک کے پرے مطلوبہ تعداد میں
 اکاؤنٹ ہولڈر ہوتے ہیں اور مطلوبہ شرح تک ان کا کاروبار چلتا ہے، لوگوں کا رجحان بھی اس
 بینک کی طرف زیادہ ہوتا ہے، اس صورت میں بسا اوقات ایسا بینک اے ٹی ایم کارڈ پر بھی اجرت
 خراب کر دیتا ہے، بھارت میں صورت حال جو بھی ہو، لیکن ہمارے ملک میں بعض بینک اے ٹی
 ایم کارڈ پر اجرت لیتے ہیں اور حضوں کے نہیں لینے کی بھی مثال ملتی ہے۔

سوالنامہ میں جو تفصیل بتائی گئی ہے اس کے مطابق جو صورت حال بنتی ہے، وہ تقریباً
 بینک سے متاثر ہے کہ اکاؤنٹ ہولڈر اپنے اکاؤنٹ میں موجود رقم کے مطابق ہی نقد رقم حاصل
 کر سکتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ اے ٹی ایم میں کہیں سے بھی رقم حاصل کر سکتا ہے، جبکہ چیک کی
 صورت میں عین جگہ سے ہی رقم نکالنے کی مجاز ہے۔ مگر اوپر کچھ برسوں سے بہت سارے
 بینکوں نے بھی یہ سہولت دہی ہے کہ بذریعہ چیک اس بینک کی شاخ جہاں بھی ہو وہاں سے رقم
 حاصل کر کے دے دیں، اے ٹی ایم کارڈ کا دائرہ اور سہولت کا میدان چیک سے زیادہ وسیع اور
 کاروباری افراد کے لئے سودمند ہے۔

۱- اے ٹی ایم کارڈ

اے ٹی ایم کارڈ میں طلبہ کوئی قہرمت نظر نہیں آتی، اس کو ہم "پلٹین" سے مطابقت بھی
 دے سکتے ہیں۔ یہ بینک سے کوئی قہرمت نہیں دیتا، بلکہ اپنی ہی رقم کو نقد رقم وصول کر

ہے، اگر آپ کھانا دار کی بیع کر دو رقم کو بینک کے ذمہ قرض بکھتے ہیں اور یہ باور کرتے ہیں کہ بینک نے خطر طریق یا اس جیسی کوئی چیز سے بچنے کے لئے وہ کاروائی کیا ہے اس لئے وہ فقہاء کے ذمہ کر دو سلجھ سے مشابہ ہے اور نادرست ہے، تو یہ بات قرین قیاس نہیں ہوگی، کیونکہ کھانا دار بینک سے قرض بھی نہیں لیتا، بلکہ اپنی دی ہوئی امانت وصول کرتا ہے، یا اگر بالفرض وہ قرض ہی ہے تو یہاں کوئی فریق دوسرے سے مقابل غرض وصول نہیں کرتا۔

اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ یہ سلجھ سے مشابہ ہے تب بھی اس کے جواز کی جہت رائج نظر آتی ہے، معاملہ کو صحیح کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سلجھ کو سمجھ لیا جائے۔ سلجھ ایسا مالی معاملہ ہے، جس میں ایک شخص دوسرے کو اس شرط پر قرض دیتا ہے کہ وہ فلاں شہر میں اس کو یا اس کے نائب کو یا اس کے کسی قرض خواہ کو وہ رقم دے دے گا۔

”ہی معاملۃ مالیۃ بقرض فیہا إسان فرضا لأخر فی بلد لہوہ المفترض أو مائتہ أو مدینہ إلى المفترض نفسه أو مائتہ أو دانئہ فی بلد آخر معین“ (الفتاویٰ اسلامیۃ اربعۃ ۴۸۸)۔

احناف نے اسے اس شرط کے ساتھ کر دو تحریری لکھا ہے کہ اس سے منفعت مقصود ہو اور سلب مفید میں شرط لگائی گئی ہو، علامہ مرغینانی نے اسے یہ کہتے ہوئے مکرر لکھا ہے کہ مقترض اپنی ذات سے راستہ کے خطرات کو دور کرتا ہے، اور یہ ایک قسم کا نفع ہے، حالانکہ اس سے روکا گیا ہے: ”ہی رسول اللہ ﷺ عن قرض جو نفعاً“ (بیانیت ص ۲۵۲)۔

یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اسے فی ایام کا معاملہ کوئی شرطیہ معاملہ نہیں ہے، بینک کھانا دار کو اس کے لئے مجبور نہیں کر سکتا، دوسری بات یہ ہے کہ ”خطر طریق سے انتفاع“ کا جو تصور فقہاء کے ذہنوں میں تھا آج اس کا تصور بھی نہیں ہے، کیونکہ لین دین کی جو تصویر اور کرنسی سے معاملہ کی جو صورت ماضی میں تھی آج کا دور اس سے یکسر مختلف ہے۔

مالکیہ نے ضرورت کی شرط پر اس کے حوازا کا فتویٰ دیا ہے، معاملہ بھی اس کے جواز کے

قائل ہیں، بشرطیکہ وہیں کوئی معائنہ نہ ہو، حافظہ میں تیسیرہ اور حافظہ میں قیرم مطلقہ جوڑے کے قائل ہیں، کیونکہ یہاں منافع دونوں طریق کو ہے۔

اسے ٹی۔ ایم نظام پر جس ردیہ سے بھی نظر ڈالی جائے اس میں ردیہ کا یہاں نظر نہیں آتا، اگر اسے نادرا کہیں گے تو نہ محال جیک کے ذریعہ انجم دیے جانے والے لیکن زمین کے معدومت کو کس نہ جانہ کہیں ہوگا۔

ذبیحہ کارڈ

اگر بعض چمکوں کے لئے ٹی۔ ایم کارڈ پر اجرت پینے کے اصول کو دیکھیں، اس میں ذریعہ سولہ مہ میں نہیں ہے تو اس صورت میں اسے ٹی۔ ایم کارڈ اور ذبیحہ کارڈ میں کوئی بنیادی فرق نہیں رہے گا۔ کیونکہ کارڈ جہاں کرتے کی اجرت یہاں بھی نہ مٹی اور وہاں بھی نہ مٹی، البتہ خدشات کے لحاظ سے فرق کیا جاسکتا ہے۔ ذبیحہ کارڈ میں نسبت زیادہ سہولیت ہیں اور اس میں کارڈ سولہ مہ کے لئے استفادہ کا پیلور یا دوپہ جاتا ہے۔

لیکن گھٹکواہم صرف اس میں منظر میں آگے بڑھا رہے ہیں کہ ذبیحہ کارڈ پر اجرت لی جاتی ہے۔

بزرگ شہداء نے یہ ”شہد با سے بچنے کی تاکید کی ہے، لیکن کسی بھی معاملہ میں با و ختم ہونے کے لئے اس کے غیر پہلوؤں سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا، یہاں چند باتیں قابل غور ہیں۔
- جبکہ کوئی بنیادی فرق نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی بنیاد اتفاق فی نہیں اللہ پر ہے، اس کو مٹایا نہیں جاتا، اور منافع کے مصداق پر ہے، اگر جبکہ اپنی خدمات کے عوض کچھ بھی طلب کرے تو آفر اپنے اخراجات کی طرف توجہ کی ہے؟ خصوصاً اس تکرار میں جب کہ ہم وہاں سے لینے کی بھی تاکید کرتے ہیں، و نیز صورت میں جبکہ کوئی قرض نہیں دے رہا ہے اور اس کی اجرت طلب نہیں کر رہا ہے بلکہ ایک انسانی خدمت انجام دے رہا ہے، اور ساتھ ساتھ وہاں لوانہ کی

سہولیات فراہم کر رہا ہے، کارڈ کی حباہت، اس کو محفوظ رکھنے اور اس کو ایک نظام سے مربوط کرنے پر بینک کا صرفہ ہے، بینک یہ صرفہ کس سے وصول کرے؟

۲- یہاں اعتراض اس پر ہونا چاہئے تھا کہ بینک نے بلا معاوضہ کارڈ ایٹو کیا اور یہ کارڈ اس رقم کو اپنے ذمہ میں رکھنے کے عوض سے جو کہ تھاہ دار بینک میں جمع کراتا ہے، لیکن دین کی صورت میں بلا متبادل نفع پر شہ کیا جاتا چاہئے، نہ کہ اس صورت میں۔

۳- یہ صورت اتنی عام ہو چکی ہے کہ اس پر عموم بلوی کا اطلاق ہو سکتا ہے، نیز ضرورت بھی متقاضی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر معاہدہ ایسا ہو تو حکم میں تخفیف برتی جاتی ہے۔

۴- بینک اپنے کھاہ دار کو ایک چیک ایٹو کرتا ہے، کھاہ دار خاص مدت سے پیسے اس چیک کو استعمال کر لیتا ہے، یا کھاہ دار کو زیادہ صفحات پر مشتمل چیک کی ضرورت ہوتی ہے، ایسی صورت میں بینک چیک کا بھی مخصوص معاوضہ لیتی ہے، کیا ملا، کراہم چیک کے اس معاوضہ کو اور بینک کے اس طرن کے لین دین کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔

اس تمام یاہ کارجان بینک کی اضافی خدمت، عموم بلوی، ضرورت اور عام چیک کے لین دین سے مشابہ ہونے کی وجہ سے جواز کی طرف ہے۔

گریڈٹ کارڈ:

گریڈٹ کارڈ کی بہتوں سے روئے رمرے میں آتا ہے۔

۱- کارڈ مولڈر بینک سے جو رقم لیتا ہے، یا بینک اس کو متعین رقم استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے، وہ رقم اس کی اپنی نہیں ہوتی، کھاہ دار کی محض شخص و جاہت اور کاروباری حیثیت کی بنیاد پر وہ رقم فراہم کی جاتی ہے، اس لئے وہ ایسے قرض کے زمرہ میں آتی ہے جس سے نفع حاصل کیا جا رہا ہے، "وقد بھی رسول اللہ ﷺ عن قرض حرم مفعلاً۔"

۲- رقم نکالنے پر ہی شرٹن کے مطابق علاحدہ ایک مختصر رقم سرویس چارج کے نام پر ادا

کرتی پڑتی ہے، اور وہ ربوایک واضح ترین مشن ہے۔

۳۔ مقررہ وقت پر قرآن ادا کرنے کی صورت میں پوسیدہ شرع کے صواب سے جو اضافی رقم ادا کرتی پڑتی ہے، عین ربوہ ہے۔

حاصل یہ کہ یہ مدللہ ربوہ سے شروع ہو کر ربوہ پر ختم ہوتا ہے، اس لئے ابتداء و انتہاء : جائز اور درست ہے۔

جوابات

ذکورہ تفصیل کی روشنی میں سلسلہ در جواب درج ذیل ہیں:

۱۔ درست ہے، وہاں چیک سے مشابہ ہے۔

۲۔ درست ہے۔

۳۔ درست ہے۔

۴۔ الف نام کی کوئی جگہ جوئے نا درست ہے۔

۵۔ جرحہ میں خود ہے۔

بینک کے مختلف کارڈز اور شرعی رہنمائی

ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی *

۱- اے ٹی ایم کارڈ

چونکہ اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ یا کسی اجرت یا کسی فیس کے ہوتا ہے، اس لئے شرعاً اس سے استفادہ کی رخصت ملنی چاہئے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ

ڈیبٹ کارڈ سے بھی استفادہ اور اس سے خرید و فروخت کی شرعاً گنجائش ملنی چاہئے، کیونکہ فی ذمہ نقد رقم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مشکل تر ہو گیا ہے، کیا معلوم ہیں کہ ساتھ ساتھ جان بھی محفوظ رہے گی، یا نہیں، شریعت کے مقاصد خمسہ میں حفظ نفس کے ساتھ حفظ مال بھی مقصود ہے، جس کی بابت علامہ شامیؒ نے الموافقات (۲/۴۸۱) میں تفصیلی بحث کی ہے، نیز یہ حاجیات کے قبیل سے سمجھ میں آ رہا ہے جس میں تخفیف و تسہیل ہونی چاہئے۔

"المشقة وجلب التيسر" (توضیحات، ۱/۱۲۲)۔

ڈاکٹر وہاب الزمعی، اچھی کتاب "ظہریۃ الضرورة الشرعیۃ" ۶۰۶ "پر رقم طراز ہیں:

"خطر صرف وہی محض نہیں ہے جس کی جان کمانے دینے کی وجہ سے خطرہ میں ہو

پتہ کن دوسری وجہ سے بھی ہو تو وہ خطرہ ہوگا۔“

یہذا دونوں طرح کے کارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ فیس کا شرعی حکم

دو ان قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے اگر کچھ فیس دینی پڑے تو جائز ہے، ادا کرنے پر ہذا ضعیف لکھتے ہیں:

”یونکہ ان دونوں طرح کا ضعیف کا حصول عند کے لئے کفالت لینا صحیح ہے، اس لئے ضرورتاً حاجت عامہ کے باعث اجرت دینا جائز ہے، کیونکہ اجرت نہ لینے کی بنیاد پر مصالحہ معطل ہو کر روچ زمین کی“ (زمع الاسلامی، ۱۱: ۶۱)۔

دونوں فقہی فتویٰ صاحب بھی جواز ہی سے قائل ہیں مگر فیس کو دفتر کی امور کی انجام دہی، مضمون لے، مضمون عند سے خط و کتابت، علم و ملازمت کی اجرت قرار دیتے ہیں، بشرطیکہ یہ اجرت مشعل سے نہ ادا نہ ہو۔

”شرعاً کوئی مصلحت نہیں اس پر کہ قرض دہندہ بینک ایک اجرت بن، سود کی انجام دہی پر جو بینک کو دے گا وہ بے متعین کر نہیں، بشرطیکہ یہ اجرت اجرت مشعل سے نہ ادا نہ ہو....“ (ضما، ص ۲۰۰-۲۰۵)۔

فی زمانہ اس طرح کے معاملات کا تعامل بدھتا جا رہا ہے اور فقہاء نے تعاضد کو بھی بھت قرار دیا ہے (دیکھئے: بدیع، کتاب ۱۱: ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰)۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ جس کی طرف سے ضامن فی گئی ہے اس سے استفادہ حق کسی وجہ سے نہ ہو سکے تو اس صورت میں ضامن لینے والے کا نقصان ہوگا اس لئے اس ضامنی عمل پر اجرت فی ج ممکن ہے، عائدہ کا صفائی تو اعتماد پر بھی اجرت لینے کے جواز کے قائل ہیں (دیکھئے: بدائع، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱

علامہ سرخسی کی رائے یہ ہے کہ بیت المال میں اگر نجاش نہ ہو تو بطور فیس حصہ داروں سے ہزارہ الفس کی اجرت وصول کی جائے گی۔

"لأن لم يقدر على ذلك أمر الذين يريدون القسمة أن يستأجروه
باجر معلوم وذلك صحيح لأنه يعمل لهم عملاً معلوماً فلا بأس
بالمال استجار عليه" (المسودہ ۱۰۲-۱۰۳)۔

"ابن عابدین شمی کی ایک تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ قصور اور امور ایضیہ پر سستی پیدا ہوجانے کے باعث کہ کوئی اس طرح کی ضمانت تیرما قبول نہیں کرتے، مال کے اعتبار سے اجرت کا معاملہ کرینے میں کوئی قباحت نہیں ہے" (اشفا، ص ۱۱۰، ۱۱۱)۔

علامہ سیوطی کی الاشباہ ص ۹۷ پر دیا گیا جزیہ "الحاجة إذا عمت كانت كالضرورة" بھی اسی جوازی کا مؤید ہے، کیونکہ حاجت کا رد و غیرہ پر جو فیس دی جاتی ہے وہ ضرورت ناشی ہے، نیز جب کوئی اجتماعی حاجت ضرورت کا درجہ حاصل کرتی ہے تو وہ شخصی طور پر بھی حاجت نہیں ضرورت قرار دی جاتی ہے جیسا کہ اقواءہ المغنیہ کے ص ۱۰۹ پر موجود تحریر نماز ہے:
"الحاجة هي حق أحاد الناس كافة نزل منزلة الضرورة هي حق الواحد المضطر"۔

۴- گریڈ کا رد

الف اس او اگر وہ فیس کی وہی حیثیت ہونی چاہئے جو جواب ۳ پر گزرنے والی ہے۔
ب- بظاہر "کمال لخص حرمہ نفعاً فلیو رخوا" کے تحت یہ رقم سود ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ ایسی زدتی ہے جس کے عوض کوئی فیس نہیں یعنی بہر یا دتی باعوض ہے اور یہ استقرار فی بارئ کے قبیل سے معلوم ہوتا ہے جو ناجز ہے، لیکن حلالا مطلق نظام الدین صاحب تفسیر و پریشانی کے وقت سودی قرض کے جواز کے قائل ہیں۔

”اگر دس ہزار کی رقم سے کم رقم میں کام کرنے میں معیشت میں تغلی و پریشانی ہوتی ہے اور ضروریات پوری نہیں ہو پتھیں اور بغیر سودی قرض مکان خریدنے کے لئے نہیں ملتا تو پھر دس ہزار سے کام بھی کر سکتے ہیں اور سودی قرض بھی مکان خریدنے کے لئے لے سکتے ہیں جب کہ رہنے کے لئے مکان نہ ہو یا بغیر ذاتی مکان کے پریشانی ہو (العمائدین: ۱۱۰)۔

ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ مکان کی ضرورت اور تجارت کی ضرورت دونوں میں کافی فرق ہے، مکان کی ضرورت تو ایک بنیادی ضرورت ہے، جب آدمی مکان کرتا ہے تو نقد و غنی عورت کا واجبی حق ہوتا ہے اسی لئے اگر کوئی آدمی اس شرط پر مکان کرے کہ تم کو غنی و نقد نہیں دیں گے تو بھی ان دونوں کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوگی۔

لیکن اگر اس مسئلہ کی تعبیر یوں کر دی جائے کہ کارڈ کے اجراء پر جو فیس دی جا رہی ہے وہ حقوق کے حصول کے لئے، پھر اگر اس کارڈ سے رقم نکالی جاتی یا غفلت کی جاتی تو اب اس کارڈ کا نفاذ میں بھی تو کثرت و غیہ کی ضرورت پڑے گی، اس لئے اس دوسری رقم کی ادائیگی کو کتابت کا بدلہ مان لیا جائے تو جواز فی تجاوش نکل سکتی ہے، بہر حال اس طرح کی ضیق سے بچنے کے لئے عاجز کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ مسلمان اسلامی طرز پر کمپنیاں قائم کریں، کیونکہ اب بیت المال تو ہے نہیں کہ اس سے پیسے مل جایا کریں۔

ہمارے ہندوستان میں بینک کی وسالت سے تجارت کرنا کوئی لازمی اور ضروری نہیں، اگر بینک کے ذریعہ تجارت ضروری ہوتی تو ”الصرورات تبیح اعطورات“ کے تحت جواز کی شکل نکل سکتی تھی۔

آدمی کریڈٹ کارڈ کے حصول کے لئے ضمانت کے طور پر جو پراپٹی و جائیداد وغیرہ دکھاتا ہے کیوں نہیں اسی کا کچھ حصہ فروخت کر کے تجارت کرتا، لیکن اگر کریڈٹ کے طور پر اس نے اپنا ایک مکان دکھایا جس کے سوا اس کے پاس نہ کوئی رہنے کے لئے جگہ ہے اور نہ ہی کوئی پراپٹی وغیرہ ہے تو اس صورت میں بدرجہ مجبوری جواز کی صورت نکلی جائے، پھر بھی ہندو کا خیال

ہے کہ آدمی محنت و مزدوری کر کے اپنے محنت کے میزوں سے تجارت کرے جس پر اللہ رب العزت اور اس کے رسول کی جانب سے برکتوں کے بہت سارے وعدے ہیں۔

ن۔ یہ بلاشبہ سود ہے کیونکہ یہ زیادتی وقت کے عوض ہے اور وقت وصف ہے، "والوصف لا يقابلہ الثمن" (وصف کے بالمقابل ثمن نہیں ہوتا ہے)۔

بندہ کے نزدیک حضرت مفتی نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ کا فتویٰ "حتی المقدور وقت مقررہ کے اندر ادا کرے اور مجبوری کی صورت دوسری ہے، اس پر گنجائش ہو سکتی ہے (نظام الفتویٰ ۱۲۶۹) اسے اباحت کا باب محل جائے گا اور جو شخص اپنے نو مجبور و مضطر سمجھ بیٹھے گا جس سے سود کا شیوع ہوتا جائے گا۔

خلاصہ بحث

۲۰۱۔ اے فی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ کارڈ کی فیس لی جاسکتی ہے، اس فیس کی دفتری امور کی انجام دہی و فیروہ کے لئے معمول کریں گے، نیز طیکہ یہ فیس اجرت مثلاً سے زائد نہ ہو۔

۴۔ الف: اس فیس کی وہی حیثیت ہوگی جو جواب ۳ میں مذکور ہو چکی ہے۔

ب۔ اس رقم کو نفاذ کارڈ کی فیس قرار دیا جاسکتا ہے۔

ن۔ یہ بلاشبہ سود ہے، کیونکہ یہ وقت کے بالمقابل ہے۔

ہینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز میں غرور کا پہلو

مولانا عظیم عالم قاسمی

تجارت و معیشت کو بہتر بنانے کے لئے ہینک کی جانب سے مختلف پروگرام اور ایپس چلائی جاتی ہیں، یہ تو نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ہینک کا مقصد صرف سماج اور ممالک کی کو فائدہ پہنچانا ہے، قطعاً دوزی مقصد نہیں، ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ ملکی اور مقامی سطح پر ہینک کے کام کا بنیادی غرض قطعاً کے حصول کے ساتھ رجسٹریشن، مالیاتی امور، اے۔ اے۔ اے۔ کے لئے ہینک کی جانب سے دی گئی مختلف سہولتوں کو اسلام کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے، اگر یہ سہولتیں شرعی قواعد و ضوابط سے میل کھاتی ہوں تو انہیں اپنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر فقہ میں شرعیہ کے خلاف ہوں تو ایک مسلمان کے لئے ان سہولتوں سے استفادہ قطعاً درست نہیں ہے، اس لئے سب سے پہلے اعتدال و توازن سے ساتھ غور کیا جاتا ہے چاہئے کہ موجودہ بینکنگ سسٹم میں کون کون سے امور اور کون سے امور تو یہ ہیں کہ دنیا کی برقی ایپس اور نئے نئے کام کا جائز فرمودہ دیا جائے اور نہ ہی یہ کہ ہر خطہ کو دیر و تاویل کے ذریعہ درست کرنے کی کوشش کی جائے، بلکہ ہر مسئلہ پر قرآن و حدیث اور زمین کے دوسرے معیار کو معیار بنایا جائے، عرف و عادات، روایات، ماحول، ضرورت و حاجت، شریعت کی نزاکت اور دوسرے قواعد و ضوابط، اگر ذہن میں رہے تو سہولت کے ساتھ مسائل حل ہوتے ہیں اور امت کی سب سے بڑی ہمنوائی میں کوئی وقت ضائع نہیں آئے گی، جیسا کہ ملک اور پورا عالم میں قائم مختلف فقہی کاموں نے پچھڑوں جدید مسائل پر بحث کے بعد صحیح نتیجہ کا فیصلہ کیا اور یہ کوششیں

قیامت جاری رہیں گے۔

ان مذکورہ مقدمات کی روشنی میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈوں کے سلسلہ میں فوراً کرنے کے بعد یہ رائے سامنے آتی ہے:

۱- اے فی ایم کارڈ

اے فی ایم کارڈ کا استعمال اور اس سے استفادہ شرعاً جائز ہے، کیونکہ اس کے جاری کرنے کا مقصد کھاتہ داروں کو رقم کی منتقلی اور رقم کے حصول کے لئے سہولت فراہم کرنا ہے، کہ کھاتہ دار شریعہ ملک کے جس علاقہ میں جب چاہے اپنی جمع کردہ رقم میں سے جتنا چاہے نکال لے، تاجر اور کاروبار کرنے والوں کے ساتھ عام لوگوں کا بھی فائدہ ہے کہ چوری اور ڈاکہ زنی سے رقم محفوظ رہتی ہے، دوسرے شہر میں جانے کے بعد حسب ضرورت اے فی ایم انعام سے کارڈ کے ذریعہ روپے حاصل کر سکتا ہے، چونکہ اس کارڈ میں یہ بات شامل ہے کہ کھاتہ دار اپنی وہی رقم نکال سکتا ہے جو پیسے سے بینک میں جمع ہے، اس سہولت پر نہ کوئی رقم دینی پڑتی ہے اور نہ کوئی معاوضہ، اس لئے شریعت کے خلاف اس میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی ہے جس بنیاد پر اس کو ناجائز حرام یا ملامت قرار دیا جائے۔

ڈیبٹ کارڈ

ڈیبٹ کارڈ کی تعریف اور تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کارڈ اور اے فی ایم کارڈ کے درمیان کوئی خاص بنیادی فرق نہیں ہے، اس کارڈ کے ذریعہ بھی کھاتہ دار صرف بینک میں پہلے سے جمع کردہ رقم کو ہی استعمال کرتا ہے، خواہ یہ استعمال انڈینیت کے ذریعہ دوسرے کے کھاتہ میں رقم منتقل کرنے کی شکل میں ہو یا نقد رقم نکالنے کی صورت میں یا اور بھی اسے نکالنا کا کوئی طریقہ ہو، ان تمام صورتوں میں اپنی جمع کردہ رقم میں تصرف کر رہا ہے جس کا کھاتہ دار واقعی رہے، اس لئے

کہ وہ رقم کا مالک ہے اور مالک کو اختیار ہے جس طرح چاہے شرعی حدود میں رہ کر اپنے مال کا استعمال کرے اور اسے فی ایمر کارڈ کی طرح اس کارڈ کا بھی الگ سے کوئی معاوضہ نہیں دینا پڑتا ہے کہ جسے سود کا نام دیا جاسکے۔

۳۔ فیس کی حیثیت

البتہ ایک قابل لحاظ بات یہ ہے کہ اس کارڈ کے بنوانے کے لئے جو فیس ادا کرنی پڑتی ہے اس رقم کو کون مانا مودیا جائے، اس کارڈ کے حصول کے لئے دی گئی رقم یقیناً جمع کر دو رقم سے علاوہ ہے جس کا مضمون رقم کی شکل میں کھاتہ دار کو حاصل نہیں ہوتا، تو یاد دہینے کو زائد رقم دے رہا ہے، جس کے تیس سو دینے کا شہرہ پیدا ہوتا ہے لیکن جزیات و نظائر اور مقاصد پر اثر گہری نظر ڈالی جائے تو اس نتیجہ تک ہٹا سانی پہنچا جاسکتا ہے کہ یہ سود نہیں بلکہ کارڈ بنانے کی اجرت ہے، اس لئے کہ بینک پر یہ ضروری نہیں ہے کہ کھاتہ داروں کو کارڈ کی اس سہولت کے لئے مفت خدمت انجام دے، اس کا قلم کاغذ، جسر اور دستاویزات کے اخراجات ہیں، جن کو اسٹیٹ کی کامیابی بھی کہا جاتا ہے، ان تمام امور کی انجام دہی کے لئے پیر کی ضرورت پیش آئے گی، جس کو وہ اس چارن یا فیس کا نام دیا جاتا ہے، ذخیرہ نقد میں اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے جو فقہاء نے بیان فرمایا ہے کہ قاضی اور مفتی کے لئے فتویٰ اور فیصلہ کرنے پر مدعی اور مستفتی سے اجرت طلب کرنا جائز نہیں ہے، لیکن مفتی کے لئے فتویٰ تحریر میں لانے اور قاضی کے لئے دستاویزات لکھنے اور رجسٹر میں اندراجات کرنے کی اجرت لینا جائز ہے۔

بشرطیکہ یہ اجرت ایسے کاموں پر آنے والی اجرت مثلاً سے زیادہ نہ ہو، لیکن یہ

فقہی معنی: البتہ ۱۹۰۰ء "مجمع" ص ۱۰۰

ان کاموں کے اجراء میں دی جانے والی فیس کو "اسٹ" دیکھا اور مالکی کی فیس پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ لوگ بھی اپنے عمل اور محنت کی اجرت لیتے ہیں۔

۳۔ کر لٹ کا رڈ

اس کارڈ سے استفادہ کا جو طریقہ کار سوانحہ میں ذکر کیا گیا ہے اس سے مطور ہوتا ہے کہ اس کا قفل دونوں قسموں کے کارڈ سے کوئی خاص قفل نہیں ہے، اس میں کارڈ پار ادھار ہوتا ہے یعنی بینک سے وہ ایک متعین مدت تک کے لئے قرض لیتا ہے اور بینک اس کے عوض میں ہر ایک مقررہ مدت میں کھاتہ دار سے فیس کی شکل میں منافع وصول کرتا ہے جس کے سوا ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک جگہ ہا کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”الربوا هو القرض على أن يؤدى إليه أكثر وأفضل مما أعطى“ (ج ۱ ص ۹۸)

(۱۹۸۲ء)

اسی اور بالخصوص بھی کہنا جاتا ہے جس کا زمانہ جاہلیت میں عام رواج تھا، اسی کے ساتھ اس کارڈ کے حوالہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ کارڈ کا استعمال جب نقد رقم نکالنے کے لئے یا کسی کے کھاتے میں منتقل کرنے کے لئے کیا جائے تو اصل رقم کے ساتھ مزید ایک رقم کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم رہے گی، اسی طرح کارڈ کے ذریعہ خریداری کرنے پر مطلوبہ رقم پندرہ یوم میں ادا نہ کرنے کی صورت میں یہی شرح کے حساب سے مزید رقم لازم ہوتی ہے، یہ دونوں شکلیں واضح طور پر سودی کاروبار میں داخل ہیں، اگرچہ اس کی ایک صورت جبکہ پندرہ یوم میں خریداری میں دی گئی رقم واپس کر دی جائے، بظاہر جائز معلوم ہوتی ہے لیکن چونکہ عقد ایک ہے اور حلیہ عقد میں ایسی سودی شرائط داخل ہیں جن کا عقد قحطل نہیں ہے، اس لئے پورا عقد ہی فاسد ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث میں بیع بالشرط سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کا نقصان لازمی ہے اور یہ متقاضی عقد کے خلاف ہے، علامہ شاکس نے ”مطلب طبع البیوع و توسط فاسد“ (۲۸۱ و ۲۸۲ ذکر و کذب و بطلان) کے تحت جو کلام کیا ہے اس سے بھی اس مسئلہ پر کافی مدد تک روشنی ملتی ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ نقد رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے وہ بھی شرمعاسو ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم تاخیر سے ادا کرنے کی وجہ سے جو مزید رقم ادا کرنی پڑتی ہے وہ بھی سود ہے، جس سے احتراز ایک مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

ہندوستانی بینکوں کے مختلف کارڈ سے مسلمانوں کا کاروبار کرنا

مفتی محمد عبد الرحیم قاسمی

۱- اے فی ایم کارڈ کا حامل اپنی جمع کردہ رقم سے ہی استفادہ کرتا ہے، بینک الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے نہیں لیتا، ہندو مسلمانوں کے لئے اے فی ایم کارڈ کا استعمال کرنا جائز ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ کھاتہ دار ہر وقت ضرورت بینک سے رقم نکال سکتا ہے، خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی کر سکتا ہے اور اپنے کھاتہ سے دوسرے کھاتے میں رقم منتقل کر سکتا ہے، ان امور میں کوئی قیامت نہیں، لہذا ڈیبٹ کارڈ کا استعمال بھی شرعاً جائز ہے۔

۳- ان کارڈوں کو بیچنے کے لئے جو فیس دی جاتی ہے یہ رقم دراصل ان خدمات کا بدلہ یا عزت ہے جو کارڈ جاری کرنے کے لئے بینک کو انجام دینی پڑتی ہیں، اس لئے شرعاً یہ فیس دینا جائز ہے۔

۴- الف: کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور اس کو استعمال کرنے کے لئے ادا کردہ فیس ان کاموں کی اجرت ہے جو کارڈ جاری کرنے کے سلسلے میں بینک کا اخراج انجام دیتا ہے، مثلاً اس شخص کی کاپی تیار کرنا، جن جن اداروں یا کمپنیوں سے کارڈ جاری کرنے والے بینک کا رابطہ ہے، ان کو اس کے بارے میں مطلع کرنا، اس کا تعارف کرنا، وہ اس کو اس کا حامل بنانا کہ وہ اپنے مالی معاملات اس کارڈ کے ذریعہ حل کر سکے، لہذا کریڈٹ کارڈ کو حاصل کرنے اور اس کو استعمال

کرنے کے لئے بینک کو فیس دینا جائز ہے، کریڈٹ کارڈ کی ایک حیثیت ضمانت کی جی ہے، اس پر روشنی ڈالتے ہوئے مفتی محمد تقی حنیٰ تحریر فرماتے ہیں:

”تفصیل کے لئے نئس کفالت پر تواجرت لینا جائز نہیں لیکن اگر تفصیل کو اس کفالت پر کچھ عمل بھی کرنا پڑتا ہے، مثلاً اس کے بارے میں اس کو ٹکسٹ پڑھنا پڑتا ہے، اور دوسرے دفتری امور بھی انجام دینے پڑتے ہیں، یا مثلاً کفالت کے سلسلہ میں اس کو مضمون لہ (جس کے لئے ضمانت لی گئی) اور مضمون عہد (جس کی طرف سے ضمانت لی گئی) سے ذاتی طور پر خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ کرنا پڑتا ہے اس قسم کے دفتری امور کو جو ناجانجام دینا ضروری نہیں، بلکہ تفصیل کے لئے مکتول لہ سے یا مکتول عہد سے ان تمام امور کے انجام دینے پر اجرت مثل کا مطالبہ کرنا جائز ہے، آج کل جو بینک کسی کی ضمانت لیتے ہیں تو وہ صرف زبانی ضمانت نہیں لیتے بلکہ اس ضمانت پر بہت سے دفتری امور بھی انجام دیتے ہیں مثلاً خط و کتابت کرنا، کاغذات وصول کرنا، پھر ان کو سپرد کرنا اور رقم وصول کرنا پھر اس کو سمجھنا وغیرہ ان کاموں کے لئے اسے ملازمین، عملہ، دفتر، عمارت اور دوسری ضروری اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے بینک جو یہ تمام امور انجام دے رہا ہے یہ فری فنڈ میں انجام دینا اس کے لئے واجب نہیں، چنانچہ ان امور کی انجام دہی کے لئے بینک کے لئے اپنے کاموں سے مناسب اجرت لینا جائز ہے“ (فتویٰ مقامات ۱۰۰۰)۔

ب۔ کاروباری کرنے والا بینک خریداری کی قلم ادا کرتے وقت جو کمیشن وصول کرتا ہے وہ جو نزہ ہے، کیونکہ یہ رقم بینک اور تاجر کے درمیان اس اجرت یا حق الخدمت کی طرہ پر جو دلال، تاجر کے کاروبار میں وصول کرتا ہے، بہت اس میں یہ شرط ہے کہ اس بات کا اطمینان کر لیا جائے کہ بینک کارڈ ہولڈر کی خریداریوں کی اس قسم کے لئے جو رقم وقتی طور پر اپنے پاس سے ادا کرتا ہے اور جس کی صورت کارڈ ہولڈر پر قرض دین کی ہوتی ہے اس کا معاوضہ بینک وصول نہ کرے اور اس کی مدت میں کمی بیشی کے لحاظ سے کمیشن میں کوئی کمی بیشی نہ کرے اور اس مہلت کی اجرت بھانڈا نکلے اس کو چپک کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ جس

مجلس کا کارڈ جاری کرنے والے بینک میں کریڈٹ اکاؤنٹ ہے اور جس کا ڈبیت اکاؤنٹ ہے کیا دونوں قسم کے کارڈ ہولڈروں سے کارڈ جاری کرنے والا بینک یکساں معاملہ کرتا ہے یا مختلف؟ (کریڈٹ کارڈ ۶۸)۔

فقہی مقامات میں ہے: ”بینک بائع اور مشتری کے درمیان واسطہ بھی بنتا ہے اور بحیثیت دلال یا وکیل کے بہت سے امور انجام دیتا ہے اور شرعا دلالی و وکالت پر جرت لینا جائز ہے لہذا ان امور کی ادائیگی میں بھی بینک کے لئے اپنے گاہک سے اجرت کا مطالبہ کرنا جائز ہے“ (فقہی مقامات ۲۹۸)۔

ج۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید گراہ اشیا کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی ہے اس پر وہ دلال کی عرصہ کمیشن لے سکتا ہے بشرطیکہ اس نے دونوں طرح کے معاملات میں یکساں کمیشن لیا ہو ایسے معاملہ میں جس میں بینک نے قرض کے طور پر اپنے پاس تہ جرؤ و ادائیگی کی اور جس معاملہ میں بینک نے کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ادائیگی کی ہے۔

البتہ کارڈ ہولڈر اپنے ذمہ واجب الادا رقم مدت معینہ کے اندر بینک کو نہ لوٹائے تو کارڈ جاری کرنے والے بینک کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس سے تاخیر کا کوئی جرمانہ یا کمیشن وصول کرے، کیونکہ یہ بہت اصل قرض پر اضافہ کی جاتی ہے جو کہ صریحاً حرام ہے (کریڈٹ کارڈ ۶۸)۔

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں شیخ عبد العزیز ابن عبد اللہ آل شیخ کا عجیب مثنوی محنت سعودی عرب کہتے ہیں: ”قرض مہیا کرنے والے کارڈ یعنی جب کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم ہو جتنی اس نے خریداری پر صرف کی اور کارڈ کے ذریعہ مال خرید تو اس نے وہی قرض لیا اور یہ ایسا قرض ہے جس پر منافع سودی جاہ ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ مدت مقررہ کے اندر امداد ایٹکی نہ کی، نہ یا مقررہ مدت سے زیادہ مال کارڈ پر حاصل کیا جاوے تو بینک والے سود لگاتے ہیں اور یہ سود بھی بلامعرب ہوتا ہے مثنوی تاخیر ادائیگی میں ہوئی، تو یہی سود بلامعرب ہوتا ہے گا اس طرح کا معامدہ درست نہیں ہے۔“

کوئی شرعی قباحت نظر نہیں آتی، لہذا اس کارڈ کا حصول اور مذکورہ بالا ضرورتوں میں اس کا استعمال از روئے شرع جائز ہونا چاہئے۔

۲- ڈیپٹ کارڈ

بینک اپنے کھاتہ داروں کو یہ کارڈ اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی کریں، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دوکان دار اس کارڈ کے واسطے سے اپنی مطلوبہ رقم کو اپنے کھاتے میں پہنچا دیتا ہے، دوسرے اس کارڈ کا حامل بوقت ضرورت اس سے رقم نکالتا ہے، اسی طرح بوقت ضرورت انٹرنیٹ کی مدد سے اپنی رقم اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرتا ہے، اس کارڈ کے ذریعہ بھی آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کرتا ہے اور اس کے استعمال کا کوئی معاوضہ الگ سے دینا نہیں پڑتا کہ یہ سود کے دائرہ میں آئے، بجز اس معمولی فیس کے جو کارڈ بنواتے وقت ادا کرنی پڑتی ہے، جس کا جواب آگے مذکور ہے، شرعی لحاظ سے اس میں بھی کوئی قباحت نظر نہیں آتی، اس لئے فیس دے کر اسے حاصل کرتا اور اس سے مذکور بالا فوائد حاصل کرنا شرعاً جائز ہونا چاہئے۔

۳- فیس کی حیثیت اور حکم

اگر ایسا دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے کچھ رقم بطور فیس دینی پڑتی ہے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت اور مضائقہ نہیں، اس فیس کی حیثیت ایسا ہی ہے جیسے راشن کارڈ، پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ بنوانے کے لئے فیس جمع کرنی پڑتی ہے جو سود کے نزدیک جائز ہے، دفتری امور کی انجام دہی کے لئے ایسے اداروں میں جو افریلا کام کرنے ہیں یہ فیس ان کی اجرت قرار دی جائے گی۔

۳- کریڈٹ کارڈ

اس کارڈ سے متعلق سوالنامہ میں یہ مذکور ہے کہ اس کے ذریعہ آدمی وہ چیزیں فراہم حاصل کرتا ہے جو ڈیپٹ کارڈ سے حاصل ہوتے ہیں، مگر اس نے ذریعہ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی، جو کہ ضرورت رقم نکالنا اور رقم کا اپنے کھاتے سے واپس لے کھاتے میں منتقل کرنا، اس کے علاوہ مزید ناکدہ ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے بینک میں رقم کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس سے بینک کے قومی سے اس کا ذریعہ خرید و فروخت بھی ہو سکتی ہے اور اس کے ذریعہ آدمی بینک سے قرض بھی حاصل کر سکتا ہے یا کسی کے کھاتے میں منتقل بھی کر سکتا ہے۔

اس لہٰذا دونوں کارڈ کے حصول کے لئے ایک مختصر رقم بطور ضمان کے واپس کرنی پڑتی ہے، اس کے علاوہ وقتی اضافی رقم نہیں دینی پڑتی ہے جبکہ کریڈٹ کارڈ کے حصول کے لئے شروع میں فیس ادا کرنی پڑتی ہے، پھر قرضوں کے ذریعہ بینک سے قرض پر ہے یا رقم دوسرے کے کھاتے میں منتقل کیا ہے تو پہلے ہی دن سے سود اس کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے اور جب وہ استعمال شدہ رقم کو جمع کرتا ہے تو اس کے ساتھ قرض سود کی رقم بھی واپس کرنی پڑتی ہے، معاملہ یہی ہے کہ غرض اس پر مبنی ہے کہ قرض کے سرغیر اضافی رقم ادا کرنی پڑتی ہے جو قرض سے خالی ہے اور مدد نہ ہوگی، "کل قرض جو مصلحتاً فہو رہا" (برود قرض جس سے نفع حاصل کیا جائے وہ سود بے گناہ کے تحت داخل ہے۔

اسی طرح اگر اس کارڈ کے ذریعہ کسی دکان سے ادھار خرید وری کی گئی تو بینک اس کی طرف سے نقد قیمت دکان دے گا واپس لے کر دکان کے قرض کارڈ والے کو اس کی پوری تفصیل فراہم کرتا ہے اور مطلوبہ رقم اس آدمی کو چند دنوں کے اندر واپس کرنی پڑتی ہے، ایسا نہ کرنے پر برصغیر شرح کے حساب سے مزید رقم (یعنی سود) کی ادائیگی اس پر لازم ہوتی ہے جس کو وہ آئندہ اس رقم کے ساتھ جمع کرے گا، یہ ظاہر ہے کہ معاملہ کی یہ دفعہ بھی قرض سود پر مبنی ہے، اگرچہ اس میں اس کا امکان ہے کہ امتیاز مدت کے اندر مطلوبہ رقم جمع کر دے، اور اس سود نہ دینا پڑے، لیکن

ضروری نہیں کہ وہ ایسا کرنے پر قادر ہو ہی جائے اور بروقت رقم مہیا نہ ہونے کی صورت میں سود کی ادائیگی لازم ہو جائے گی، اس لئے ایک مسلمان آدمی کے لئے ایسا کرنا اور سود کی شرط پر آپس میں کوئی معاملہ طے کرنا شریعت کی رو سے درست نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص عام نوعیت کے فائدے حاصل کرنے کے لئے اور وہ تینوں کام انجام دینے کے لئے جن کے لئے ذبیحہ کارڈ استعمال کیا جاتا ہے کریڈٹ کارڈ بنوانا چاہے جس کے لئے شروع میں معمولی فیس کے سوا کوئی اور اضافی رقم ادا نہیں کرنی پڑتی ہے، اور اس کارڈ کے ذریعہ بینک سے ادھار رقم حاصل کرنا یا دوسرے کے کھاتے میں منتقل کرنا مقصود نہ ہو جس کے لئے سود دینا پڑتا ہے اور نہ اس کے ذریعہ مارکیٹ سے ادھار خریدا رنی کارادہ ہو جس میں سود میں مبتلا ہونے کا قوی امکان رہتا ہے تو بھی اس کارڈ کے بنوانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے کہ یہ سب کام تو ذبیحہ کارڈ کے ذریعہ انجام پائی جاتے ہیں، جس میں سود کی قباحت نہیں ہے، تو پھر اسے چھوڑ کر اسی مقصد کی خاطر کریڈٹ کارڈ کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے جو سود سے خالی نہیں ہے یا جس میں سود میں مبتلا ہونے کا خطرہ موجود ہے، اس لئے سود ذریعہ کے طور پر بھی اسے ناجائز ہونا چاہئے۔

اسے نی ایم، ڈیٹ اور کریڈٹ کارڈ - مختصر شرعی جائزہ

مفتی سید امجد علی رحمہ اللہ

آج پوری اسلامی و غیر اسلامی دنیا میں بینکنگ نظام قائم ہے، اور یہ انسان کے لئے ایک ضرورت بن گیا ہے، غریب سے غریب افراد کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے، دنیا میں بہت کم تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کو بینک سے کوئی واسطہ نہ چلتا ہو۔

بینکوں میں عوام کے ہجوم کو کم کرنے اور ذرائع مواصلات کی تیز رفتار ترقی سے فائدہ اٹھانے ہوئے بینکنگ نے عوام کو بہت فراہم کرنے اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کی خاطر مختلف کارڈ جاری کئے ہیں تاکہ عوام کے لئے سہولتوں کی طرح ہر جگہ رقم حاصل کرنا اور تجارتی مقاصد کی خاطر دوسرے بینک رقم منتقل کرنا آسان ہو جائے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کل بینکنگ نظام سود میں الجھا ہوا ہے، ایک مسلمان کے لئے سود کا لین دین اصلاً جائز نہیں ہے، جہاں تک ہو سکے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اسی پس منظر میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف نوٹ، کے کارڈز کا شرعی حکم و ریالت کرنے کی کوشش کی گئی۔

ATM کارڈ کا حکم

ATM کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس ذریعہ سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شہر، ملک یا ملک سے باہر کہیں بھی موجود ATM مکین سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم نقد حاصل

کریکس، اور ان کو نقد رقم (Cash) حاصل کرنے کے لئے بینک جانے کی ضرورت نہ ہو، اس کارڈ سے آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی نکال سکتا ہے، اس سہولت سے فائدہ اٹھانے پر بینک کو کوئی معاوضہ ادا نہیں کرنا پڑتا ہے، البتہ کارڈ کے اجراء اور تجدید (Issue and Renewal) کے وقت مقرر فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔

اس کارڈ کا حکم وہی ہوگا جو بینک میں رقم جمع کرنے کا حکم ہے کہ بینک میں رقم جمع کرنا اصلاً مکروہ ہے، مگر روپے کی حفاظت کے لئے بینک میں رقم جمع کرنے کی اجازت ہے، جب کہ ATM کارڈ سے روپے کی حفاظت زیادہ ہوتی ہے، بس اور ریل کے سفر وغیرہ میں چور اور جیب کٹروں سے حفاظت ہوتی ہے، جب کہ مال کی محافظت شریعت کے مقاصد فساد میں سے ایک مقصد ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ کا حکم

یہ کارڈ بھی اسے فی ایم کارڈ کی طرح قابل استعمال ہے، البتہ اس میں دو ہفتے زیادہ ہیں، جو اسے فی ایم کارڈ میں نہیں ہیں:

۱- اس کارڈ کے ذریعہ خریداری کے بعد دوکان دار مطلوبہ رقم اپنے اکاؤنٹ میں

پہنچا جاتا ہے۔

۲- اپنے کھاتے سے دوسرے کے کھاتے (Account) میں رقم منتقل کرنا۔

ATM کارڈ کی طرح اس کارڈ سے بھی استفادہ ان لوگوں کے لئے جائز ہوگا، جن کو اس کی خاص ضرورت پیش آتی ہو، جیسے تجارت پیشہ حضرات، جن کے لئے زیادہ مقدار میں نقد رقم لے کر ادھر ادھر جانے میں جان و مال کا خطرہ رہتا ہے، جان (نفس) اور مال کی حفاظت شریعت کے مقاصد میں داخل ہے۔

اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کی حیثیت یہ ہے کہ خریدار اسے ادھار قیمت پر خریدتا

ہے اور رقم کی ادائیگی اپنے آپ (بینک) کے ذریعہ کرتا ہے، خریدار کی رقم بینک میں جمع ہوتی ہے، جب خریدار نقد رقم کے بجائے Debit Card کارڈ کے حوالہ کرتا ہے تو کارڈ کارڈ میں کارڈ کو EDC (Electronic Data Computer) سے لگا رہتا ہے، کارڈ کارڈ صحیح ہے اور خریدار کے کھاتے میں رہنے موجود ہیں تو اس میں متعلقہ تفصیل پیچہپ جاتی ہے اور ۴۸ سے ۷۲ گھنٹے کے اندر کارڈ کارڈ کے اکاؤنٹ میں رقم جمع ہو جاتی ہے دو کامت کے باوجود اس میں امام ابو الحسن رحمہ اللہ فرمائی گئی ہیں:

"کل عقد جاز أن يعقد الإنسان بنفسه جزء أن يوكله غيره"
 (اللہ ہی کا) (برود معاملہ جو آدمی کے لئے بذات خود کرے یا نہیں اس معاملہ میں دوسرے کو وکیل بنانا جائز ہے)۔

۳۔ فیس کا تقیم

بینک کارڈ جاری کرتے وقت اس کی تجدید (Renewal) کے وقت اور کارڈ رقم بدہ دینے کے بعد دوسرا کارڈ جاری کرتے وقت فیس وصول کرتا ہے۔ یہ فیس چونکہ کارڈ پر آنے والے اخراجات اور خدمات کے عوض لی جاتی ہے اس لئے یہ فیس جتنا بڑا ہوگا۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ

Credit Card سے دو تمام کامتے حاصل ہوتے ہیں جو ATM اور Debit کارڈ سے حاصل ہوتے ہیں، لیکن یہ کارڈ کارڈ دونوں کارڈوں سے قین نیثیت سے ممتاز ہے:
 ۱۔ اس کارڈ کا حامل (Card Holder) بینک میں موجود اپنی رقم سے زیادہ بھی استعمال کر سکتا ہے۔

۲۔ اس کارڈ کے ذریعہ نقد رقم نکالنے یا کسی کے کھانے میں نقصان کرنے پر اخراجات ٹھہرے رقم کے علاوہ مزید آئیہ رقم ادا ہوتی ہے۔

۳- کارڈ کے ذریعہ ادھار خریداری پر مطلوبہ رقم پندرہ دنوں کے اندر بینک کو ادا کرنی ہوتی ہے، ایسا نہ کرنے پر پوسٹل شرح کے حساب سے مزید رقم لازم ہوتی ہے۔

الف: فیس کی حیثیت

کارڈ جاری کرتے وقت یا اس کی قہریدہ کے وقت بینک جو فیس وصول کرتا ہے، اس کی حیثیت مردہ پارچ (Service Charge) کی ہے، جو بینک کو کارڈ جاری کرنے کے سلسلہ میں کرنی پڑتی ہے، قرض سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس لئے یہ جائز ہوگا۔

ب- مزید رقم کی حیثیت

کریڈٹ کارڈ سے نقد رقم ٹانے کی صورت میں جو مزید رقم کارڈ ہولڈر کے ذمہ لازم ہوتی ہے، وہ دراصل سودی ہے:

’وَأَخْلَى اللَّهُ الْبَيْعَ وَخَرَّمَ الزَّيْوَ“ (سورہ بقرہ: ۲۷۵) (اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام)۔

’رَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَهَا لِهَذَا فِي أَفْوَالِ النَّاسِ فَلَا يُؤْتُوا عِبْدَ اللَّهِ“ (روم: ۳۹)
(جو سود فروخت ہو، تاکہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا ہے)۔

ج- ادھار رقم کا سود

لے لے کرڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی ہے، اس رقم کی ادائیگی مفروضہ وقت تک نہ کرنے میں جو مزید رقم بینک وصول کرتا ہے، اس کی حیثیت بھی سود ہی کی ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

”لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْلَ الرِّبَا، وَمُوكَلَّهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَهُ، وَفَالَ
 هُمْ سَوَاءٌ“ (مسلم ۲۰۶۲، اب ۲، کتاب النکاح ۱۸۱۷) (اللہ کے رسول ﷺ نے سود کھانے
 والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور
 فرمایا ہے کہ گناہ میں وہ سب برابر کے شریک ہیں)۔

اس لئے کریڈٹ کارڈ کا استعمال کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ اس کارڈ کا استعمال نقد رقم
 نکالنے کے لئے نہ کریں، اور اس کارڈ کے ذریعہ قرض لینے کے بعد مقررہ مدت تک بینک و قرض
 ادارہ میں، تاکہ مدت گزرنے کے بعد سود دینے سے بچ سکیں۔

حاصل بحث

- ۱۔ ضرورت مند لوگوں کے لئے ATM کارڈ کا استعمال جائز ہے۔
- ۲۔ ڈیبٹ کارڈ کا استعمال بھی ضرورت مندوں کے لئے جائز ہے، اور اس کارڈ کے
 ذریعہ خریداری ادھار خریداری کے حکم میں ہے، جس میں خریدار کا وکیل (بینک) ضمن ادا کرتا ہے۔
- ۳۔ ان دونوں کارڈ کے حصول کے لئے فیس ادا کرنا جائز ہے۔
- ۴۔ الف: کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے کے لئے فیس کی حیثیت سروس چارج کی
 ہے، قرض سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔
 ب۔ اگر کارڈ کے ذریعہ قرض نکالتے پر مزید رقم جو بینک ادا کرتی ہوتی ہے، اس کی
 حیثیت سود کی ہے۔
- ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ قرض کی رقم لینے کے بعد مقررہ مدت تک اگر رقم بینک ادا نہ کی
 گئی تو مدت گزر جائے، کے بعد جزا نقد رقم ادا کرتی ہوتی ہے، اس کی حیثیت سود کی ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - چند شرعی وضاحتیں

مفتی جنید عالم ندوی قادیانی

اسے فی ایم کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو جاری کرتا ہے، اور اس کارڈ کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کسی بھی شہر میں موجود اسے فی ایم نظام سے اپنی جمع کردہ رقم حاصل کر سکتا ہے۔ اس کارڈ کے بنوانے اور بینک سے اس طرح کا معاملہ کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس وقت راستے پر خطر ہوتے ہیں، اپنی رقم کو محفوظ طریقے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، بعض دفعہ رقم کے ماتحت جان بھی چلی جاتی ہے، تو رقم سماتنے والا شخص سوچتا ہے کہ رقم کو منتقل کرنے کا سب سے محفوظ طریقہ بینک ہے، جس کے لئے وہ کارڈ بنواتا ہے، یہ درحقیقت انسانی ضرورت بن چکا ہے، نہ تو وہ وہ کارڈ بنوانے میں کوئی فیس لگتی ہے اور نہ ہی مزید کوئی رقم دینی پڑتی ہے، اس طرح کارڈ بنوا کر اپنی رقم محفوظ طریقہ پر دوسری جگہ منتقل کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں میرا خیال یہ ہے۔ یہ کارڈ درحقیقت جمع کردہ رقم کا وثیقہ ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی رقم حاصل کر سکتا ہے، اس شرعی کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی ہے، اس کی حکیمانہ تعبیر فقہ میں ملتی ہے، علامہ سرخسی نے اپنی شاہ و آفاق کتاب ”المسوط“ میں عبد اللہ بن زبیر کے عمل کو نقل کیا ہے کہ وہ مکہ میں تاجروں سے پیسے لیا کرتے تھے اور نوڈ و بھرو میں واپس کرنے کا وثیقہ لکھ دیا کرتے تھے، عبد اللہ بن عباس سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی (۱) (مجموع المسوط ص ۳۰۷)۔

کتبہ قدس مستحق کی بحث آئی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی وقرض دے

تا کہ وہ دوسرے شہر میں قرض خود اسی کو یا اسی کے کسی دوست کو ادا کر دے۔ اس کے شرعی حکم کے سلسلہ میں فقہاء یہ صراحت کرتے ہیں کہ اگر قرض دیتے وقت دوسرے شہر میں واپسی کی شرط لگا دے تو یہ "مکلی قروض جو نفعا" کے تحت مکروہ ہوگا، کیونکہ راستہ کے خطرات سے محفوظ رہنے کا فائدہ انحصاراً ہے اور اگر اس طرح کی شرط نہ لگائے تو بلا کراہت جائز ہوگا، مگر وہ کارڈ درحقیقت سلفہ کی اس صورت میں داخل ہے جو بلا کراہت جائز ہے، کیونکہ اس میں دوسرے شہر میں واپسی کی شرط نہیں ہوتی ہے، رقم جمع کرنے والے کو اختیار ہوتا ہے وہ جہاں چاہے اس نظام کے تحت اپنی رقم نکالے۔

نیز یہ انسانی ضرورت بھی ہے، اس لئے "الضروریات مباح المظاہرات" ، "الضروریات" ، "المصلحة تعطل التہیہ" اور اس طرح کے دیگر اصول کے پیش نظر اس کے جواز میں کوئی کام نہیں۔

ڈیٹ کارڈ سے استفادہ اور خرید و فروخت کا حکم

دوسرا کارڈ ڈیٹ کارڈ کہلاتا ہے، اس میں 'نا کارڈ ہولڈر' صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی سے فائدہ اٹھاتا ہے، اور زائد رقم نہ تو دینی پڑتی ہے اور نہ ہی ملتی ہے، یہ کارڈ بھی اپنی جمع کردہ رقم کا وثیقہ ہوتا ہے، البتہ اس سے فائدہ اٹھانے کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

۱- ضرورت پڑنے پر اپنی رقم نکالی جائے۔

۲- اپنی رقم دوسرے کے کھاتے میں منتقل کی جائے۔

۳- اس کارڈ کے ذریعہ اشیاء کی خرید و فروخت ہو، اس کے بعد دکاندار کے کھاتے میں قیمت منتقل کرادیں جائے، پہلی صورت کا وہی حکم ہے، اسے فی ایس کا بیان کیا گیا ہے، یعنی بلا کراہت جائز اور درست ہے اور اس کے دلائل بھی وہی ہیں جو اسے فی ایم کے ذیل میں ذکر کیے گئے ہیں۔

دوسری صورت بھی جائز و درست ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی کو اپنی رقم دے کر اس کو وکیل بنادے کہ میری یہ رقم فلان کو پہنچا دو، ظاہر ہے کہ یہ جائز و درست ہے، مذکورہ صورت میں بینک کارڈ ہولڈر کا وکیل ہوگا جو کارڈ ہولڈر کی رقم دوسرے تک پہنچا رہا ہے، خالی نہیں ہے:

"قال الموكمل عند هذا الالف يا فلان واقعه الى فلان فايهما ففسي جاز لياس واستحسانا" (خانگی پاشا انگریزی الہدیہ ۵/۲۹۹)۔

تیسری صورت وکالت کی بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور حوالہ کی بھی ہو سکتی ہے اور قرب الی اللہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت حوالہ کی ہو، جس لئے کہ حوالہ میں مقروض اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے ذمہ کر دیتا ہے خواہ مقروض کی کوئی رقم پہلے سے اس شخص کے پاس ہو یا نہ ہو، اور کتب فقہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ اگر محکم (قرض حوالہ کرنے والے مقروض) بحال علیہ (جس کے حوالہ قرض کی ادائیگی کی گئی ہو) اور عاں (صاحب دین) تینوں راضی ہوں تو مقدر حوالہ درست ہوگا، مذکورہ صورت میں تینوں راضی ہوتے ہیں، لہذا یہ معاملہ درست ہوگا (دیکھئے: جلد ۱ ص ۱۵۶)۔

۳- کارڈ بنوانے کے لئے فیس کی ادائیگی کا حکم

نمود کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ فیس درحقیقت محنت و عمل کی اجرت ہے، نیز کارڈ ہولڈر کو یہ بات دینے اور ان کی خدمت کرنے کا معاوضہ ہے اور کسی محنت کی اجرت لیرا دینا یا کسی کی بھرتہ خدمات پر معاوضہ لینا جائز و درست ہے: جیسا کہ پاسپورٹ بنوانے کی اجرت، دلالی کی اجرت، ویزا حاصل کرنے کی اجرت اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے مسائل ہیں جن میں محنت کی اجرت لینا جائز و درست ہے، لہذا مذکورہ صورت میں بھی کارڈ بنوانے کی فیس دینا جائز و درست ہوگا۔

بینک میں رائج مختلف کارڈوں کا حکم

مولانا خورشید انور اعظمی

آج کے دور ترقی میں تجارت کا دائرہ کافی وسیع ہو چکا ہے، دور دراز شہروں اور ملکوں میں جانا اور وہاں تجارت کرنا ایک عام قیامت ہو گئی ہے، ایسے میں سب سے بڑا مسئلہ رقم کی منتقلی کا ہے، کہ تاہم جہاں چاہے محفوظ طریقہ پر حسب ضرورت مطلوب رقم حاصل کر کے افسران کے ساتھ تجارت کر سکے۔

بینک نے اس صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے بین و بین کی مختلف صورتیں نکالیں، اور کئی طرح کے ادا جادی کئے، تاکہ دوسرے شہروں اور ملکوں میں بھی رقم کی منتقلی آسانی کے ساتھ ہو سکے، اور دانتے کے خطرات کی ابھمن بھی نہ رہے۔

لیکن بینک کی فراہم کردہ سہولیات سے فائدہ اٹھانے سے قبل ضروری ہے کہ اس کی شرعی حیثیت متعین کر لی جائے، اس لئے کہ بینک کا عمومی نظام سود پر مبنی ہے اور شریعت مطہرہ نے سود کو حرام قرار دیا ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے سود سے علق رکھنے والے تمام افراد پر لعنت فرمائی ہے:

”عن رسول اللہ ﷺ آکل الربوا وموكله، وشايعه وكتابه“ (سنن ابن ماجہ)

کتاب فقہ ۱۔

۱- اے فی ایم کارڈ کا شرعی حکم

یہ کارڈ بینک اپنے खाते داروں کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شہر یا ملک یا کسی دوسری جگہ کہیں بھی موجود اے فی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کر سکیں۔

اس کارڈ کے ذریعہ آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے، اور اس کو حاصل کر سکتا ہے، اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کارڈ سے فائدہ اٹھانا از روئے شریعت درست ہوگا، اس وجہ سے کہ بینک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے وہ بطور قرض ہوتی ہے، جمع کرنے والا جب چاہتا ہے، بینک سے نکال لیتا ہے، اور قرض کے سلسلے میں یہ بات بہ صراحت موجود ہے کہ نفع کی شرط کے بغیر قرض دیا اور لینا درست ہے، ممانعت قرض مشروط کی صورت میں ہے۔

رد المحتار میں ہے:

”کل فرد من جبر یفعا حراماً ای ادا کاں مشروطاً“ (رد المحتار، ۲/۳۵۵)۔

معنی میں ہے:

”کل فرد من شرط فہ ان یوہذ فہو حرام ہلا خلاف“ (الفتاویٰ، ۲/۳۶۰)۔

آج جبکہ عاری رقم لے کر دور دراز مقامات کا سفر کرتا بہت تشویشناک امر ہے، اور ہر لمحہ اندیشہ رہتا ہے کہ مال کے ساتھ کہیں جان بھی نہ توانی پڑے، اس صورت حال میں اس کارڈ سے استفادہ مند رہنا مستحسن ہوگا۔

۲- ڈیبٹ کارڈ

یہ کارڈ بینک اپنے खाते داروں کے لئے جاری کرتا ہے اور اس کے استعمال کا بھی کسی طرح کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کرنا پڑتا، سوائے اس فیس کے جو کارڈ دے بنوانے کے لئے

دی جو سب اس کے ذریعہ بھی آدی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

اہلیت آدی اس کارڈ کے ذریعہ جن قسم کے فائدے حاصل ہو رہا ہے:

۱۔ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی۔

۲۔ ضرورت پر رقم کا مالک۔

۳۔ ضرورت پر رقم کا اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا۔

اس کارڈ کے استعمال میں بھی کوئی قیادت نہیں معلوم ہوتی، اس لئے کہ قرض دینے والا اپنی جمع کردہ رقم سے کسی نفع کی شرط کے بغیر، بوقت ضرورت استفادہ کرتا ہے۔ باقی رقمیں تو یہ کارڈ اور اس کے ذریعے کے عوض میں ہے، یہاں مسئلے کے حساب و کتاب کی اجرت کے طور پر ہے۔

۳۔ کارڈ کے لئے قیمتیں دینے کا مسئلہ

اسے فی ایچ کارڈ اور ڈیٹ کارڈ کے حصوں کے مسئلے میں جو رقم بنور فیس دی جاتی ہے، اس کا بخیر دست ہے، اس لئے کہ یہ فیس کارڈ، اس کی عنوان، رقم، کاغذ اور دیگر اخراجات کے عوض میں ہے، نیز اسے اس سے متعلق رجسٹر وغیرہ درست رکھنے کی اجرت بھی قرار دی جاسکتی ہے۔
درجہ بالا میں ہے:

”بسمحق القاضی الاجر علی کتب الموثائق أو المحاضر أو المسجلات
فلو ما یجوز له جرہ کالمعنی“ (۱۲، ۹، ۳۹)۔

کریڈٹ کارڈ

کریڈٹ کارڈ کی صورت میں یہ ہوتی ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے وہ رقم جس رقم کا موجود و نام ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کارڈ کو جاری کرنے والے نے جس وقت ضرورت مند

آدمی کے حالات معلوم کر کے اس کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے، پھر اسی حیثیت کا کارڈ جاری کرتا ہے، اور اسی کارڈ کی بنیاد پر حامل کارڈ کو رقم فراہم کرتا ہے، پھر اس کارڈ کے اجراء استعمال اور تجدید کی فیس لیتا ہے۔

الف۔ باوجودیکہ اس کارڈ کے ذریعہ ادھار خرید و فروخت ہوتی ہے، پھر بھی اس کے حصول کے لئے فیس دینا درست ہوگا، اس وجہ سے کہ بینک حامل کارڈ کا تکفل ہے کہ دوسرے شہروں میں یا خرید و فروخت کے موقع پر رقم فراہم کرے، اس سلسلے میں بہت سے اخراجات ہوتے ہیں، بینک انہی اخراجات کے عوض میں فیس کی رقم وصول کرنے کا مجاز ہوگا۔

ب۔ اس کارڈ میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید رقم جمع کرنی ہوتی ہے، جو شرعاً درست نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں قرض کے ساتھ نفع کی شرط لگا دی گئی ہے جو از روئے شرع ناجائز ہے۔

ج۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کارڈ کے ذریعہ کچھ چیزیں خریدنی پڑتی ہیں، اور بینک ان کی قیمت ادا کرتا ہے، مگر جب بینک کو وہ رقم ادا کرنی ہوتی ہے تو اس کی دوسورت ہوتی ہے: اگر رقم کی ادائیگی مدت مقررہ کے اندر ہو تو بینک کی ادا کردہ رقم کے بقدر ہی ادا کرنی ہوتی ہے، اور اگر اس کی ادائیگی مدت کے بعد ہو تو اس کے ساتھ مزید رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مزید رقم کی ادائیگی کی صورت بھی شرعاً درست نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں قرض مشروط پایا جا رہا ہے، جو ممنوع ہے۔

د۔ یہی مدت مقررہ کے اندر رقم ادا کرنے کی صورت تو وہ بظاہر درست ہے۔

المحررات فقہی میں ہے:

”تعليق القرض حرام. الشرط لا يلزم“ (المحررات فقہی، ۱۶/۳)۔

لیکن اس سے بھی حتی الامکان بچنے کی ضرورت ہے، اس وجہ سے کہ آدمی عموماً قرض کی ادائیگی مقررہ مدت کے اندر نہیں کر پاتا، اور سود کی لعنت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس طرح کی صورت حال کو بہت واضح انداز سے بیان فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

”إن عامة المقترحين بهذا النوع هم المغاليس المضطرون وكثيرا ما لا يجدون الوفاء عند الأجل فومر أصعالا مضاعفة لا يمكن التخلص منه أبدا وهو مظنة لمناقشات عظيمة وخضومات مستطيرة“ (حجۃ اللہ بالغہ ۲/۱۰۶)۔

بینک کے اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

مولانا محمد نعمت اللہ قادری

۱۔ بینک میں جمع کردہ رقم کی حیثیت قرض کی ہے امانت کی نہیں، اس لئے کہ بعینہ وہ رقم جمع کرنے والے کو واپس نہیں کی جاتی ہے اور قرض سے کسی قسم کا استفادہ سود ہے اور سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، جو شوخا اور دالانہ دونوں کی طے سے قطعی ہے۔

استفادہ کی ایک صورت تو یہ ہے کہ کھلا، وزنا، عدداً قرض سے زیادہ وصول کیا جائے، یہ تو حرام ہے ہی، دوسری صورت یہ ہے کہ صرف وصفاً قرض سے زیادہ وصول کیا جائے، یا ایسی چیز قرض سے زیادہ وصول کی جائے جس کا تعلق بھلاہ قرض سے نہ ہو۔

وصفاً زیادہ وصول کرنے کی مثال یہ ہے کہ قرض کی واپسی میں جو دت اور مدنی کی شرط کر لی جائے کہ جو مال دیا ہے وہی مال، لیکن اس سے مد، مال لوں گا، یا یہ کہ قرض تو دیا ایک شہر میں اور وصول کرنے کی شرط لگایا دوسرے شہر میں، جسے فقہاء ان اصطلاحات میں ”سلجہ“ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی وصفاً زیادہ وصول کرنے کی مثال ہے کہ خطر طریق سے حفاظت کی شرط اس میں پائی جاتی ہے۔ غیر متعلق ہی زیادہ وصول کرنے کی شرط کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کہا جائے قرض دے رہا ہوں اس شرط پر کہ تم میری دعوت کرو، یا تمہارے مکان میں ایک ماہ میں رہوں گا وغیرہ۔

ان تمام صورتوں میں اگر شرط کے بغیر وصف یا غیر متعلق ہی کی زیادتی مقرض کو حاصل ہو رہی ہے تو وہ اس کے لئے جائز ہے، لیکن اگر بطور شرط زیادتیاں قرض دینے والے کو حاصل

ہوری ہیں تو وہ اس کے لئے جائز نہیں ہیں، حرام ہیں، مگر چہ بعض فقہاء کرام نے ان کے اوپر کراہت کا اطلاق کیا ہے، لیکن ان کی مراد بھی تحریم ہی ہے ان تمام نصیحتات کے لئے، یکے کے بعد دوسرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ قَضَىٰ قَرْضًا مِّنْ غَيْرِ هَذِهِ الثَّلَاثِ (۱۳۰۳)۔"

لیکن اگر قرض سے استفادہ نہ ہو بلکہ استفادہ کے لئے ملاحدہ سے اجرت ادا کی جائے، تو یہ صورت جائز ہے، جیسا کہ مئی آرڈر والے مسئلہ میں حضرت قاضی نے ۱۳۲۰ھ اور ۱۳۳۱ھ کے فتوے میں حرمت طلوع کی وجہ سے مئی آرڈر کو ناجائز تحریر فرمایا تھا، لیکن پھر ۱۳۳۲ھ کے فتویٰ میں مئی آرڈر فیس کو رد کیا گیا وغیرہ کی اجرت قرار دے کر مئی آرڈر کو ناجائز تحریر فرمایا، لیکن: (۱۳۳۲ھ تا ۱۳۴۲ھ)۔

پس اگر بینک میں غیر سودی قرض جمع ہو اور اسے دوسرے شہر یا ملک میں اجرت دے کر منتقل کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

۲- اس عاجز کے خیال میں بینک میں رقم جمع کرانا اعانت علی المصیبة نہیں ہے، اس لئے کہ بینک سے دوسروں کو سود پر قرض دیا جاتا ہے تو یہ بینک کا اپنا فعل ہے، رقم جمع کرنے والا اس کا باعث اور محرک نہیں ہے، پس بینک کے غیر سودی اکاؤنٹ میں بغرض حفاظت اپنی رقم جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں سودی اکاؤنٹ میں بلا وجہ رقم جمع کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۳- تیسرا بات یہ کہ ہر شخص کے لئے اتنا مال کہ اس کا ضیاع اس کے لئے جان لیوا صدمہ کا باعث ہو، اس کی حفاظت اس کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا جان کی حفاظت اس کے لئے ضروری ہے، اور غالباً اس صدمہ پاک کے اندر جس میں مال کی حفاظت کی خاطر قتال کی اجازت دی گئی ہے، اس سے مراد ہر شخص کے لئے اسی قدر مال ہے جس کا ضیاع اس کے لئے جان لیوا صدمہ کا باعث ہو، پس جان کی طرف اتنے مال کی حفاظت میں بھی محرمات شرعیہ قطعاً تک سے ارتکاب کی اجازت دی گئی اور یہ تو ظاہر ہے کہ شخص کے تفاوت سے اتنے مال کی مقدار میں بھی تفاوت ہو گا اور فوراً کرنے سے یہ بھی درحقیقت اضطراب فی النفس ہی نہ ایک صورت ہے، بادی النظر میں اضطراب فی النفس ہے عزت و آبرو کے حق میں بھی اضطراب سے تعلق سے یہی تفصیل ہوگی۔

۴۔ چوتھی بات یہ کہ اگر عزت و آبرو اور مال کا ضیاع اس حد تک ہو کہ وہ قابل قتل ہو۔ اس سے نفس کا ضیاع لازم نہ آتا ہو، البتہ انسان اگر پریشانی سے دوچار ہو جاتا ہو تو یہ عزت و آبرو اور مال کے حق میں حاجت کی صورت ہوئی اور یہ بھی درحقیقت نتیجہ کے لحاظ سے حاجت فی انفس ہی کی ایک صورت ہے۔

۵۔ پانچویں بات یہ ہے کہ عاجز اپنی محدود معلومات کی روشنی میں سمجھتا ہے کہ محرمات شریعہ قطعاً جوڑ ہونا اور دلائل و دھنوں لحاظ سے قطعی ہوں، ان کے ارتکاب کی اجازت صرف اضطرار کی حالت میں ہوگی، خواہ وہ نفس کا اضطراب ہو یا مال کا یا عزت و آبرو کا، اضطراب سے کہہ دیجئے کہ مجبوری میں خواہ اس کا نام ضرورت رکھیں یا حاجت، محرمات شریعہ قطعاً کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہوگی، خواہ یہ محرمات شریعہ قطعاً ممنوع لہذا نہ ہوں یا غیر۔

فقہاء کرام نے جن صورتوں میں اضطراب سے مہرہ کی صورت میں محرمات شریعہ کے ارتکاب کی اجازت دی ہے، ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو تمام محرمات و دین جن کا ثبوت دلائل سے ہے، جنہیں آپ مہرہ و قہری کہہ سکتے ہیں۔

۱۔ بیع کی تعریف، بیع کے شرائط، بیع کا صحیح، کفایت کے شرائط، اجارہ کی تعریف، اجارہ کے شرائط، اس طرح کی جتنی چیزیں ہیں ان سب کا ثبوت ایسے دلائل سے ہیں جن میں غلبہ یا قہر ثبوت میں ہے یا دلائل میں۔ ۲۔ ہاں اگر شریعت میں قہر کا وہ مسائل اور معاملات ایسے ملتے ہیں جو عام اصول و قواعد کے خلاف ہیں اور بدیہاً حاجت ان کی اجازت دینی تھی تو یہ درحقیقت حاجت کی بناء پر دلائل غلبہ سے ثابت شدہ امر میں رفعت و اجازت ہے، نہ کہ دلائل غلبہ سے ثابت شدہ امر ہیں۔

ہاں! بیع بالوفاء، استقراض بالرجوع، قمار، شرف سے مراد، اس طرح کے دو چار جزئیات سے البتہ شامل ہوتا ہے، لیکن اولاً اس طرح کے جزئیات میں اس امر کی تفتیش نہ کریں گے کہ فقہاء کرام سے جو اجابت معصرت ہے، وہ درحقیقت اضطراب کی حالت میں ہے یا اس سے

درج کی حالت میں بھی اجازت یہ جزایات متعلق طلبا ہیں یا مختلف فیہا۔ ان امور کی تفسیح کے بغیر ان جیسے جزایات کو سامنے رکھ کر یہ اصول بنالینا کہ "اضطرار سے تم درج کی ضرورت میں بھی ممنوع وغیرہ کے احکام کی اجازت ہے، خواہ اس کی ممانعت دلائل قطعیہ حق سے نکلوں نہ ثابت ہو، میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔ پھر تاویلی بالآخر میں تو نہ صرف ممنوع وغیرہ بلکہ ممنوع لذات کا بھی احکام ہوتا ہے جو کل نظر اصول کی روشنی میں بھی واضطرار کے بغیر صحیح نہیں ہوتا پابے۔ پس یہ اور ان جیسے دوسرے جزایات کی مکمل تفسیح ضروری ہے۔

دینی یہ بات کہ حاجت بھی ضرورت کا درجہ اختیار کر لیتا ہے تو اس کا اثر بھی مطلب ہے کہ ضرورت سے مراد اضطرار ہے، نہ طرح حاجت بھی اضطرار کا درجہ اختیار کر لیتا ہے تو پھر اگر وہ غیر ملکی ہو حاجت سے درجہ میں ہے اور اگر ملکی جو اضطرار کے درجہ میں ہے، یہاں بھی کراہ طبعی کو اگر وہ ملکی کے درجہ میں اتار کر، اگر وہ غیر ملکی کی صورت میں بھی اکل معہ، اکل لحم خزیہ شرب، غیر شرب دم وغیرہ کی اجازت ہونی چاہئے تھی، جب فقہاء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ کراہ طبعی ملکی کی ضرورت میں ان امور کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

ان چند تسمیوں اور اصولی نکتوں کے بعد ترتیباً رسولوں نے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں:

۱۔ اے نبی! ہم کا راز سے استفادہ اور دشمنوں کے ساتھ جاننا ہے:

الف۔ غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم جمع کی گئی ہو۔

ب۔ دوسرے شہریاں دوسرے ملک میں رقم چھپانے کی اجازت اور دینی جوئے، تاکہ متعلقہ خطہ طرفی جو ایک قسم کا استغناء ہے محض قرض کی وجہ سے نہ ہو، دوسرے شہریاں ملک میں قرض وصول کرنا چاہتے ہیں، جو کا تحصیل کے لئے تمہیداً شق ۱، ۲۱۲ احضہ فرمائیں۔

۲۔ ذیبت کا راز سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خیر یا فسادت وغیرہ جاننا ہے۔

۳۔ اس فیس کو ہم دوسرے شہریاں دوسرے ملک میں رقم منتقل کرنے کی اجازت قرار

دین گئے، اس لئے وہ فیس نہ صرف یہ کہ بازا ہے، بلکہ دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں رقم منتقل کرنے کے جواز کے لئے لازم ہے۔

۳۔ کرڈٹ کارڈ کی حیثیت سند کی ہے، اور اس کا استعمال نقد رقم کا ہے یا دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرنے کے لئے کیا گیا ہے، تو اس کی حیثیت قرض سے حصول کے لئے سند کی ہے اور اگر اس کا استعمال مال کی خریداری کے لئے کیا گیا ہے تو اس کی حیثیت حوالہ کے لئے سند کی ہوگی، یعنی کارڈ کے مالک نے کسی تاجر سے "حارر مال خرید" جس کے نتیجہ میں وہ تاجر کا مقرض بن گیا، اب اس قرض کی "اسٹی کاؤمر بینک" نے لیا جس کے لئے ثبوت اور سند یہ کارڈ ہے، یہ گفتگو تو اس کارڈ کی حیثیت سے متعلق ہوئی۔

اب سوالوں کے پیش کا جواب ملاحظہ ہو:

الف۔ جیسا کہ اسے فی ایمر کارڈ اور ڈبٹ کارڈ سے متعلق تحریر کیا گیا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں رقم منتقل کرنے کے لئے ماحول سے اجرت (اگر ضروری ہے، اجرت) اس کے بغیر یہ استفادہ بازا نہیں ہے، اور نہ "مکمل طور پر حلال" لہذا دہا" کے ذیل میں "کرڈ بازا ہو جائے گا اور کارڈ کی فیس کو ہم اجرت قرار دے سکتے ہیں، اس میں کوئی مانع شرعی نہیں ہے، اسی طرح ہم یہاں کارڈ کی فیس کو اس قرض کے منتقل کرنے کی اجرت قرار دے سکتے ہیں، جو قرض نقد کی صورت میں یا مکان کے قرض کی صورت میں کرڈٹ کارڈ کے مالک کو حاصل ہوا۔

ب۔ ج۔ کارڈ کا استعمال خواہ نقد رقم نکالنے کے لئے یا نہ ہو یا رقم دوسرے کے کھاتے میں منتقل کرنے کے لئے، یا خریداری کے لئے بہر صورت، اصل رقم سے جو اضافہ رقم "اف" جائے گی وہ سود ہے اور سودی قرض لینا منظر اہل کے بغیر بازا نہیں ہے، جیسا کہ تمہید کی شق ۵ میں عاجز نے اپنی رائے ظاہر کی ہے۔

سے حاصل کر سکتا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ "چیک بک" بینک چیک بک سے نقد رقم نکالنے کے لئے اپنے بینک میں جاکر ضروری ہے، جیسا کہ فی ایم کارڈ سے کسی بھی اسے فی ایم نظام سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، البتہ اپنے بینک کے اسے فی ایم کے علاوہ دوسرے کسی بینک کے اسے فی ایم نظام سے استفادہ کی صورت میں کچھ رقم بطور فیس (ا) کرنی پڑتی ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ اسے فی ایم کارڈ کی حیثیت بھی چیک بک کی ہے، البتہ اس میں نقد رقم سے توقع ہے اور چیک بک میں ملتی ہے، اور جس طرح چیک بک سے استفادہ درست ہے، اسی طرح اسے فی ایم کے موجودہ نظام سے بھی استفادہ کی گنجائش ہے۔

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)

Debit Card کا مقصد بھی تقریباً وہی ہے جو اسے فی ایم کارڈ کا ہے، البتہ اس میں مزید قوت اور سہولت ہے، اسے فی ایم کارڈ کے ذریعہ صرف نقد رقم سے ہی استفادہ کیا جا سکتا ہے، جبکہ ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ وہ ان میں مذکور تینوں قسم کی سہولیات سے استفادہ ممکن ہے، اس کارڈ سے بھی تینوں طرح کی سہولیات سے استفادہ میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ خرید و فروخت کی صورت میں اس قیمت کی ادائیگی میں کسی طرح کا خرید یا بلیغ مشتری میں سے کسی کو ضرر ہو تو پھر اس کے ذریعہ خرید و فروخت قابل غور ہوگا۔

کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ حقیقت ادھار معاملہ کی ماڈرن شکل ہے، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، کریڈٹ کارڈ کا معاملہ اصل قرض کا معاملہ ہے، کارڈ باری کرنے والے بینک قرض دیتا ہے اور کارڈ ہولڈر قرض لیتا ہے اور اسی لئے اسے نقد بینک نہیں اور اکاؤنٹ بھی ہوتا ہے، کارڈ ہولڈر جب کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خریداری کرتا ہے، تو اس کے اکاؤنٹ میں اس کی گنجائش کا ضامن بینک ہوتا ہے،

اور بیٹک کارڈ اور لٹری سے ہوں کی وصولی کرنے کے بعد تا جرموں کی رقم ادا کرتا ہے تو کو بیٹک کارڈ پر وقت کارڈ بولڈ رکھا اور تا جرموں کا ویکس ہو گیا ہے، چنانچہ بیٹک کارڈ بولڈ کے ویکس ہونے کی حیثیت سے اس کے ہوں کی ادا ہو گئی کرتا ہے اور تا جرموں کے ویکس ہونے کی حیثیت سے کارڈ سے رقم حاصل کرتا ہے۔

اور یہ صورت کہ ایک ہی شخص دو فرد کی طرف سے ویکس ہو، فقہاء کے نزدیک درست ہے، اب نہ یہاں ایک بات غلط نور ہے کہ کیا ایک ہی شخص بیٹک وقت ویکس اور اپنے ویکس کے حقوق کا ضمانت دے سکتا ہے، یہ شخص فقہاء کا ایک نام ہے، لیکن امام شافعی اور امام محمد بن حنفیہ کے نزدیک اس کی کچھ شکی ہے، اب اس فقہاء کا خیال اس کی اب اس صورت میں دیتے ہیں، اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جو شخص بیٹک وقت ویکس اور اپنے ویکس کے حقوق کا ضمانت دے، اپنے آپ کو وہ بے ضرر ہو، ضمانت سے بری کر لے تو پھر وہ ویکس کا بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے، یہ ضرر اور ادا دینا پانی جلد بے اطمینان درست ہے، لیکن بیٹک کے موجود نظام میں یہ ضرر بے اطمینان ہو، اور عام طور سے کرڈٹ کارڈ سے متعلق ضمانت تو اکثر قسماً طور پر تعین اور معروف و مشہور ہیں، اور یہ کسی فرد یا ایک خاص بانک یا شہر کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ بین الاقوامی معاملہ ہے، اس کی ویکس سے لئے یہ شخص قسماً نہیں کر دے، تعین و حروف نہ اس کی طرف ہر روز کرے۔

خلاصہ یہ کہ

مذکورہ بالا تصدیقات کی روشنی میں سوال میں مذکور مسکن کا جواب مناسب ذیل ہے:

۱- سے فی الحقیقت اسے اختیار دیا گیا تھا، اس لئے درست ہے۔

۲- کرڈٹ کارڈ سے اتفاقاً وادراں کے رجحان پر فروخت کا معاملہ، جبکہ نقد میں سے کسی کو فروخت نہیں ہو، جس کا اس کا عام طور سے اس کا رجحان ہے، فروخت کی صورت میں نہیں رہتا ہے، درست ہوگا۔

۳۔ اسے فی ایم کارڈ ماہیت کارڈ ان دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے چھ رقم بطور فیس دینی پڑے تو دینی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ فیس بینک کی خدمات کے عوض ہے۔

۴۔ الف: عام حالات میں جبکہ کسی کو خاص ضرورت نہ ہو، اس کے لئے یہ ہے کہ وہ کریڈٹ کارڈ حاصل نہ کرے، کیونکہ انسان کی خواہشات لامتناہی ہیں، جس کی وجہ سے اخراجات دن بدن طویل ہو سکتے ہیں، اور پھر وہ غیر اختیاری طور پر قرض کے دلدل میں پھنسا چلا جائے گا، جس سے باہر نکلنا بہت مشکل ہو سکتا ہے، اور آمدنی و خرچ میں جو توازن باقی رہتا چاہئے، باقی نہ رہنے کی وجہ سے ٹھیکین، لی بحران سے دوچار ہو سکتا ہے، اگرچہ کہ اس کے حاصل کرنے میں بہت سارے فائدے ہیں، لیکن دنیا کے ساتھ دین کا بھی بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کے لئے غیر محسوس طور پر سودی معاملات میں پڑنے کا قوی امکان رہتا ہے، لیکن اگر وہ فیصلہ کرنا چاہے، اور اس کے حصول پر کچھ فیس دینی پڑے تو کارڈ ہولڈر کے لئے فیس دینا اور بینک کے لئے وصول کرنا درست ہوگا، کیونکہ یہ فیس بینک ان خدمات کے عوض میں ملتی ہے، جو بینک کو کاروبار میں کرنے کے سلسلہ میں انجام دینی پڑتی ہے، اس فیس کا قرض سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

ب۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کی صورت میں جو خرید چھوڑا، رقم برقی پڑتی ہے، اس کا سود ہونا بائبل واضح ہے، اس لئے باض ورت شدہ یہ کارڈ ہولڈر کے لئے بینک سے نقد رقم لینی جائز نہیں ہوگی۔

ج۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت اور متعین مدت پر رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں جو انسانی رقم دی جاتی ہے، وہ صدیقی رقم سود ہوگی۔

جینک میں مستعمل کارڈ - شرعی نقطہ نظر

مولانا محمد ربان الہیٰ سنہ ۱۳۸۵ھ

۲۰۱- اے بی ایم کارڈ اور ڈی بیٹ کارڈ مذکورہ فی السوال تخیلات کے مطابق جائز معلوم ہوتا ہے۔

۲- کارڈ کے حصول کی اجرت کے طور پر کچھ رقم دینا جائز معلوم ہوتا ہے (بہ نسبت کوئی اور محسوس شرعی نہ ہو)۔

۳- الف: اس پر سود کی تعریف مبادلہ آتی معلوم ہو رہی ہے، لہذا یہ جائز نہ ہوگا۔

ب- اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر لکھا (جائز نہیں)۔

ج- معمرہ ہمت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں اضافہ کی شرط قاسمہ ہے، اس لئے یہ مقدم قاسمہ ہوگا، ہاں اگر یہ شرط نہ ہو تو جائز ہوگا۔

بینک کے اے ٹی ایم و دیگر کارڈ سے استفادہ

مولانا زبیر احمد قادری :

۱- اے ٹی ایم کارڈ

اس کارڈ سے استفادہ کی جو صورت اور وضاحت ۲۰۱۱ میں کی گئی ہے اس کی روشنی میں اس کارڈ سے استفادہ میں میرے سمجھ کے مطابق صرف ایک سٹیج والی فقہی ممانعت لازم آتی ہے، جو قرض دینے وقت اگر شرط ہو تو ممانعت ہے۔

مگر حقیقت واقعی یہ ہوتی ہے کہ کھاتہ دار جو رقم بغرض حفظ بینک میں جمع کرتا ہے وہ بنیادی طور پر کوئی قرض نہیں دیتا اور نہ اس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ بینک ہمارے جمع کردہ رقم کا کوئی وثیقہ یا غنایہ اسے ٹی ایم کارڈ میں دے، مگر بینک چونکہ اس جمع کردہ رقم کو خرچ کر لیتا ہے اس اعتبار کی بنیاد پر ہمارے بینک پر رقم گویا ایک قرض ہو جاتا ہے اور پھر بینک کے حلال کے ہر چیز کا رخصتاً شرط سائن جاتا ہے۔

مگر تاہم چونکہ اصل کے درجہ میں نہ یہاں قرض ہے نہ کارڈ وثیقہ دینا ہر ضابطہ شرط اور کھاتہ دار اس کارڈ کے ذریعہ صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے، اس لئے اس کارڈ کے حصول اور اس سے استفادہ کی جائزت ہوتی چاہئے۔

انجی سوئس کے اعتبار سے اگر رقم ہمارے بینک قرض بھی بن جائے اور کارڈ کو مستقیم شرط بھی کہہ دیا جائے تب بھی اس کے پر فتن اور فہم غیبا مومن ہونے کے دور میں جس سے جان بچنے کا حکم ہے وہاں تک ضرر نہیں پہنچتا۔

و مال بہ وقت ایک فطرے میں گھاسوار ہوتا ہے اور جان و مال کی حفاظت و تصدیقیت میں داخل ہے اس لئے "الصروفہ نسیج المظورات" سے یہ فطرہ اس قسم کے کارڈ سے استفادہ کی گنجائش کو جائز کہا جاسکتا ہے۔

۲- ذیبت کارڈ سے استفادہ کا حکم

ذیبت کارڈ کے ذریعہ بھی کھاتہ دار نوکدا اپنی جمع کردہ رقمی سے استفادہ کرتا ہے خواہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت رقم نکال کر یا اپنے کھاتے سے انڈینڈ کی مدد سے کسی دوسرے شخص کے کھاتے میں منتقل کر کے۔ نظام کسی بھی صورت میں کوئی وجہ ضمانت نہیں پائی جاتی۔ جب بینک کھاتہ دار کی رقم اسی کے یا کسی دوسرے کے کھاتے میں منتقل کرتا ہے تو بحیثیت وکیل کرتا ہے اور وکالت اپنی اصل کے اعتبار سے ایک مقدمہ مشروعی ہے۔

ہاں دو صورتیں اس میں کھاتہ دار اس کارڈ کی بنیاد پر کوئی خرید و فروخت کرتا ہے اس میں بھی اس کی قیمت میں بینک یا وکیل ہوتا ہے اور یہ مقدمہ وکالت ہوتا ہے تو بھی کوئی وجہ ضمانت نہیں۔ یا بینک اس کارڈ کو جاری کرنے کو یا اس کی قیمت کی ضمانت لیتا ہے تو مقدمہ ضمانت دیا ہے مقدمہ حوالہ کیا جائے کہ کھاتہ دار کے ذمہ جو قرض بصورت ضمانت واجب الادا ہو جاتا ہے وہ دین اس کارڈ کے واسطے بذمہ بینک منتقل ہو جاتا ہے تو یہ مقدمہ حوالہ بھی محلی محال اور محال علیہ تینوں کی رضا مندی پائے جانے سے جب مقدمہ قائم و صحیح ہو جاتا ہے اس طرح بھی کارڈ سے استفادہ میں کوئی وجہ ضمانت نہیں آ پائی اس لئے ذیبت کارڈ سے استفادہ کو جائز کہا جاتا ہے۔

۳- کارڈ بنانے کی فیس

اس فی ایمر یا ذیبت کارڈ کے بنانے میں جو رقم بطور فیس لی جاتی ہے اسے بینک کا سود چارج حق الحکم اور اجیرہ و خدمت کہہ کر بڑا کر کہا جاسکتا ہے جیسے کہ بہت سے ممالک میں

رک جانے والی قمیص اور ہاتھ دست بھی چلتی ہیں اور اس کا نام تامل ہے مثلاً پاپیوٹ بنانے،
مائنس، ذرا آفت وغیرہ ہونے کی چیزوں کو اترا ہاتھ دست کہہ کر جو رکنا لڑی، یا جاتا ہے۔

۴- کرینٹ کا رو

الف- کرینٹ کا رو اسے استفادہ کے لئے جب کارڈ ہولڈنگ کی کسی رقم کا بینک میں جمع
ہونا ضروری نہیں تو اب جو بھی ورکس خرچ بھی استفادہ ہو گا وہاں تکس بینک کے دیئے ہوئے اور
بینک سے حاصل کردہ قرض کی بنیاد پر ہوتا تو اس مسئلے میں بینک جب بھی اور جس عنوان سے
بھی زائد از قرض رقم کا مطالبہ کرے گا وہ ہر حال سوا اس کہائے گا، اس طرح یہ سارا معاملہ بچے
تھا تو اس سے مستثنیٰ رہا ہو گا، جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی، سو وہی کارڈ ہار سے اسرار کی جتنی
تاکید تھی ہے وہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے، یہی کرینٹ کارڈ سے ورکس حاصل مستحق اس بارخ راہی
صورت ہوتی، جس کی جات کے میں شرائط و تفصیل کے ساتھ صرف اس کے محتاجوں کو ہی دینی
جاتی ہے، ہر کسی کو اس کو طلبہ الہیہ اجازت نہیں۔

ب- لئے کرینٹ کارڈ کا حصول اور اس کی بنیاد پر کارڈ ہار کرنا وغیرہ وغیرہ اسے خیال
میں اس بات نہیں کہ اس کی موصلا افزائی کی جائے بلکہ اس کارڈ سے استفادہ کو مطلق منوع ہی
کہہ بے "دعوا الربا والربیہ" اور "آکل ربہ و موکل ربہ وغیرہ" سے اس کے ملعون ہونے کی جو
ہریدہ شدہ ہے، اس کا قہر نہیں ہے۔

تتقرض بالربا والی جزا، اجازت کو جس کے شرائط اپنی جگہ معلوم و مذکور ہیں بنیاد
کہ اس کرینٹ کارڈ کے حصول اور اس سے استفادہ جواز نہیں کہا جاسکتا۔

بینک میں مروج مختلف کارڈ۔ شرعی جائزہ

مفتی محبوب علی ویسی ۵

اسے ٹی ایم کارڈ

۱۔ اس کارڈ کے استعمال میں بظاہر کوئی قیاحت نہیں ہے، موجودہ حالات کے اعتبار سے جب غور کیا جاتا ہے تو یہ بینک میں اس کی اہمیت ہے، جو وہ بوقت ضرورت اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

ہدایہ جند سوم میں ہے:

”الودیعة امانة فی ید المودع اذ اهلکت لم یضمنها لقوله علیه السلام
لیس علی المسکین غیر العمل ضمان ولا علی المستودع غیر العمل ضمان
ولان بالناس حاجة الی المایداع“۔

ڈیبٹ کارڈ

۲۔ اس کارڈ کے ۶ نمال میں بھی شرعاً کوئی خرابی نہیں ہے، کارڈ بنوانے کے لئے جو فیکس دی جاتی ہے وہ اس کارڈ کا حاضریہ ہے، پھر یہی نظم میں دو تین قلم سے جو اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں جائز ہے۔

کریڈٹ کارڈ

۴۔ اس کارڈ کے استعمال میں بغض صورتیں سود کی پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ کارڈ کے مالک کی کوئی رقم بینک میں نہیں ہوتی، وہ صرف اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ یہ آدمی بینک میں اپنی رقم جمع کرتا رہتا ہے اور بینک اس سے اپنا قرض وصول کرتا رہتا ہے اور آخر پہلے سے رقم جمع ہے تو وہ استعمال کے بعد اس میں سے کمر ہوتی رہتی ہے، اگر جمع شدہ رقم ختم ہو جائے تو کارڈ کے مالک پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ اسی صورت میں ہی کارڈ استعمال کر سکتے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے، یہ عملی قریشی کی ہے، نقد رقم کا لئے یا کسی حالت میں رقم فکسل کرنے کی صورت میں ایک رقم ملاحظہ سے ادا کرنی پڑتی ہے تو یہ شریعت کی اصطلاح میں سود ہے، پھر کارڈ کے ذریعہ سے خریداری کے سلسلہ میں اگر اس کی جمع شدہ رقم ختم ہے تو بعد رقم پندرہ دن کے اندر واپس آنا ہونی، اگر چند دنوں کے اندر جمع نہیں کی قریب سپ شرح کے حساب سے خرید رقم دینا ہونی یہ سود ہوگا، ان وجوہات کی بنا پر جن صورتوں میں سود کی آمیزش ہے وہ صورتیں ناجائز ہیں باقی جائز ہیں۔

رد المحتار میں ہے:

"اذا كان مشروطا صار قرضا فيه منفعة وهو ربا والا فلا بأس به" (۱)

بینک کے مختلف کارڈ سے استفادہ میں قابل غور پہلو

مفتی حبیب اللہ تھاکر

۲۰۱۔ اے ٹی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ دونوں طرح کے کارڈ سے استفادہ درست ہے، اس کے ذریعہ خرید و فروخت، ضرورت کے وقت رقم کا اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا سب مباح ہے۔

۳۔ کارڈ کی فیس

کبھی کہ، جانب سے جاری کردہ دونوں طرح کے کارڈ بنوانے میں جو رقم بطور فیس دینی پڑے یہ بھی جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، کیونکہ یہ کارڈ (مال) کی قیمت ہے۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ

الف۔ چونکہ کریڈٹ کارڈ کے نظام کے ذریعہ کبھی جو پالیس چلاتی ہے اس میں روپے اور تمام دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں اور جو چیز کسی حرام اور ناجائز چیز کا سبب بنے وہ بھی حرام ہے، لہذا ہمیں کریڈٹ کارڈ کی خرید و اس کے بنوانے کی فیس اور اس کی تجدید بھی ناجائز ہوگی۔

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ کاروبار

ب۔ اگر کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک نے جو رقم خرید کر دیا وہاں پر کسی چیز کی قیمت کے طور پر
 ۱۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کا استعمال کیا جائے گا اور کیا چیزیں خریدیں گے۔

ادایا ہے یہ قرض کسی کو یہ رقم دیا ہے ہر صورت اس رقم کی واپسی کے وقت اس سے زائد رقم کی تلافی کا جائز ہے اور یہ زائد رقم سو ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے قرض سے منع فرمایا ہے جو کسی نفع پر مشتمل ہو اور اس سے قرض خواہ کی کوئی امید وابستہ ہو۔

"نہی النبی عن "سلف و بیع" مثل ان یقرض شخص غیرہ الف درہم علی ان یمسکہ دارہ او علی ان یرد علیہ أجود مہ او اکثر والرباۃ حرام اذا كانت مشروطۃ او متعارفا علیہا فی القرض لان "کل قرض حر مضاف ہو ربا" (المطہ الاسلامی ۵/۲۳۷)۔

اب بینک خواہ کوئی مدت متعین کرے یا نہ کرے مثلاً اتنی مدت میں قرض ادا کیا تو یہ قرض سے زائد رقم، بنی پڑے گی ورنہ نہیں، ہر صورت جب بھی قرض کے ساتھ نفع یا عوض دیا جائے گا یہ حرام ہوگا۔

غلام کا کام یہ کہ بینک سے جو کرڈٹ کارڈ جاری کیا گیا ہے اس کا خریدنا اور اس سے ذریعہ بینک سے نفع اٹھانا جائز نہیں، اس لئے کہ قرض سے زائد رقم کی شرط ناجائز ہے اور یہ رقم ربا اور سود ہے اور سود کی حرمت آداب و سنت دونوں سے ثابت ہے (ایم جی ۳۰۰ و ۳۰۱)۔

فصوص اور فقہیات فقہاء سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی، لیکن معر حاتم میں دیگر مسائل کی طرح، کرڈٹ کارڈ کا مسئلہ بھی اجتماعی طور پر فقہ کا متقاضی ہے، لہذا انفرادی رائے کے بجائے اجتماعی راہ و فیصلہ کی بنیاد بنایا جائے تو بہتر ہوگا۔

ممکن ہے "الضرورات بیح المحظورات" اور "الاولاہ لتصور" جیسے اصول مہم بلونی کی راہ ہوں اور اس لئے ان جیسے اصول بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔

بینک سے جاری ہونے والے کارڈ اور ان کا شرعی حکم

مفتی جمیل احمد مدظلہ العالی

۱۔ لی ایٹ کارڈ سے استفادہ جائز ہے۔

۲۔ ڈیبٹ کارڈ سے بھی استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت جائز ہے، بشرطیکہ خرید و فروخت کے وقت جب دوکاندار اس کارڈ کے واسطے سے اپنی مطلوب رقم اپنے کھاتے میں پہنچائے تو کسی قسم کے وصول کارکن نہ ہو مثلاً مطلوب رقم سے زیادہ رقم پہنچانے کا امکان نہ ہو۔

۳۔ ان دونوں قسموں کے کارڈ کے وصول سے لئے جو رقم وصول دینے پر تلی ہے وہ بھی جائز ہے، یعنی کارڈ ہونے کا خرچ دینا جائز ہے، البتہ اگر اس رقم کی اجرت عیسائی یا غیرہ کہا جائے تو صحیح ہے۔

۴۔ الف۔ کریڈٹ کارڈ ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کے ساتھ سودی معاملہ ہوا کرتا ہے، اس لیے اس کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر اس کارڈ کے تحت جو نقد رقم نکالی گئی ہو یا ادائیگی ہو یا جو سامان خرید لیا ہو وہ ہر ایک میں کسی نہ کسی طور پر خرید رقم ادا کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، جو غائب ہے کہ شریعہ پر مبنی امور ہے، تو یہ کارڈ سودی معاملہ میں غوث ہونے کا براہ راست ذریعہ ہے، لہذا ایسے کارڈ ہونا ناجائز نہیں اور ایسے کارڈ ہونے کی اجرت عیسائی یا غیرہ دینے سے بھی جائز نہیں۔

بہاں تک کہ اس بات کا متفق ہے کہ اس کارڈ کے ذریعہ دیتوں کا کام بھی انجام پاتے ہیں، لیکن اس کے لئے ڈیبٹ کارڈ استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اگر اس کارڈ کے ہونے کو جائز نہیں کر سکتی۔

۵۔ مجموعہ معمرین بین الاقوامی، ص ۱۰۷، باب ۱۰، ص ۱۰۷۔

کیونکہ پھر ڈیٹ کارڈ بنی کیوں نہ بنوایا جائے، ایسا کارڈ کیوں بنوایا جائے جس میں سودی معاملات بھی مکمل طور پر موجود ہوں۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو چیز رقم ادا کرنی ہوتی ہے وہ شرعی سود ہے، کیونکہ اس مزید رقم کی ادائیگی معاملہ کرنے کے ساتھ ہی شرط ہے۔

ج۔ معاملہ میں چونکہ یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر ادا نہ کرنے پر اصل رقم سے ذرا کم رقم ادا کرنی ہوگی، لہذا یہ معاملہ سودی معاملہ ہوا، خواہ مزید رقم دینا چاہے یا نہ دینا چاہے، بہرہ نما یہ شکل بھی جائز نہیں۔

بینک کے مختلف کارڈ کے استعمال میں ممنوع پہلو

مولانا قاضی عبدالخلیل قاسمی ✽

۱۔ آج کل مال کی حفاظت کی فرض سے اس کو بینک میں رکھنے کی اجازت فقہاء نے دی ہے، البتہ اگر کسی بینک میں روپیہ رکھا جائے تو صرف اسی بینک سے نکالا جاسکتا ہے، اور اسے فی ایم میں اتنا اضافہ ہے کہ صرف اسی مقامی بینک سے روپے نکالنے کی پابندی نہیں ہے بلکہ ملک کے کسی بھی حصہ میں اس بینک کی شاخ سے روپیہ نکال سکتے ہیں، چونکہ اس میں دوسرے شہر میں روپے لے کر جانے میں جو خطرہ ہے اس سے حفاظت ہوتی ہے اور قرض سے کسی طرح کا انتفاع سود ہے، اسی لئے اس کو منع کیا گیا ہے، لیکن میرے خیال میں آج کل خطرات بہت بڑھ گئے ہیں، اس میں عام اہتمام بھی ہے، اس لئے اس کی نجاش ہونی چاہئے۔

۲۔ اس کا بھی وہی حکم ہونا چاہئے جو جواب (۱) میں گذرا۔

۳۔ اس کو حق المحنت قرار دینا ممکن ہے، جیسا کہ منی آرڈر فیس کے بارے میں ہے۔

۴۔ الف۔ چونکہ اس کارڈ کے ذریعہ بینک سے قرض حاصل کیا جاتا ہے، ادھار خرید و فروخت ہوتی ہے، اس لئے جو رقم کارڈ حاصل کرنے کے لئے بطور فیس دی جاتی ہے یہ دراصل پیشگی سود ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم دی جاتی ہے وہ اضافی

سود ہے۔

رج۔ اس کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر چیک نے جو رقم ادا کی ہے
 اُس اس کے ساتھ مزید رقم دینی ہو تو وہ اضافی سود ہے اور اگر مزید رقم خدائی چڑے تو اس کا سود نہیں
 کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے۔
 الغرض کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور اس کو استعمال کرنے کی اجازت شرعاً جائز نہیں
 ہونی چاہئے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - شرعی وضاحتیں

مولانا عبداللطیف پالپوری مدظلہ

بینک کی طرف سے جاری کردہ اسے فی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کے جواز اور عدم جواز سے پہلے یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ بینک میں جو رقم رکھی جاتی ہے وہ بطور امانت نہیں ہوتی بلکہ سودی کارڈ بار میں استعمال کی جاتی ہے، لہذا اگر سودی کھاتے (سیونگ اکاؤنٹ) میں رقم جمع کی جائے تو سود لینے کا گناہ ہوگا جس پر قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں ہیں اور اگر فیر سودی کھاتے (کرنٹ اکاؤنٹ) میں رقم جمع کی جائے تو اس میں امانت علی المحصیہ کا گناہ ہے، لہذا بینک میں رقم جمع کرنا ہی جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر قانونی یا کسی اور سخت مجبوری کی وجہ سے بینک میں رقم جمع کرانی پڑے تو پھر بینک کی طرف سے جاری کردہ کارڈ سے استفادہ کا حکم حسب ذیل ہے:

۱- بینک کی طرف سے جاری کردہ اسے فی ایم کارڈ سے استفادہ جائز ہے، اگرچہ اس پر سلفجہ (ہندی) ہونا صادق آتا ہے، جو حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، مگر امام احمد کے نزدیک سلفجہ جائز ہے، اور ابتلاء عام و حوائج شدیدہ کے پیش نظر مکمل ہمدھب غیر کی گنجائش ہے (اس النوری ۱۰۹۷ء)۔

۲- ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ چاہے رقم نکالنے کی صورت میں ہو، چاہے خرید و فروخت کی صورت میں دونوں جائز ہیں، اس لئے کہ اگر استفادہ رقم نکالنے کی صورت میں ہو تو اس پر سلفجہ

ہو: صادق آئے گا، جس کا حکم اے فی ایم کارڈ کے تحت بیان ہو چکا ہے، اور اگر استفادہ خرید و
فروخت کی صورت میں ہی تو اس پر حوالہ کی آخری صفحہ صادق آئے گی، جو جائز ہے۔

"وتصح الحوالۃ برضاء الخلیل والمختار والمختار علیہ"

(پہلے)

۳۱۴ھ

۳- مذکورہ بانادونوں قسم کے کارڈ حاصل کرنے کے لئے بھاریس کے رقم دیا جائے ہے

(سندھ از اسن، العدوی ۷۷-۱۰۷)

۳- بینک کی طرف سے جاری کردہ کریڈٹ کارڈ سے استفادہ جائز نہیں، کیونکہ
کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ استفادہ نقد رقم حاصل کرنے یا کسی کے کھاتے میں رقم منتقل کرنے کی
صورت میں ہو گا تو بینک کو مزید ایک رقم ادا کرنی پڑتی ہے جو صریح سود ہے، اور اگر اس کارڈ کے
ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت بینک نے ادا کی اور مقررہ مدت تک بینک کو یہ رقم ادا نہ کی گئی تو مزید
کچھ رقم دینا لازم ہے وہ بھی سود ہے، اور اگر مقررہ مدت تک بینک کو یہ رقم ادا کر دی گئی تو اگرچہ
مزید کچھ دینا نہیں ہوتا تاہم معاملہ میں یہ بات شامل ہے کہ مقررہ مدت پر رقم ادا نہ کرنے کی
صورت میں اصل رقم سے زائد رقم ادا کرنی ہوگی، اور یہ سودی معاملہ ہے جو ناجائز نہیں ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - نئی ایجاد

مولانا سلطان احمد اصلاحی *

۱- اے فی ایم کارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، اسلام سہولت اور نرمی کا دین ہے، اور اس کی شریعت انسانی مصلحتوں کی محافظ ہے، آج کے دور میں جبکہ زندگی بہت تیز رفتار ہو گئی ہے، اور آمد و رفت اور ابلاغ کے نئے ذرائع نے پوری دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے، اس پس منظر میں اے فی ایم کارڈ اس کے ہولڈر کے لئے بہت ساری سہولتوں کا باعث اور اس کے لئے مصلحتوں کے حصول میں معاون ہے، ہر جگہ نقد رقم لے کر بھرتا دھواں اور بہت سارے خطرات کا موجب ہے، پچھلے ادوار میں بھی یہ چیز اسی طرح ایک مسئلہ رہی ہے، جس کے حل کے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے رہے ہیں، آج کے دور میں اے فی ایم کارڈ اس کی محفوظ، ترقی یافتہ اور زحمتوں سے محفوظ صورت ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے ذریعہ آدمی نئی جگہ بے وجہ کے لئے دوسرے سے قرض لینے کی مصیبت سے بچا جاتا ہے، چک اور ڈرافٹ کے مقابلہ میں اے فی ایم کارڈ سے حاصل ہونے والی سہولت بدرجہا فائز ہے، اس لئے آج کے حالات میں بینک کے اے فی ایم کارڈ سے ہمارے شرح صدر کے ساتھ استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۲- جو قائمہ اس کا ہولڈر اوپر کے اے فی ایم کارڈ سے حاصل کرتا ہے، ڈیٹ کارڈ کے ذریعہ اس کے استفادہ کے دائرہ میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے، جیسا کہ سوالنامہ میں اس کی

تفصیل ہے۔ اوپر سہولت اور مصمت کے جس حوالہ سے اسے فی ایم کارڈ سے استفادہ کے جواز کی بات کہی گئی ہے، وہی مزید وسعت اور قوت کے ساتھ ڈیبٹ کارڈ کے سلسلہ میں صادق آتی ہے، اسے فی ایم کارڈ کے ذریعہ آدمی زیادہ تر اپنی ذاتی ضرورت اور سرفنی مقاصد کے لئے رقم نکھواتا ہے۔ جبکہ ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ وہ وطن سے دور اجنبی جگہوں پر اپنی کاروباری ضرورتوں کی بھی تکمیل کر سکتا ہے۔

۳۔ ان کارڈوں کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس کے دینی پڑے، اس کا حکم وہی ہے جو کہ منی آرڈر فیس اور ڈرافٹ فیس کا ہے، بینک اپنے (Maintenance) اور اپنے عملہ کی تنخواہوں وغیرہ کی ادائیگی کے لئے اپنی آمدنی کے جو ذرائع اچھاتا ہے، اس طرح کی فیس بھی اسی کا ایک حصہ ہوتی ہیں، اس طرح کی ضرورت سے کالج اور یونیورسٹی سے مارکس شیٹ اور سند کی حصولیابی کے لئے فیس دی جاتی ہے اور سماجی زندگی کے مختلف دائروں میں رجسٹریشن فیس ادا کی جاتی ہے، سو جو حکم ان تمام طرح کی فیسوں کا ہوگا، وہی حکم زیر بحث کارڈوں کی فیس کا ہوگا۔

۴۔ الف: کریڈٹ کارڈ کے حصول کے لئے جو فیس ادا کی جاتی ہے اس کا حکم وہی ہے جو بچھلے دونوں کارڈوں کی فیس کا ہے، اس میں ادھار کے معاملہ کا اس مسئلہ پر بہت زیادہ فرق نہیں پڑتا، تفصیل آگے آتی ہے۔

ب۔ دراصل کریڈٹ کارڈ کے استعمال کی دو صورت ہے، ایک یہ کہ وہ اپنی ضرورت اور حیثیت کے مطابق اس کارڈ کو حاصل کرتے وقت نقد رقم اپنے نفعہ میں جمع کروے، البتہ اس کارڈ کی مخصوص نوعیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کاروباری ضرورت سے کچھ رقم اس سے زائد بھی صرف کر لے، یہ کاروبار میں بڑی سہولت کی صورت ہے، کاروبار میں بسا اوقات ایسا موقع آتا ہے کہ آدمی کے پاس موجود رقم اس کی ضرورت کے لئے کفایت نہیں کرتی، اور اس کی مجبوری سے سود سے متبررداری نقصان کی موجب ہوتی ہے، ایسی حالت میں غنی جگہ میں آدمی کسی

سے قرض لے کر اپنی کاروباری ضرورت کو پوری کرنے کے بجائے، اگر اس کارڈ کے ذریعہ اس کی یہ ضرورت پوری ہو جائے تو اس میں آسانی ہی آسانی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی حیثیت کے لحاظ سے فیس ادا کر کے کریڈٹ کارڈ تو حاصل کر لے، لیکن اپنے کھاتے میں رقم بالکل ہی جمع نہ کرے یا برائے نام جمع کرے، اس صورت میں وہ گویا کاروباری منافع اپنے سرمایہ کے بجائے صرف اپنی حیثیت، محنت اور دماغی صلاحیت (Skill) کے ذریعہ حاصل کرتا ہے، ان دونوں ہی صورتوں میں بینک کریڈٹ کارڈ ہولڈر کو جو اضافی رقم دیتا ہے اس کو بیع الوفاء پر قیاس کرنا چاہئے، جس میں قرض دینے والا اپنے قرضہ پر کچھ منافع کا طالب ہوتا ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ بیع الوفاء میں صحت یا مثلاً دودھ دینے والا جانور رہن رکھنے میں یہ نفع متعین نہیں ہوتا ہے، جبکہ بینکنگ سسٹم میں ایک اصول کے تحت منافع کی شرح متعین ہوتی ہے، اس کی روشنی میں ضرورت کے تقاضے سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے حاصل کردہ رقم سے زائد رقم بینک کو ادا کی جاسکتی ہے۔

ج۔ مقرر مدت کے اندر رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں بینک کو جو زائد رقم ادا کرنی ہوگی، اس کی حیثیت لٹ فیس کی ہوگی، جیسا کہ سامانوں کی فروخت میں ادھار اور نقد کے فرق سے قیمتوں کے فرق کو اسی طرح لٹ فیس سے تعبیر کیا جاتا ہے، دراصل آج کے دور کا بینک کوئی خیراتی ادارہ نہیں ہے کہ وہ صرف لوگوں کو رقیس باغثارت ہے اور ان سے اپنا کوئی مطالبہ نہ رکھے، اپنی ایک حیثیت میں وہ کاروباری ادارہ ہے اور اسے اپنی کاروباری مصلحتوں کے لحاظ کا حق ہے، انہی میں ایک ہے کہ زائد رقم کے دباؤ سے اس کو اپنی رقیس جلد واپس مل جاتی ہیں، ورنہ اگر کوئی دباؤ نہ رہے تو لوگوں کے ذمہ اس کی ادھار رقیس واجب الادا پڑی رہیں، جس کو کوئی تجارتی ادارہ تحمل نہیں کر سکتا، اسی طرح کی مصلحت سے آج کے دور میں اسکولوں میں مقرر وقت فیس ادا نہ کرنے پر عام طور پر لٹ فیس کا روانہ ہے، جسے عرف عام میں جائز تسلیم کر لیا گیا ہے، بیع الوفاء میں بھی قرض دینے والا اس طرح کی شرط لگا سکتا ہے کہ متعین مدت کے اندر قرض واپس

نہ ملنے اور کمیت اور رہن جانور کو نہ چھڑانے کی صورت میں اس کو مزید ایک مدت کے لئے ان کو اپنے پاس رہن رکھنے کا اختیار ہو گا۔

انہی پر قیاس کر کے مسئلہ زیر نظر میں کریڈٹ کارڈ میں وقت گزر جانے کی صورت میں لی گئی رقم پر اضافی رقم ادا کی جاسکتی ہے۔

بینک کے مختلف کارڈز میں چند پیچیدگیاں

مولانا ابوسفیان مفتاحی ☆

۱۔ چونکہ اسے فی ایم کارڈ کے ذریعہ آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے اور اس کو حاصل کر سکتا ہے اور اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تو اس تشریح کے ہوتے ہوئے اسے فی ایم کارڈ سے استفادہ کے جواز کی صورت نکلتی ہے اور کوئی وجہ ممانعت سمجھ میں نہیں آتی، لہذا اس کارڈ سے استفادہ شرعاً جائز ہوگا۔

۲۔ چونکہ ڈیبٹ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کے لئے ہی جمع کرتا ہے اور اس کے استعمال کا بھی کسی طرح کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کرنا پڑتا سوائے اس فیس کے جو کارڈ بنوانے کے لئے دی جاتی ہے، اس کے ذریعہ بھی آدمی صرف اپنی ہی جمع کردہ رقم ہی استعمال کرتا ہے، اس سے زیادہ نہیں تو اس تشریح کی روشنی میں ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کے جواز کی شکل بنتی ہے، اور کوئی علت منع سامنے نہیں آتی، لہذا اس کارڈ سے استفادہ شرعاً جائز رہے گا۔

اور اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت وغیرہ کا حکم جواز وہی ہے جو بینک کے چیک، ڈرافٹ کے ذریعہ دنیا کے تجارتی لین دین اور خرید و فروخت کرتے ہیں اور علماء و مفتیان امت اس کو جائز کہتے ہیں، لہذا اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت وغیرہ جائز ہے۔

۳۔ ان دونوں قسموں کے کارڈ یعنی اسے فی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ کے بنوانے اور اس کے حصول کے لئے جو کچھ رقم بطور فیس دینی پڑتی ہے وہ شرعاً جائز ہے، جیسے کہ مریض ڈاکٹر کو تشویش

مرض کے لئے فیس دیتا ہے جو جائز ہے۔

۴۔ چونکہ کریڈٹ کارڈ کی صورت حال یہ ہوتی ہے کہ اس سے قائمہ اٹھانے کے لئے بینک میں رقم کا موجودہ نہ ضروری نہیں ہے بلکہ اس کارڈ کو جاری کرنے کے لئے بینک ضرورت مند آدمی کے حالات معلوم کرتا ہے اور پھر اس شخص کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی آمدنی ماہانہ یا سالانہ کتنی ہے، پھر مالی حیثیت متعین کر کے بینک اسی حیثیت کا کارڈ جاری کرتا ہے اور بینک کارڈ کے جاری کرنے کا مقررہ مدت تک اس کے استعمال کرنے اور اس کے بعد اس کی تجدید کے لئے ایک فیس لیتا ہے تو یہ طریقہ کار بینک کا بلون و قرض دینے کے لئے اور کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ادا کردہ فیس کی شرعی حیثیت سود کی ہوگی، جو حدیث "کل فرض جو نفعاً فہو ربا" کی روشنی میں سود ہو کر حرام ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے جو رقم بطور

فائدہ ملتی جاتی ہے وہ سود ہے جو حرام ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - شرعی احکام

ملفوظ محمد ثناء الہدی قاسمی ☆

پوری دنیا آج ایک تجارتی منڈی بن گئی ہے جس نے یہ ممکن کر دیا ہے کہ دور دراز کے علاقوں میں مقیم کوئی شخص دنیا کے کسی بھی ملک سے تجارت اور کاروبار کر سکے، ظاہر ہے کہ جب تجارت ہوگی، تو لین دین بھی ہوگا، اس لین دین کے عمل کو تیز رفتاری بخشنے، یعنی بنانے اور قومات کی منتقلی میں پیدا ہونے والے خطرات سے بچنے کے لئے بینک نے کارڈ جاری کیا ہے، اس سسٹم سے یہ سہولت بھی پیدا ہو گئی ہے کہ دفتری اوقات کے علاوہ بھی کسی وقت آپ ضرورت پر کسی بھی شہر میں رقم نکال سکتے ہیں، یہ کارڈ مومانتھن قسم کے ہوتے ہیں:

آپ نے بینک میں جو رقم جمع رکھی ہے وہ اپنے شہر یا ملک یا کسی دوسری جگہ جہاں بینک کا نظام موجود ہو اپنی ضرورت کے بقدر روپیہ نکالنا چاہتے ہیں تو بغیر الگ سے کوئی معاوضہ دیئے ہوئے اس نظام سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس نظام کو ATM کہتے ہیں، اس نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے بینک ایک کارڈ جاری کرتا ہے، اس نظام سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، کیونکہ اس میں وہ اپنی جمع شدہ رقم سے ہی فائدہ اٹھا رہا ہے، اور اس خدمت کے بدلے بینک کو الگ سے کوئی معاوضہ نہیں ادا کرنا ہوتا ہے۔

دوسری قسم کا کارڈ ڈیبٹ کارڈ Debit Card کہلاتا ہے اس کارڈ کے ذریعہ خرید

فروخت کے بعد قیمت کی اداگی کے ساتھ ضرورت پر رقم نکالنے اور انٹرنیٹ کی مدد سے رقم اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنے کی سہولت ہوتی ہے۔

البتہ اس کارڈس کے بنانے کے لئے بینک کو فیس کی شکل میں ایک مقررہ رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس فیس کی حیثیت کارڈ بنانے کی اجرت ہے اور اس میں استعمال کئے گئے انٹرنیٹ کی قیمت کے شکل ہے، اس لئے اس کارڈ سے استعمال کی شرائط جازت ہے۔

تیسری قسم کا کارڈ Credit Card کہلاتا ہے، یہ سبب کارڈ کی طرح ہی استعمال ہوتا ہے، البتہ اس کارڈ کے حائین کو یہ سہولت بھی ملتی ہے کہ وہ اپنی جمع شدہ رقم سے زائد بھی استعمال کرے اور ایک مقررہ مدت میں واپس کر دے، اگر وہ واپس نہیں کرتا تو اس کو خرچ کئے ہوئے رقم سے زیادہ ادا کرنا ہوتا ہے، بینک اس کارڈ کو جاری کرنے سے قبل ضرورت مند آدمی کی مالی حیثیت کا اندازہ لگاتا ہے، اس کارڈ کے جاری کرنے پر مقررہ مدت تک اس کے استعمال کرنے اور اس کے بعد اس کی تجدید کے لئے ایک مہینہ لیتا ہے، اس کارڈ کے شرعی حکم بیان کرنے میں تصویر تفصیل ہے۔

الف۔ کریڈٹ کارڈ جاری کرنے پر مقررہ مدت تک استعمال کرنے اور اس کی تجدید کے لئے جو فیس لی جاتی ہے وہ اصل کارڈ بنانے کی اجرت اور انٹرنیٹ کی قیمت ہے، اس لئے دوست ہے۔

ب۔ کارڈ کا استعمال نقد رقم نکالنے یا کسی کے کھاتے میں منتقل کرنے سے لئے کیا گیا ہے، اور وہ اس کی جمع شدہ رقم سے زائد نہیں ہے تو جو اضافی رقم ملتی ہے وہ منی آرڈر فیس کی طرح ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ اگر جمع شدہ رقم سے زیادہ رقم نکالا یا کھاتے میں منتقل کیا تو یہ بینک کا قرض ہے اس پر جو اضافی رقم دی جارہی ہے وہ سود ہے، ایک شکل یہ بھی ہے کہ خریدی

کے بعد پندرہ دن کے اندر رقم ادا کروائی جاتی ہے اس صورت میں کریڈٹ کارڈ کے حاملین سے بینک کچھ نہیں لیتا، یہ صورت بھی جائز ہے، کیونکہ قرض پر کچھ دینا نہیں پڑتا ہے، البتہ پندرہ دن کے بعد کی رقم کی صورت میں جو یہ شرح کے حساب سے بینک کو اضافی رقم دینی دیتی ہے، یہ سود ہے، اور اس سے احتیاط ضروری ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ

مفتی نیاز احمد ہزاری *

موجودہ دور میں بینک سے جاری ہونے والے ایٹم کارڈ اور حقیقت بینک کی جانب سے ایک عہد وثقوت ہوتا ہے، کہ بینک نے اپنے جس کھاتہ دار کے نام اس کارڈ کو جاری کیا ہے اس کھاتہ دار کی متعین رقم اس بینک کے پاس محفوظ ہے اور وہ بینک ذمہ دار ہوتا ہے کہ کھاتہ دار کسی بھی زمانہ و مکان میں اپنی جمع شدہ رقم کو اس بینک سے حاصل کر سکتا ہے اور رقم سے ساتھ سفر کرنے کی صورت میں نکتہ حادثات اور اس کے ضمنی اثرات سے وہ اپنے کو ذمہ دار انتشار سے بچا سکتا ہے، بینک اپنی اس سہولت کا کوئی عرض بھی نہیں لیتا تو شرعاً یہ صورت و ولایت کی ہوتی اور ولایت امانت ہوتی ہے، امانت کا ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ میں اس بات کا مالک نہیں ہوں بلکہ امانت رکھنے والا ہوں۔ اے۔ ل کی حفاظت کا صراحتاً یا دلالتاً ائمن کو ذمہ دار بنانا ہے جسے ائمن قبول کرے ہوئے و ولایت کی حفاظت کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔

"تسليط الغير علي حفظ ماله صريحاً أو دلالة" (ج ۱، ص ۵۱۵)۔

اور امانت کی ہلاکت ائمن کو ضمان نہیں بناتی، ولایت اس صورت میں نہ ت کی ہلاکت موجب ضمانت ہوتی ہے کہ ائمن حفاظت امانت میں کوتاہی کرے، یا ضمانت ولایت کے برعکس ائمن کے کسی عمل سے وہ امانت خراب یا تبدیل ہو جائے۔

"ما يغبر حال المعفود عليه من الأمانة إبي الضمان، منها ترك المحفظ ومنها ترك المحفظ للمالك بأن خالفه في التوديعة . . . و عبداً مفتي دارالافتاء، مطہر العلوم ہزاری۔

فلسفہ عملہ اور ادوہما من لیس فی عیالہ" (برائے مصانع ۲۱۱، ۱)۔

ودیعت کی ضد کرہ بالاصورت بینک کے ذریعہ جاری کردہ اسے فی ایم کارڈ سے اس طور پر مختلف ہے کہ بینک حفاظت مال و دیعت کی ذمہ داری تو لے لیتا ہے، لیکن اس و دیعت کو بعینہ مالک کو لوٹانے کی ذمہ داری نہیں لیتا، بلکہ ادائیگی مثلاً کا وہ ضامن ہوتا ہے، جبکہ یہ تفصیل عائد دار کے علم میں پہلے سے موجود ہوتی ہے اور یہ بینک اس کی امانت کو استعمال بھی کرے گا یہ بات اس حقیقت کی دلیل ہے کہ کھاتہ دار بینک کے اس تصرف سے راضی ہے تو شرعاً یہ صورت استغراض کی ہوگئی اور اس صورت میں کھاتہ دار دلائل اس تصرف پر رضامند ہوتا ہے کہ ضرورتاً بینک اس کی جمع شدہ رقم کو استعمال کر سکتا ہے جو حصول شریعت کے مطابق درست ہے، (جیسا کہ جب امین کو اپنے گھر کے محل جانے کا خوف ہو تو وہ امانت کو اپنے پڑوس میں منتقل کر سکتا ہے اور اس منتقلی کی صورت پر امانت رکھنے والے کی رضا دلائل ثابت تصور کی جاتی ہے)۔

"لأنه تعین طریقاً للحفظ فی هذه الحالة لیرضیه المالك" (ہم یہ باب

الودع ۲۵۷، ۳)۔

نیز و دیعت اور اسے فی ایم کارڈ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ شرعاً و دیعت ایک اخلاقی معاملہ حفاظت مال ہے اور اسے فی ایم کارڈ بینک کے نزدیک اقتصادی نظام کو تقویت پہنچانا اور کاروبار کو فروغ دینے کا بہتر ذریعہ ہے، ایسے حالات میں مسلمانوں کے لئے اس بات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ بینک ایک سودی ادارہ ہے جس کے تمام قواعد لین دین سود پر مبنی ہیں، ایسے ادارہ سے کسی طرح کا تعاون لینا بہتر نہیں ہے، صلحاء امت نے بینک کی ملازمت کو درست نہیں سمجھا ہے، لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ چونکہ ساری دنیا کا اقتصادی نظام خولہ اسلامی یا غیر اسلامی ملک ہو، بینک سے ہی منسلک ہے، ایسی صورت میں جبکہ ہمارے پاس کوئی اقتصادی اسلامی نظام موجود، رائج نہیں ہے، چنگیز کا سہارا لینا نکلی اور اقتصادی اہم ضرورت ہے جس کو ہمیں نظر انداز کر دینا ضرور کا باعث ہے۔

کارڈ مذکور کی قیمت و منی پہلوئیں کی تحقیق کے بعد اس حقیقت کو غور انداز نہیں کیا جاسکتا کہ موجودہ وراثت اسلامی اور گلوبلائزیشن نظام سے اور مسلمان کلیہً غریب و ناتعلیق ہو رہے ہیں، جبکہ ساری دنیا اسی نظام معیشت کی حامی و موجود ہے، تو اس صورت میں مسلمان ترقی سے محروم ہو سکتا ہے۔ بھلا یہی نظام کے اجراء عمل کی صورت میں مسلمانوں کے اقتصادی حالات کمزور سے کمزور تر ہو سکتے ہیں اور بالعموم دیگر اقوام مسلمان اپنی معیشت میں مضبوط و غلوچ ہو سکتا ہے اور اس غلبہ کے رد و پیش کے عوامل کے نتیجہ میں وہ ذہنی طور پر اس قدر متاثر ہو سکتا ہے کہ وہ شرعی احکام سے اعراض کا مرتکب ہو جائے اور عام ایمان کے فقدان کی صورت میں رد و فائدہ کو اختیار کر لینا پسند کر لے، ایسے حالات میں اے لی ایم کارڈ کا استعمال درست ہوگا۔

اے لی ایم کارڈ کے حصول کے لئے اگرچہ کچھ معاوضہ کی نوعیت صورت دینا فرض پر حق الخیر عینے کے مترادف ہوگی، اس لئے کہ اے لی ایم کارڈ اپنی اصل کے اعتبار سے ودیعت ہے اور پھر بعض صورت استحقاق میں دینا جاتی ہے اور شرعاً اس صورت میں حق الخیر عین کی قدر لینا درست ہوگا جو خالص اخراجات پر مبنی ہو اور اجرت کا تعین اخراجات کے بعد ہی ہو سکتا ہے، ورنہ کی زیادتی کا احتمال ہوگا، مگر کی صورت غرض (محرمہ) کی ہوگی اور زیادتی کی صورت رہا کی ہوگی جو شرعاً حرام ہے اور شرعاً خالص ودیعت میں حفاظت ودیعت کی اجرت لینا درست نہیں ہے، مگر حفاظت ودیعت (امانت) میں امان کا سارا گھر مشغول ہو جائے تو اس صورت میں امان اجرت لے سکتا ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز - قابل توجہ پہلو

مولانا ابوالعاص و حیدری قاسمی سلمیٰ

ایک اصولی بحث

مذکورہ موضوع کے تعلق سے جو سوالات ہیں ان کے جوابات سے پہلے ایک اصولی بات ذکر کر رہا ہوں جس پر تقریباً تمام ائمہ و فقہاء کا اتفاق ہے، وہ یہ ہے کہ عبادات میں اصلاً حرمت ہے، کسی طریقہ عبادت کے اثبات کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور عبادات کے علاوہ دوسرے امور و معاملات میں اصلاً اباحت ہے، ان میں سے کسی چیز کی حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ عبادت کے علاوہ عادات و معاملات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا الْعَادَاتُ فَهِيَ مَا اعْتَادَهُ النَّاسُ فِي دُنْيَاهُمْ مَعَ بَحْتِاجِهِمْ إِلَيْهِ، وَالْأَصْلُ فِيهِ عَدَمُ الْخَطَرِ فَلَا يَخْطُرُ مِنْهَا مَا خَطَرُهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى" (الترغیب للہدٰی، ج ۳، ص ۳۳، مع ۲۰۰، راجع) (جہاں تک عرف و عادت کا معاملہ ہے تو حسب ضرورت لوگ دنیا میں جس سے عادی ہیں اسے عادت کہا جاتا ہے، اس میں اصلاً عدم ممانعت ہے، لہذا اس میں وہی چیز ممنوع ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا ہے)۔

امام بخاری نے جامع صحیح ناری جلد اول کتاب المبیوع میں مستقل ایک باب قائم کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادات کے علاوہ دوسرے امور و معاملات جیسے کیل و وزن وغیرہ میں

مختلف ملک و بلاد کے عرف و عادات کا احاطہ کیا جائے گا۔

اب باقر حنیب سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں:

۱- ATM کے بارے میں جو تفصیل آئی ہے اور اس کے جو فوائد و خدمات ہیں اس کے پیش نظر اس سے استفادہ درست ہے۔ مشین کی خرابی سے ضرر پہنچ سکتا ہے مگر حکم نامہ احوال پر لگایا جاتا ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت درست ہے۔ اس میں کوئی شرعی تباہی نہیں مسمومہ ہوتی۔

۳- مذکورہ دونوں کارڈ کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس دینا پڑتی ہے اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

۴- الف: کرڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے جو فیس ادا کی جاتی ہے چونکہ اس کی حیثیت اجرت خدمت کی ہے اس لئے جائز ہے۔

ب- اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنا ہوتی ہے وہ سود کے حکم میں آئے گی اس لئے وہ ناجائز ہے۔

ج- اس شخص کے تحت بھی جس مزید رقم کے ادا کرنے کا ذکر ہے، وہ بھی سود کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ذائد مال کسی چیز کے عوض میں نہیں ہے، اس لئے وہ بھی درست نہیں۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - فقہی پہلو

مولانا سید قمر امین محمودؒ

۱۔ ای ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

آج کل ذرائع مواصلات کی تیز رفتور ترقی کے نتیجہ میں تجارت و کاروبار کے سلسلہ میں بہت سی نئی شےیں وجود میں آئی ہیں جن میں ایک صورت تاجر مضرات کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں رقم کی منتقلی کے لئے بینک کے ذریعہ مختلف قسم کے کارڈ جاری کرنے کا معاملہ بھی ہے۔

بینک کے ذریعہ جاری کئے جانے والے ان کارڈس کا استعمال نہایت عام ہو چکا ہے، اسی سلسلہ میں ایک کارڈ جو بینک سے کھاتہ داروں کے لئے دیا جاتا ہے وہ ATM کارڈ ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کھاتہ دار اپنے شہر ایک یا کسی دوسری جگہ کہیں بھی جہاں ATM نظام ہوا ان کارڈ کے ذریعہ اپنی ضرورت کی مقدار رقم نقد کی صورت میں حاصل کر سکے، کھاتہ دار بینک میں اپنی جو رقم جمع کرتا ہے اسی سے وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

کھاتہ دار اپنی جو رقم بینک میں جمع کرتا ہے بینک اس کے عوض جو ATM کارڈ دیتا ہے وہ بمنزل ایک دبیقہ کے ہے کہ جس کے ذریعہ وہ شخص دوسرے شہر یا اسی شہر میں رقم حاصل کر سکتا ہے اور اس کی دلیل میں حضرات ابن زبیرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا وہ عمل ہے جو اہل مکہ کے لئے آپؐ کرنے تھے وہ چٹیل کی جا سکتا ہے (انہیں تاہم دیکھیں) (۱۳۷۷ء)۔

نیز اس کارڈ میں ایک حیثیت سفید کی ہے، لہذا اس کارڈ کے اجراء میں رقم کی منتقلی اگر مشروط نہ ہو تو وہ جائز ہوگا۔

”والسفایح التي تتعامله الناس على هذا إن أقرضه بغير شرط وكتب له مفعلة بذلك فلا بأس به، وإن شرط له القرض ذلك فهو مكروه لانه يسقط بذلك عطر الطريق عن نفسه فهو قرض جبر منقعة“ (المجموع ۷/۳۷۳)۔

لہذا ATM کارڈ سے استفادہ کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ

اس کارڈ کے ذریعہ کارڈ ہولڈر جو رقم نقد واثبات ہے اس میں بینک کارڈ ہولڈر کی طرف سے دیکل ہوتا ہے اور کارڈ ہولڈر اور دکاندار (تاجر) دونوں کی طرف سے بینک دیکل ہوتا ہے، اس لئے سامان کی خرید کی یا رقم کی منتقلی کے سلسلہ میں بینک ان کی طرف سے وہ رقم ادا کرتا ہے تو یہ صورت جائز ہے جبکہ کارڈ ہولڈر اپنی جمع شدہ رقم سے ہی استفادہ کرتا ہے۔

۳- فیس کی حیثیت

کارڈ کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس کارڈ ہولڈر سے وصول کی جاتی ہے وہ حق وعت کے طور پر ہے، لہذا اس کا لینا یا عاشرعاً جائز ہوگا، جیسے سٹی آرڈر کی فیس یا بینک دوسری خدمات پر اجرت وصول کرتا ہے، بینک ڈرافٹ وغیرہ جیسے وہ جائز ہے یہ کارڈ کی فیس بھی جائز ہوگی، حضرت تھانویؒ نے سٹی آرڈر کی فیس وغیرہ کے بارے میں امداد الفتاویٰ میں اسے جائز قرار دیا ہے۔

۴- کریڈٹ کارڈ

الف- کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ جو معاملہ طے ہوتا ہے وہ سود پر مبنی ہے اور وہ جائز نہیں ہے، لہذا اس معاملہ کے لئے جو کارڈ حاصل کیا جائے گا اس پر جو فیس ادا کی جائے گی وہ بھی جائز

نہیں ہوگی۔

ب۔ جب کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ اصل معاملہ ہی درست نہیں ہے تو اس کارڈ کے ذریعہ بینک سے جو رقم حاصل ہوگی اور ادائیگی کے وقت اس سے مزید رقم بینک کو ادا کرنی ہوگی تو یہ سود دینا ہی ہوگا لہذا ایسا اضافی رقم دینا جائز نہیں ہے۔

ج۔ چونکہ معاملہ میں یہ شرط رہتی ہے کہ مقررہ مدت کے بعد ادائیگی کی صورت میں مزید رقم دینا ہوگی اس لئے یہ عقد کا سود ہوگا اور مزید رقم کی ادائیگی جائز نہ ہوگی اور پھر جبکہ اصل معاملہ ہی سود کی بنیاد پر جائز نہیں ہے تو اس پر مسترغ یہ شیئ بھی ناجائز ہی رہے گی۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ

مولا محمد ارشدی رونی

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ کا استعمال درست ہے، نقباء آئی اصطلاح کے مطابق مفتی (بنڈی) کی یہ ایک نئی ٹھک ہے، اگر مخفی کے یہاں ٹھک ہے لیکن اسے احمد کے نزدیک جائز ہے اور درست کی بنیاد پر عدول منہ اندہ سب کی موجودگی ہے، خطیر رقم کا ساتھ لے کر دروازہ کا سفر خطرے سے خالی نہیں، اس سے "الضرر بڑا" کے تحت اس کارڈ (ATM) کا استعمال جائز ہے۔

دراصل رہے کہ جو لوگ بینک میں کام کرتے ہوئے اے ٹی ایم کا راز بھی جانتے ہیں ان کی ملامت کا وہی حکم جاری رہے گا جو بینک کی ملامت کا ہے۔

۲۔ ڈیبٹ کارڈ کا استعمال بھی درست ہے اور یہ صورت "حوالہ" سے زیادہ مشابہ ہے، خرید و فروخت کے لئے اس کا استعمال بھی درست ہے۔

۳۔ ٹرمینل وقت پر رقم دینے کی نئی چیز، مگر یہ بھی ہوئی مدت کے عوض دوائی جانے لگی وہ پریشان کن ہے، اظہار سود ہے، یہ تاویل کی جائے کہ نقد اور احوال اثر یہ فروخت میں قیمت کا فرق ہوتا ہے، جو فقہاء کے یہاں جائز ہے، تو مجتہدین اہل خلقیہ۔

۴۔ اے ٹی ایم کارڈ کا استعمال کرنے کے لئے بطور قس تجویز رقم کی ادائیگی درست ہے، یہ قس کا حدی کاروائی، آفس مصروف کے ٹوٹنے کے طور پر دی جائے گی۔

۵۔ الفہم: گریڈ کارڈ کے خاتمہ پر غور کرنے پر ایک شہرہ سراپا سود کی ابھرتی ہے جو

لصوص قلعہ کی بنیاد پڑا جائز ہے۔

دوسری شبہ یہ سامنے آئی ہے کہ اس پورے حکام کو دیکھ کر تسلیم کریں بینک کو کارڈ ہولڈر کا وکیل مستوی مانا جائے اور زائد رقم کو نہیں مانیں، اگر ماہرین اس عقد کو دیکھ کر تسلیم کر لیں تو جائز ہوگا۔

ب۔ اگر کریڈٹ کارڈ کو دیکھ کر معاملہ مانیں تو زائد رقم کی ادائیگی بطور فیس درست اور اگر سود پر منحصر مانیں تو غلط۔

۴۔ اگر اس معاملہ کو عقد دیکھ کر تسلیم کریں تو اضافی رقم کو اجرت اور فیس قرار دے کر جائز کا فتویٰ دیا جائے، ورنہ سودی معاملہ کا پایا جانا چینی ہے، جو درست نہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ بینک ان تمام زائد رقموں کے لئے جن کا ذکر سوالنامے میں موجود ہے بالعموم اعتراف (سود) کا لفظ استعمال کرتا ہے جس کو عربی میں فائدہ کہنا یا ایسی دلچسپ ہے۔

بینک کے مختلف کارڈ سے استفادہ میں غرور و باکی آمیزش

مفتی شہد علی گامیؒ

وہ تو یہ ہے کہ زمانہ کی تیز رفتار ترقی اور مادی ترقی اور مادیات نے بہت سے ایسے مسائل پیدا کئے ہیں جن کا ماضی قریب میں تصور نہیں تھا، ظاہر ہے کہ اس طرح کے مسائل کا سرکاری حکم قرآن و حدیث میں مناسب تھا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء دین میں ملی بیٹھ کر ان کا ایسا حل نکالیں جو قرآن و حدیث سے قریب تر ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ حقوق رائے کے ساتھ امت کے سامنے آسکے۔

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

جیسا کہ سوالنامہ میں یہ تشریح کی گئی کہ اس کارڈ سے ذریعہ سے ٹی ایم کارڈ سے بینک میں جمع شدہ رقم کو کسی بھی وقت نکالنے کی سہولت ہوتی ہے، اور تو کارڈ ہانڈ کی نمائندگی ہے۔ اور کارڈ ہارڈ سے اس کا کوئی سود نہ لیا جاتا ہے، پہلے رقم نکالنے کے لئے بینک جا ضروری تھا۔ اب اس کی جتنی ضرورت نہ رہی، مگر اسے ٹی ایم کارڈ کا نشانہ بینک حاکم داریوں کو سہولت پہنچاتا ہے، اور بس، بس لئے اس کے چھانڈ ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، پس اسے ٹی ایم کارڈ ہانا اور اس سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

درست ہے، اس لئے اگر کوئی کریڈٹ کارڈ بنوانا چاہے اور اس کے لئے فیس دینی پڑے تو اس کی منجائش معلوم ہوتی ہے، کیونکہ یہ فیس اس ادھار رقم کا معاوضہ نہیں ہے، جو رقم بینک نے اس کے لئے تسلیم کیا ہے، اور جس سے وہ آئندہ استفادہ کرے گا، بلکہ یہ فیس بنوائی پر ہونے والے بینک کے اخراجات کا معاوضہ ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ بنوانا اور اس کی فیس ادا کرنا جائز ہے۔

ب۔ کارڈ سے رقم نکالنے کے بعد مزید رقم کی ادائیگی

اس کارڈ سے رقم نکالنے یا دوسرے کے احاطہ میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں جو اضافی رقم وہی میں ادا کی جاتی ہے اس کی حیثیت سود کی ہے، کیونکہ بینک کی حیثیت مقرض کی ہے، اور حامل کارڈ کی حیثیت مقرض کی، اور خود یہ کارڈ اس قرض کا وثیقہ ہے، اور یہ مسلم اصول ہے کہ قرض سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ کا استعمال رقم نکالنے یا کچھ رقم دوسرے کے احاطہ میں منتقل کرنے کے لئے جائز نہیں ہے۔

ج۔ اشیاء کی خریداری کے پندرہ دن بعد اس کی قیمت بینک وادارے کی صورت میں بینک جو اضافی رقم لیتا ہے یہ بھی سود ہے، کہ یہ بھی قرض سے فائدہ اٹھانے کی ایک صورت ہے، تاہم اگر حامل کارڈ نے کوئی چیز خرید کر پندرہ دن کے اندر ہی اس کی قیمت بینک وادارے کی صورت میں درست ہے، لیکن چونکہ پہلے ہی سے یہ بات طے ہوئی ہے کہ اگر حامل کارڈ نے سامان کی قیمت پندرہ دن کے بعد ادا کی تو اسے کچھ اضافی رقم کے ساتھ واپس کرنا ہوگا، اس لئے کریڈٹ کارڈ سے خرچہ جاری کرنا بھی کراہت سے خالی نہیں۔

بسیا کہ تحریر کیا گیا کہ کریڈٹ کارڈ سے فائدہ اٹھانے کی سابقہ دو صورتیں (بینک سے رقم نکالنا یا دوسرے کے احاطہ میں رقم منتقل کرنا) جائز نہیں ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ بنوانا بھی صورت کراہت سے خالی نہیں تاہم رقم کی رائے ہے کہ بنیادی طور سے کریڈٹ کارڈ کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اسے محروم قرار دیا جائے، اور کوئی ممانعت لے تو اسے پابند کیا جائے کہ وہ اس سے صرف اشیاء کی خریداری کرے، نقد رقم نہ نکالے، اور سامان کی قیمت بھی پندرہ دن کے اندر ہی ادا کرے۔

بینک میں رائج مختلف کارڈ اور شریعت اسلامی

مولانا محمد ارشد مدنی

کسی بھی فرد بشر سے یہ بات مخفی نہیں کہ آج تجارت، لین دین اور بینکنگ کا رواج ہر مکتب متبع شکلیں اختیار کرتا جا رہا ہے، سینوں کی مسافینا منوں میں طے ہو جاتی ہیں، اس طور پر جو سہولیات آج حاصل ہیں، وہ بہر حال مسلم ہیں، مگر چونکہ ہم مسلمان ہیں اس لئے تمام معاملات میں ہم شریعت کے پابند ہیں، اس بنا پر ان روئے شرع اس طرح کے کارڈ ہار کی صحت و عدم صحت کے متعلق غور و فکر کرنے کی ضرورت بالکل میاں ہے۔

بینک کی طرف سے جاری ہونے والے تین قسم کے کارڈ کا آج رواج عام ہے، اے ٹی ایم کارڈ، ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ، واضح رہے کہ انڈیا میں پہلے جو دو قسم کے بینک اس قسم کے کارڈ دینے کے مجاز تھے اور اب پانچ حزیہ بینکنگ نظام میں شامل ہو گئے ہیں، اور اس طرح ان کی کل تعداد اب انہیں ہو گئی ہے۔

ذیل میں ہم مذکورہ تینوں کارڈ کا شرعی حکم بیان کرتے ہیں:

۱- اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

یہ آٹومیک ٹولز مشین (Automatic Tools Machine) کا مختلف ہے، یہ کارڈ بینکوں سے صرف کھانہ داروں یا کوچرئی ہوتا ہے، اس کے ذریعہ اس کے حاملین ملک

دیہوت ملک گھس بھی رہ کر منوں میں اے فی ایم نظام کے تحت اپنی حدت و ضرورت کے بقدر رقم حاصل کرنے کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں، چونکہ اس کارڈ کا نظام کسی بھی طرح کے سودی کاروبار پر مشتمل نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے نظام میں شرعی اعتبار سے کوئی مکتور و ممنوع چیز پائی جاتی ہے، بلکہ کھادار اس کے ذریعہ اپنی جمع کردہ رقم ہی سے مستفید ہوتا ہے، اس بناء پر حاجت و ضرورت کے تحت اس سے مستفید ہونے میں شرع کوئی حرج و مباحث نہیں ہے۔

۲- ڈیپٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت کا حکم

چونکہ اس کارڈ کے حاملین کو اس کے استعمال کا کوئی ایسا معوضہ اور فیس نہ پڑتا ہے جو شرعاً مکتور و ممنوع ہو، نیز آدلی اس کے ذریعہ سے فی ایم کارڈ کی طرح اپنی جمع کردہ رقم ہی سے مستفید ہوتا ہے، نیز وہ ایک سے الگ کوئی رقم بھی پڑتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے کسی طرح کے سود کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے، اس وجہ سے ہمارے نزدیک ڈیپٹ کارڈ سے استفادہ کرنا اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت کا معاملہ کرنا جائز ہے۔

۳- حصول کارڈ کے لئے بغور فیس ادا کی گئی رقم کا حکم

چونکہ ہمارے نزدیک اے فی ایم کارڈ اور آجیے کارڈ دونوں سے استفادہ جائز ہے، اس وجہ سے ان دونوں کارڈ کے حصول کے لئے بطور فیس جو رقم ادا کی جاتی ہے وہ ہمارے نزدیک معاضہ محنت ہے، جس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، بلکہ جائز ہے، نیز ہم اس فیس کا قیاس ان فیسوں پر کر سکتے ہیں، جو قرضہ اداس و جامعات اور دفاتر میں رائج ہیں۔

۴- الف: کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ادا کردہ فیس کا حکم

کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور اس کو استعمال کرنے کے لئے جو فیس ادا کی جاتی ہے وہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ کارڈ ایک سے الگ رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، اس کی

بنیاد پر اوصار خرید و فروخت ہوتی ہے، اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے، اس طور پر اس کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والا کاروبار سودی ہوتا ہے، اور تمام طریق کا سودی کاروبار اسلام میں حرام ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ادا کی جانی والی قیس بھی حرام ہوگی۔

۴- ب: کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم ادا کرنی ہوتی ہے اس کا حکم

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے، وہ سود ہے اور سود حرام ہے، اس لئے کہ حدیث رسول ﷺ ہے:

”کل قرض جو صنعة لھو رما“ (جس قرض سے بھی نفع ملتا ہو وہ بلاشبہ سود ہے)

(ارواء الغلیل ۵: ۲۳۵)۔

علامہ البانی نے گرچہ اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم چند حدیثیں اسی مفہوم کی مزید وارد ہوئی ہیں، اور ان میں سے بعض کی تصحیح بھی فرمائی ہے۔

ان نصوص سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے وہ سود ہے۔

۴- ج: اصل رقم کی واپسی میں ہونے والی تاخیر کے عوض مزید رقم کی ادائیگی کا حکم

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم واکرنے میں تاخیر ہونے کے عوض مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس کا حکم ”ربا المنسیہ“ کا ہوگا، جو حرام ہے، لہذا مزید ادا کی جانے والی رقم نرام ہوگی۔ ”ربا المنسیہ“ کی صورت زمانہ جاہلیت میں یہ تھی کہ جب قرض کی مدت پوری ہو جاتی تو قرض والا قرض وار سے کہتا کہ قرض

اذا کرو گے یا سود رو گے؟ اگر قرض یا دانہ کرنا تو قرض دینے والا مال کی مقدار بڑھ دیتا، اور قرض کی مدت بھی بڑھا دیتا۔

”فكان الغريم يزهد في عتد المال ويصبر الطالب عليه“ (المباح فافهم القرآن ۳۸/۲۳۸) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً“ (المرآنہ ۳۰/۴)
(اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ)۔

ہندوستانی بینکوں میں رائج کارڈ کا جائزہ

نیا زاد محمد عبد الحمید - فی ثناء

۱- ATM کی بابت جو تفصیل آئی ہے اور اس کی جو خدمات ہیں اس کی روشنی میں اس کے عدم جواز کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، سوائے اس کے کہ مشین خراب ہونے پر بینک باعصارف کو ضرر پہنچ سکتا ہے، وہ ایسے محکمہ عموم پر لگے گا اور وہ جواز کا ہے۔

۲- اسلامی شریعت نے بائع اور مشتری دونوں کو غور سے محفوظ رکھنے کے لئے بہت سے رہنما اصول بنائے ہیں، ڈپسٹ کارڈ سے لین دین اور اس کی دوسری خدمات میں بظاہر کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا اور کوئی نفع نظر نہیں آتا۔

۳- اس کے جواز میں کوئی مانع نظر نہیں آتا۔

۴- الف: جائز ہے کیونکہ یہ خدمت فی و حیرت ہے۔

ب- ۲ جا جائز ہوئی، اور یہ رقم سود کے قسم میں آئے گی۔

ج- ناجائز ہوئی، اور سود کے قسم میں آئے گی، کیونکہ زائد مال کسی چیز کے بدلے میں

نہیں۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم

مفتی زاہد علی خان (شعبہ: حیات علیٰ نرجہ)

عبدالحکمان صاحب نے موضوع کے تعارف میں یہ بات فرمائی تھی کہ بینک جب کریڈٹ کارڈ جاری کرتا ہے تو شروع دن سے ہی انٹرسٹ لیتا ہے یا پانچواں دن سے انٹرسٹ لیتا ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ پچاس دن تک وہ انٹرسٹ نہیں لیتا ہے، کیا آپ کسی اور طرف سے انٹرسٹ کے بارے میں ذکر فرما رہے ہیں، یہ بات واضح نہیں ہو رہی ہے، اس کی وضاحت فرمادیجئے۔

عبدالحکمان چاند صاحب

جی امیں نے جو عرض کیا وہ یہ عرض کیا تھا کہ وہ انکا دیا ہوا پریدہ ہے اس میں اگرچہ ڈیفولٹ کرتے ہیں یعنی وہ جو 50 دن آپ فرما رہے ہیں، کہیں 45 دن ہے، کہیں 20 دن ہے، کہیں 60 دن بھی ہیں، وہ پریدہ مندر جانے کے بعد عتنا بھی ڈیفولٹ آئے گا آپ کا ہوگا، اس پر انٹرسٹ بہر حال لگے گا، اور اس کے بعد مزید عتنا ڈیفولٹ ہوتا جائے گا اس پر انٹرسٹ کے ساتھ پائل انٹرسٹ بھی لگے گا۔

مولانا محی الدین غازی صاحب

یہ بتائیں کہ جب کسی چیز کو خریدنے جاتے ہیں تو ذیبت کارڈ سے خریدنے میں،

کریڈٹ کارڈ سے خرچہ کرنے میں، ایکٹیشن خریج نے میں ان میں کیا جو فرق ہوتا ہے؟ یہی فرق
میرے ہم میں ہے کہ اس کی قیمت میں بھی فرق ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سرانج صاحب نے ویزا، ماسٹر کارڈ، کویڈ، کویڈ ماسٹر کی
ضرورت ہوتی ہے تو یہ بات ذرا واضح کر کے بتا دیجئے کہ ویزا ماسٹر کسے کہتے ہیں؟

مولانا یا سر ندیم صاحب (دوبند)

ذہین کارڈ کے متعلق سوال کر رہے ہیں کہ دکاندار اس کو اسٹاک کرتا ہے تو اس کی کیا
حقیقت ہے اس کی ذرا وضاحت کر دیجئے۔

مولانا محمد ارسدہ فی صاحب (جامعہ ابن تیمیہ چیمبران)

میں آپ حضرات سے جاننا چاہتا ہوں کہ شمالی کے طور پر ”کریڈٹ کارڈ“ ہولڈر ایسے
کارڈ کے حاملین بنوں گے کہ قرضے لے سکا ہوں گی موت کے بعد ان کی اولاد بھی، بینکنگ نظام
میں نیسے، جی، ان کے وارنٹیں اور کریڈٹ کیا کیا نظام بنایا ہے ان دونوں نے؟

مولانا ذاکر صاحب رشادولی

تفصیل، معاملات میں بینک سے جو ولی کر رہے مختلف کارڈ سے متعلق ایک کتاب جس
کے پہلے صفحے کے آخر میں جو پیرا گراف ہے وہ اس طرح ہے: اس کارڈ کے ذریعہ آوی اپنی پیش
کردہ رقم ہی سے استفادہ کر سکتے ہیں، اس کے لیے انکے سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے
کی ضرورت نہیں دیتی، اس میں مجھے اتنا غصہ کرنا ہے کہ ”A.T.M.“ کارڈ کے لیے ڈپازٹ
ضروری ہے، مختلف بینک مختلف ڈپازٹ لیتے ہیں خاص کر ”I.C.I.C.I.“ اور انی طرح سمجھنا
بینک جو اپنے علاقے میں ہے اس میں ڈپازٹ کیا جاتا ہے۔

مولانا صباح الدین ملک صاحب

مثیل انٹرسٹ کی وضاحت:

۱- یہ ابھی فرمایا کہ مالی اداروں کا دخل زیادہ ہو رہا ہے اور بینکوں کا دخل کم ہوتا جا رہا ہے۔ ابھی ایک تشریح میں بات آئی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ یہ اسلام سے زیادہ قریب ہے یعنی مالی اداروں کا دخل بڑھے اور بینکوں کا دخل کم ہو یہ اسلامی رو سے زیادہ قریب ہے۔ تو ذرا اس کی وضاحت کریں کہ اس قربت کی وجہ کیا ہے؟ ایسا یوں ہوتا ہے۔

۲- دوسری بات یہ ہے کہ ہارڈ کیش کا استعمال کم سے کم ہو رہا ہے اور اس کی جگہ پر دوسرے کارڈ کا، یہ وہ دوسری کاغذی دستاویز کا استعمال مالی لین دین میں زیادہ ہوتا ہے، اور امریکہ کے سروے کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ 19 ویں صدی کے اوائل میں ایسا ہوتا تھا اور اب 1990 میں بینک کا دخل کم سے کم ہوتا چلا گیا، تو اس کی ذرا سی اس پہلو کی وضاحت کریں گے کہ اسلام کی رو سے قریب کیوں ہے۔"

مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمائی

دیکھیے اہنا حق دوسرے کو مت دیجئے، یہ متعین کرنا کہ کوئی صورت اسلام کے قریب ہے وہ تو آپ کا کام ہے کہ کون سے مالیاتی ادارے ایسے ہیں جن میں مضارب کی مشارکہ، اجارہ اور ماسکو کی مجامیش ہے اور وہ اسلام کے نظام سرمایہ کاری کے دائرے میں بھی آسکتے ہیں۔ کون سے مالیاتی نظام ایسے ہیں جس کی بنیاد ہی انٹرسٹ پر ہے، "احل اللہ البیع و حرم الربا" کے بالکل برعکس ہے، تو یہ متعین کرنا تو آپ حضرات کا کام ہے، اہنا حق ہم لوگ دوسرے کو نہ دیں بھڑھوگا۔

مفتی نذیر عالم صاحب (رحمہ)

میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہوکاروں کی بحث سے انجام ہے اسی لئے ہے تاکہ ہم امت کو بتا سکیں کہ اس میں جو کون کی شکل ہے اور کون کی شکلیں باہر ہیں اور اسی بنیاد پر اسلامک فنانسنگ نے بنایا ہے اور آج بھی چاہئے، ان کاروں میں کون کی شکلیں میں سود آتا ہے اور کون کی شکلیں میں سود نہیں آتا ہے تاکہ ہم علماء کو یہ طے کرنے میں آسانی ہو کہ یہی وہ شکل ہے جس سے امت کو پہنچا دینا ہے اور یہ وہ شکلیں ہیں جس سے استفادہ کرنا چاہئے، استفادے کی ساری شکلیں ان ماہرین نے بتا دیں ان کے ہم شکر گزار ہیں، لیکن اور وضاحت کے ساتھ اہل بتا دیں کہ کون کی شکلیں جن میں سود آتا ہے اور کون کی شکلیں جن میں سود نہیں آتا، اس طرح حکم لگانے میں آسانی ہوگی۔

ماہرین کی وضاحت

۱۔ ان تک کوئی اندازہ نہیں کیا جاتا یہ بریڈت کارڈ کی شکل کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جب بینک اس کو مل بھیجے گا تو اس کے کتنے دن بعد ادا کرے گا، عام طور سے خریداری پہلی تاریخ سے ہوتی ہے اور ۳۰ تاریخ، مہینہ کی آخری تاریخ تک چھٹی رہتی ہے، اس کے بعد بینک کے پاس مل آتے ہیں جب بینک سسٹم کو مل دیتا ہے اور اس میں بھی وقت دیتا ہے تو اس طرح سے زیادہ سے زیادہ پہچان دن تک جاتے ہیں اور کم سے کم ایک مہینہ تک جاتا ہے اور جس نے مہینہ کی آخری تاریخ میں خرید اس کو ۱۰-۱۵ دن میں کے، تو اس کے اوپر بات ہے کہ بینک اس کو کتنا عرصہ دیتا ہے، اور اس نے سامان کب اور کتنا خریدا۔

دوسرے صاحب کا سوال یہ تھا کہ ثابت کارڈ سے سامان خریدیں یا بریڈت کارڈ سے سامان خریدیں، کیا قیمت میں کوئی فرق ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے، یہ عام طور سے اگر قیمت میں کوئی فرق نہ ہو تو یہ ایک ہی چیز ہے، لیکن اگر فرق ہے تو اس میں فرق ہوگا، اس لئے

موتی نعتا دیکھنے لگی چیز جہاں کر ایک دھوکا کھاتا ہے اس کو بہت بار یک جہت سے دیکھ سکتے ہیں، تو اس پر ریزرو بینک آف انڈیا نے ایک ڈائریکٹری جاری کی ہے، جس میں چاقی ہوتی ہے، اسی ڈائریکٹری میں ریزرو بینک آف انڈیا نے یہ کہا ہے کہ کوئی بھی بینک وہاں نہ رہے، جس اور پندرہ روزہ انڈسٹری ڈیولپمنٹ ٹرسٹ کے، چید و چیدہ انویسٹمنٹ ٹریسٹ کے، چید و چیدہ انویسٹمنٹ ٹریسٹ کے، اور کیش و ڈرال کے اور پراپرٹیز کے فرق ہے تو دونوں رینٹ ایک ایک سالانہ شیڈول کے ساتھ ڈیکلیر کئے جائیں گے۔

۲- ایک بات اور بتائی کہ این صاحب نے کہ "جیسے کہ لوگ کارڈ تو یہ دراصل ایسا ہوا تھا کہ ابھی ۲۴ فروری کو شرعی روٹی منظر کا پروگرام بنکھور میں ہوا تھا، اس میں بینک نے کارڈ جاری کیا، تو دو بینک جو مفت چیزیں کارڈ ہولڈر کو دیتا ہے جو بونس پوائنٹ ہیں، دو بونس پوائنٹ دوسرے کے اکاؤنٹ میں جائیں گے، اور وہ سناٹن دھرم کی تعلیم و تربیت کے اور پر فرقی کیا جائے گا، لہذا ضروری یہ ہے کہ ٹریسٹ کارڈ استعمال کرتے وقت یہ دیکھیں کہ اس سے کسی دوسرے مذہب کی ترویج نہ ہوتی ہو۔

پانچ انڈسٹری کا بھی معاملہ یہی ہے کہ وہ ایک شیڈول ہوتی ہے، اس کے بعد اس کے انڈر ایک اور شرط لگا دیتے ہیں کہ اگر اتنے دن کے بعد انہیں کیا تو وہ فیصد اور اضافی انڈسٹری اس کے اوپر دیتا ہے۔

بارڈر کیش کے استعمال کی بات آپ نے بتائی تھی کہ دو تو اعداد و شمار کے سب سے تیار تھا، وہ کم ہوتا چلا جا رہا ہے، جب چیکوں کا استعمال ہوا تب بھی بارڈر کیش کا استعمال ہو سکتا تھا، اب ٹریسٹ کارڈ کا استعمال ہو رہا تو وہ تو گویا جل رہا ہے، اس کے ایسا ہو سکتا تھا کہ جب اس کا جل آ جاتا ہے تو جل کا ہی استعمال ہوتا ہے۔

جہاں تک "ارٹین" کا مسئلہ ہے تو اس میں بھی ریزرو بینک آف انڈیا نے اپنے ڈائریکٹری میں یہ اعلیٰ کہا ہے کہ یہ بالکل اوپن ٹریسٹ ہے، اس سے پیچھے کوئی بھی ضمانت نہیں

ہے اور کارڈ جن لوگوں نے استعمال کیا ہے اگر وہ ان کی ادائیگی نہ کریں تو ایسے لوگوں کی بے عزتی نہ کی جائے اور یہ بھی دوسرے لوگوں تک بات نہ پہنچے کہ اس نے ہمارا کارڈ استعمال کیا تھا اور پھر نہ دیا، اس سلسلہ میں کسی طرح کی کوئی بھی بدنامی نہیں ہونی چاہئے جس آدمی کا ممبر فیس میں بھی آگیا ہے، اس کے اکاؤنٹ میں اس تک بھی یہ خبر نہیں جانی چاہئے کہ اس نے کریڈٹ کارڈ کا استعمال کیا، کوئی اس کے اوپر دباؤ نہیں ہونا چاہئے، لہذا اخلاقی فرض تو یہ بنتا ہے ہر انسان کا کہ ادائیگی کریں وہ تو اسلامی نقطہ نظر سے آپ بتائیں گے، لیکن قانونی لحاظ سے اداروں سے لینے کا کوئی حق ملکوں کو نہیں پہنچتا۔

ایک سوال آیا تھا کہ مالی ادارے یعنی نو بینکنگ فیملی، کمپنیز یا انسٹیٹیوٹ غیر بینکنگ مالی ادارے اسلامی مالی نظام سے کیوں کر یا کس قدر قریب ہے، غیر بینکنگ مالی ادارے کے بارے میں میں نے یہ بات عرض کی تھی کہ ان کا رول بینک سے زیادہ اہم ہو چلا ہے اسب سے بڑا ادارہ جو بینک نہیں ہے اور جہاں پیسوں کا بہت سی دین دین ہوتا ہے ساری دنیا میں اور جو اسلامی طرز پر جائز بھی ہے وہ ہے "اسٹروٹوئین" جہاں پر حصص کا لین دین ہوتا ہے، وہ اس وقت حالانکہ اسلام میں اس لیے نہیں ہے کہ وہاں جن کمپنیز کے حصص خریدے یا بیچے جاتے ہیں، اس میں حلال اور حرام کی تمیز نہیں کی جاتی، جب کہ اسلام کے نقطہ نظر سے سب سے پہلے ہمیں حلال اور حرام کی، یعنی وہ اشیاء جو وہ کمپنیز بنا رہی ہیں وہ حلال ہیں یا حرام ہیں ان کا دھیان دینا یا اس پر فرق کرنا بہت ضروری ہے، اگر یہ بھرق کر لیتے ہیں، اور اس طرح کی اسٹروٹوئین بناتے ہیں یا اس طرح کی کمپنیاں بناتے ہیں تو اسٹروٹوئین اسٹیج بہت ہی بڑا غیر بینکنگ مالی ادارہ ہے، جہاں روزانہ ہزاروں ہزاروں روپوں کا لین دین ہوتا ہے، اسی طرح سے ہندوستان میں جہاں تک بینکوں کا تعلق ہے وہ صرف سوڈی بنیا، پر قائم کئے جاسکتے ہیں، غیر سوڈی بنیا، پر بینک ہندوستان میں قائم کئے جاسکتے، لیکن غیر سوڈی بنیا، پر ہندوستان میں اور دنیا کے مختلف ممالک میں انوسٹمنٹ کمپنیز بنائی جاسکتی ہیں، جہاں پر نفع اور نقصان میں شدت کی بنیاد سے، کمس و امانت

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

اب ہمیں اس کی فقہی اور شرعی جہت کی طرف آنا ہے اور سناں مار آپ کے سامنے پہنچا کر کیا تھا اس کے متعلق جو سوالات ہیں اس کو میں پڑھ کر ایک دفعہ سنا دیتا ہوں:

۱۔ A.T.M. کارڈ سے استفادہ کا کیا حکم ہے؟

۲۔ ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

۳۔ اگر ان دونوں قسموں کے کارڈ سے لیے پتھر رقم بطور فیس دینی پڑے تو اس کا کیا

حکم ہے؟

۴۔ متن: الف۔ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کے لیے اس رقم فیس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ جب کہ یہ کارڈ بینک سے ادھار رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد پر ادھار خرید و فروخت ہوتا ہے اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے۔
ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم سے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے مثلاً اس کی یہ حیثیت ہوگی؟

ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی ہے بینک کو رقم ادا کرنے کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ جب کہ یہ زیادہ رقم اسی صورت میں ادا کرنی ہوتی ہے جب کہ مقررہ مدت کے اندر رقم ادا کرنے پر مزید کچھ دینا نہیں ہوتا، تاہم معاملہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر ادا نہ ہونے کی صورت میں اصل رقم سے زیادہ رقم ادا کرنی ہوگی۔

یہ سوالات تھے جو آپ کی خدمت میں بھیجے گئے تھے۔ A.T.M. کارڈ سے متعلق ڈیبٹ کارڈ سے متعلق، کریڈٹ کارڈ سے متعلق اس پر لی جانے والی فیس اور بعض صورتوں میں اس پر لی جانے والی رقم سے متعلق، آپ کے جو مقالات پہنچے تھے اس کی تکمیل بھی آپ کے سامنے ہوگی، اکیڈمی کے طابعی مولانا خورشید انور اعظمی صاحب کو درخواست کی گئی تھی

کہ دو آپ حضرات کے مقالات و مباحث و سامنے رکھتے ہوئے عرض مسئلہ تیرہویں اور آپ کی خدمت میں پیش کریں تاکہ آپ کے لئے سہولت ہو، میں آخر میں مولانا خورشید انور صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر اپنی بحث پیش فرمائیں۔ (عرض مسئلہ باب اول میں پیش کیا جا چکا ہے، اس لئے یہاں حذف کیا جاتا ہے)۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

جو باقی میں آپ حضرات کے سامنے رکھی گئی، اس میں کچھ بنیادی باتیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ جو اجازت لی جاتی ہے یا یہ لازم ہے؟ اگر کوئی شخص رضا کارانہ طور پر بغیر کسی اجازت کے کوئی سہولت پہنچانا چاہے تو یہ صورت درست ہوگی یا نہیں ہوگی؟ دوسرا اہم مسئلہ سلجہ کا ہے جو حنفیہ نے یہاں اور مالکیہ کے یہاں مکروہ ہے، شوافع کے یہاں بھی مکروہ ہے، حنابلہ نے اس کی اجازت دی ہے، کیونکہ سلجہ میں بھی ایک طرح قرض کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے، امن علی خطہ طریق کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ سلجہ کی حقیقت کیا ہے؟ اگر حاملہ میں یہ بات طے ہو کہ یہ رقم میسر کے بجائے دہلی میں ہم وصول کریں گے تب یہ سلجہ ہے یا حاملہ مطلق ہے، ہو سکتا ہے ہم میسر میں نہ یہ رقم آپ سے لے لیں، ہو سکتا ہے کہ دہلی میں یہ رقم ہم لے لیں، لازماً کسی دوسرے شہر میں لینے کی شرط نہ ہو تو کیا فقہاء اس پر بھی سلجہ کا اطلاق کرتے ہیں اور اگر یہ سلجہ ہے تو جو موجود زمانے کے احوال ہیں، کیا اس کی بنیاد پر ایسی ضرورت یا ایسی حاجت کا تحقق ہو گیا ہے کہ اس کی اجازت دی جائے۔

تیسری ایک اہم بات جو تہذیب کے سوال نامے میں نہیں آتی ہے اور اس پر تہذیب کے جناب احسان صاحب نے بحث جمیل فرمائی ہے، وہ بھی بڑا اہم ہے اور اگر منقشہ میں اس پر بھی اظہار خیال کریں تو بہتر ہے، اگر اسلامی بینک ہوا اور وکریٹ کارڈ جاری کرتا ہے تو اس کے پاس سے یہ رقم ہونا چاہیے، جیسے آپ نے ایک شکل مراہم کی پیش کی ہے، لیکن ایک وقت ایک ہی عقد کو

خرید و فروخت مانا گیا ہے، یا قبضہ جو ہمارے یہاں ضروری ہے بیچ کے ہے، اس صورت میں اس قبضہ کا تحقق ہو جاتا ہے، انڈی کے ایک سینار میں اس مسئلہ پر بھی بہت تفصیل سے بحث ہو چکی ہے، ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے امید ہے کہ آپ حضرات مناقشہ کر پائیں گے، اس کے اخیر میں جناب صدر کے کلمات سے پہلے ہم انشا اللہ اکثر مجید سوسہ کے خطاب سے بھی مستفید ہوں گے، جن کا مقالہ بھی اس موضوع پر انڈی میں آچکا ہے۔

مولانا ظہیر احمد صاحب کانپور

بعض مقالہ نگار نے اس میں شرط لگائی ہے کہ اگر کارڈ ہولڈر غیر ممالک میں رقم وصول کرتا ہے اور بینک کچھ فیس وصول کرتا ہے تو درست ہے، وہ رقم چاہے غیر ممالک میں نکالی جائے یا اندرون ممالک میں نکالی جائے، کیا اندرون ممالک میں نکالنے پر وہ اجرت میں تصور نہیں کیا جائے گا، مطلب یہ ہے کہ اس میں یہ شرط کیوں لگائی گئی۔

مولانا محی الدین غازی

تفصیل کی آخری لائن میں میری اس سلسلہ میں بات غلط منسوب ہوئی تھی جو بعد میں عارض مسئلہ نے اس کی تصحیح کر دی، اس مسئلہ میں مولانا سلطان اصلاحی صاحب کی رائے تباہ ہے، یہ A.T.M. کارڈ اور کریڈٹ کارڈ میں جو جو بری فرق ہے اس کو بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا ہوگا، A.T.M. کارڈ صرف سہولت پیش کرنے کے لیے ہوتا ہے، اور دوسرے یہ کہ بینکوں کے پیش نظر یہ مقصد کہ انسانی وسائل کا کم سے کم استعمال کرے، اس کی جلد مشینی وسائل کا استعمال اس کے متبادل کے طور پر کرے، لیکن کریڈٹ کارڈ میں ایسا کچھ نہیں ہوگا، بلکہ وہ لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خریداری کرے، یہاں تک کہ اپنی وسعت سے زیادہ خریداری کرے جب میں یعنی رقم ہو اس سے زیادہ خریدیں، اسی لیے میں نے سوال کیا تھا کہ کیش میں جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو وہ ہم کو منگنی ملتی ہے اور کریڈٹ کارڈ پر وہ ہم کو اجائل

ڈرافٹ دیتے ہیں، اور ٹیکس جب ہم خریدنے جاتے ہیں تو ہمیں ووڈ کرافٹ نہیں ملتا، اس بہت ساری صورتوں میں ہوتا ہے تو کریڈٹ کارڈ کے سلسلے میں بینکوں کی ذمیت یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سود پر یعنی اپنے قوت خرید سے زیادہ خریدنے پر ابھاریں جس کے نتیجے میں سودی نظام پھیلے، آدمی اس وقت خرید لیتا ہے یہ سوچتے ہوئے کہ بعد میں ادائوں کا، بینک ظاہر ہے کہ ہمیشہ حالات یکساں نہیں رہتے ہیں، عام طور سے لوگ تاخیر کرتے ہیں اس میں اور سود کے ساتھ ادا کرتے ہیں تو میرے خیال میں A.T.M اور ذمیت کارڈ اس وائبرٹوں کا راز بھی کہتے ہیں تو ان نوعوں کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن کریڈٹ کارڈ جو یہ حالات اس سے بہت زیادہ مختلف ہے جو اسلام کی تجارتی اخلاقیات سے بھی متصادم ہیں، تو اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے اور کریڈٹ کارڈ کے استعمال ہی کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔

مولانا عظیم عالم صاحب قاسمی (حیدرآباد)

بعض مقال نگار حضرات نے کریڈٹ کارڈ کے سلسلے میں "الضرورات نسیح" اخطورات" - "الصور ہوال" اور ابتلاء عام کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ کریڈٹ کارڈ ابتلاء عام کی بناء پر جائز ہو سکتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ضرورت و حاجت اور "الضرورة نسیح اخطورات" کا کوئی دائرہ متعین ہے یا نہیں "شریعت نے اس چیز کا دائرہ متعین کر دیا ہے، ضرورت و حاجت میں کوئی ایسی چیز جو شرعاً ناجائز ہے، اسے جائز نہیں کہہ سکتے، لہذا جن حضرات نے "الضرورة نسیح اخطورات" "الصور ہوال" ابتلاء عام کے قاعدے کو سامنے رکھتے ہوئے کریڈٹ کارڈ کے استعمال کو جائز کہا ہے، ان سے گزارش ہے کہ وہ ان سے پہلے ضرورت و حاجت کے دائرے کو سامنے رکھیں کہ وہ کہاں تک ضرورت و حاجت سے تحت ناجائز کو جائز کہہ سکتے ہیں، اگر فی الواقع عام ہو جائے اور ہر جگہ میں فی دوی پائی جاتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ الضرورات نسیح اخطورات اور ابتلاء عام کی بناء پر فی دوی کو جائز کہہ دیا، گئے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

مولانا عظیم صاحب

اس سے پہلے اکیڈمی کا مفتی مینار اس موضوع پر ہو چکا ہے۔

مفتی سعید الرحمن صاحب بمبئی

کارڈ کے استعمال میں بینک، مشتری اور بائع تین لوگ عامہ شریک ہوتے ہیں، اس میں غالباً یہ بات رد رہی ہے کہ سروں چارج بینک کے استعمال کرنے کی صورت میں مشتری سے تو لیتا ہی ہے بینک بائع سے بھی لیتا ہے، بائع بعض دفعہ راضی ہو یا نہ راضی ہو، اس کا کچھ فیصد متعین ہوتا ہے، کہ اگر کوئی پانچ سو روپے کے ذریعہ کارڈ خریدا ہے تو فیصد کے اعتبار سے دو دو فیصد تین فیصد ایک فیصد خود بائع سے بھی پیسے کم کرواتا ہے، تو مشتری سے سروں چارج لیتا ہے اور بائع سے مستقل اصل قیمت میں کمی لے کر استفاہ کرتا ہے، دو طرفہ اجرت حاصل کرنے کی صورت رائج ہے، میں یہاں اس مجلس میں شریک تو ضرور ہوں مگر یہاں شریعہ میں نہیں آیا، ممکن ہے ماہرین نے رائے پیش کیا ہو، مگر میرے سامنے اس طرح کے سوالات بمبئی میں ہیں، تو یہ بیجا جائز ہوگی کہ نہیں؟ ایسی صورت میں کارڈ ممبر ایک مشکل شکل اختیار کرے گا، میں چاہتا ہوں کہ اس بات کی بھی وضاحت ہو سکے تو کی جائے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

جو کچھ ہمارے مفتی سعید الرحمن صاحب نے افصاح کیا ہے، جب تجویز یکمینی بنے گی، اس کو ملحوظ رکھنے کی، علامہ شامی نے اجرت وکالت کے موضوع پر بحث کی ہے، مشتری کی جانب سے اجرت، مگر بائع کی جانب سے اجرت، پھر دونوں کی جانب سے اجرت، ان صورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے جو تجویز یکمینی ہے انشاء اللہ اس پر غور کرے گی۔

مولانا مفتی فضل الرحمن صاحب ہلال عثمانی

یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ بینکنگ کا پورا نظام سود پر قائم ہے اور بغیر سود کے یہ نظام قائم نہیں ہو سکتا اور جب اس کی جڑ میں سود شامل ہے اب اس کی کسی شاخ میں زبردستی یا نہیں ہے، اس کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو دراصل اس سودی نظام سے لوگوں کی جو دہائی ہے اور ہزاری شریعت کے اعتبار سے جو ہمارے عزائم کے اور ہمارے فطریہ شریعت کے بالکل خلاف ہے اور جس سختی کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملے میں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں اس پر پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم مغبہ نشین تلاش کرتے ہیں تو اس سے بڑی خطائی پیدا ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ سودی نظام جو بینکوں کی بنیاد سے اور خود دینا اس سے دور ہونے کی کوشش کر رہی ہے اور وہ دیکھ رہی ہے کہ اس میں کتنی کمزوریاں ہیں، جو معاشیات کے ماہرین ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ نظام کسی بھی وقت تاش کے پتوں کی طرح بکھر جائے گا، اس لیے کہ اس کی بنیادیں بڑی کمزور ہیں اور یہ نظام اپنی اصل کے اعتبار سے قطعی غیر شرعی ہیں اور غیر مستحکم بھی، ہم یہ نہیں کہتے کہ معاشرے سے الگ تھلک رہیں گے، لیکن اس صورت میں اسلام کے تقاضے کیا ہیں؟ اسلامی زندگی گزارنے کے لیے ہم کیا صورتیں اختیار کر سکتے ہیں، ہم نے خیال میں بنیادی سوالات کو سامنے رکھیں تو جو ریڈٹ کارڈ کی مختلف شکلیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس میں کسی شکل میں کوئی مغبہ نش نظر آ رہی ہو، لیکن اصل میں تو بہر حال وہ اس نظام کا ایک حصہ ہے جو ہمارے لیے قابلِ نفرت اور قابلِ مذمت ہیں۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

مفتی صاحب نے بینکنگ نظام کو رد کیا، پر مبنی ہونے کی وجہ سے فرمائی ہے ہم سب لوگ اس بات پر متفق ہیں اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس کا اسلامی نگاہ متبادل تلاش کریں، یہاں بھی اس سمینار میں جو یہ مسئلہ زیر بحث ہے، اس کا مطلب ریڈٹ کارڈ کے لیے یا کسی خاص

صورت کے لیے تجاویز فراہم رہا نہیں ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ بینکنگ نظام ہماری سماجی زندگی کی ضرورت بن گیا ہے، بد قسمتی سے پوری دنیا میں یہودی نظام معیشت کے طلبی وجہ سے اداروں کی بہت سی خدمات ایسی ہوتی ہیں جن سے عامہ و خاص بچے ۵ روپہ، ۵ پانچ روپہ، ۵۵ پانچ روپہ و شمار ہے، لیکن رقموں کے حفاظت کا مسئلہ ہے اور ہمارے اداروں اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ بینکوں میں اپنی رقم محفوظ کریں، اگر کوئی کاروبار مسلمان شروع کرے تو حکومت کا قانون موجود ہے کہ اس کو ڈپازٹ بینک میں جمع کرنا ہوتا ہے، مقصد اس سمینار کا یہ نہیں ہے کہ کریڈٹ کارڈ کو جائز قرار دیا جائے، صرف کریڈٹ کارڈ ہی نہیں، بلکہ A.T.M. کارڈ، ڈیبٹ کارڈ سے جو سہولتیں ہمیں حاصل ہوتی ہیں، اس پر بھی آپ حضرات غور کر کے فیصلہ فرمائیں کہ ان میں سے کون سی صورتیں مسلمانوں کے لیے جائز ہیں اور کون سی ناجائز، تاکہ امت کے سامنے صورت حال واضح ہو جائے، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کا رواج بنے شہروں میں بہت بڑھتا جا رہا ہے، آئیے آپ اس کے بارے میں کوئی غور کریں، اگر ہم اس کے ناجائز ہونے کا فیصلہ کریں تو شروع سے امت کا یہ حلق بنے گا کہ اپنے آپ کو اس سے بچائے، ورنہ اگر وہ اس کے غور ہو گئے اور نظام زندگی اور نظام تجارت کا ایک حصہ بن گیا تو پھر مسلمانوں کو اس سے رہنا کون شمار ہو جائے گا۔

حضرت مولانا شیر علی صاحب (ترکیمبر جرات)

ATM اور ڈیبٹ کارڈ کو اکثر حضرات نے جائز قرار دیا، البتہ یہ جو کریڈٹ کارڈ ہے اس کی جیو تو واقعی سود پر ہے، یہاں بھی دیکھئے کہ آپ نے خرید و فروخت کیا اور وہ یہ جو مدت میں نہیں پہنچایا تو وہ سود لے گا اور یہی شرع کے اعتبار سے ایک توہم ایسا نہانے میں آئے کہ سارے کاروبار غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے، ہم بائیں مجبور محض ہیں اب اگر ہم اس کو ناجائز قرار دیں اگر الگ ہو جائیں، بینک میں روپے جمع نہ کر بیٹھیں کریں تو سود بینک ہی میں

پھوڑا دیں، تو حکومت اس مورد سے گھر سے تا سرے لے لے لے لے گی، اس حریف نے کرپٹ کارڈ تو ایسی کچھ نیلے چٹا کرتا ہے، اپنا نظام بناتا تو بہت مشکل بنے غیروں نے بڑا دانا کام ہو گیا نہیں چاہا۔

آج ہم ایسے دور میں ہیں کہ جس اپنے مسائل پر غور کرتا ہے وہ بڑا اعزاز ہے، مگر جس میں اور حضرت قاضی صاحب نے بھی یہی مد نظر رکھا ہے کہ یہ بڑی مہم ہو گیا ہر جہ سے، کچھ میں کچھ بھی نہیں ہے، ہم کیا کر رہے ہیں، کوئی صورت ایسی نہیں ہے جو شریعت کے موافق ہو، بن سنی ہو، موجودہ دور میں، چاہے امر ہے، ہو یورپ ہو چاہے اندر ہو، کوئی تجارت آپ شروع کرنا نہیں دو کچھ نہ کچھ لگا دیں گے۔

مولانا صاحب الدین ملک صاحب (محلی نثریہ)

مجھے تم باتیں عرض کرنی ہے، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ دو بینک کا نظام ہے یہ مالیاتی بینک دین کا ادارہ ہے، ہم یہ جانتے ہیں کہ بینک کے نظام سے پہلے اور اب بھی مالی معاملات اور معاوضات کے جو معاملات ہوتے ہیں وہ بینک کی صورت میں ہوتے ہیں، پہلے ہونے اور چاندنی کی صورت میں ہوا کرتا تھا، اس کے بعد میں بینکوں کی شکل آئی، یعنی قاعدہ کی صورت میں، لیکن اس کے باوجود اب تک ہم تمام ملک میں ان کی سونے اور چاندنی کی جگہ پر جو قاعدات آئے اس کی جگہ پر یہ رہا جاتا ہے کہ وہ سونے کی شکل میں چاندنی میں تو نہیں سونے کی شکل میں رکھا جاتا ہے، ریزرو بینک آف انڈیا اور دوسرے ممالک اس کے پیچھے سونے کا ویلور رکھتے ہیں، لیکن بینک میں صورت حال یہ ہوتی ہے کہ یہ اپنی جگہ موجود ہوتا ہے، مگر یعنی سونے کی جگہ بدل ہے اس کے بعد مختلف قاعدات اس کی جگہ پر استعمال ہوتے ہیں تو یہ طریقہ کی برآمد آف میں ہوتی ہے تو وہ کہاں تک صحیح ہے، لیکن اس کے بعد یہ قاعدات آتے ہیں چہرہ کی صورت میں یا اور جتنے کرپٹ اور ڈیپٹ کارڈز اس کی صورت میں اس کے پیچھے کوئی ویلور نہیں ہوتا، مطلب

سو اس کی صورت میں نہیں ہوتا، ایک کاغذ ایک لاکھ کی صورت میں چلا جاتا ہے، بینک کی طرف سے شاخ کی بنیاد پر وہ ایک لاکھ روپے کا کام کرتا ہے اور اس کے پیچھے سونے کی دیو جو روپے میں ہوتی ہے وہ یہاں نہیں موجود ہوتا، اس طرح سے برتھ آف مئی کا سلسلہ یہاں سے جاری ہوتا ہے اور اگر ہم یہ پیش نظر رکھیں جیسا کہ ابھی اشارہ کیا گیا کہ چورس چیک کے نظام پر یہودی عاب ہیں اور بعض اصلاً اجارہ دار ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر ان کے پاس ایک کروڑ کی ہالیت ہے تو اس کے پیچھے تو سونا ہے، لیکن پھر ایک کروڑ کی جگہ پر جو چیک کی صورت میں کریڈٹ کارڈ کی صورت میں دستاویزات کی بے شمار شکلیں ہیں وہ کروڑوں عربوں روپے کی جگہ پر جاتا ہے اور اس کے پیچھے کوئی گولڈ فلڈ نہیں ہوتا جو یہ ایک طرح کی غیر ضروری طور پر ایک کروڑ روپے یا ان کے پاس عربوں روپے اکٹھا ہوئے، اگر بڑا بینک کا رہے تو اس کی کریڈٹ کی بنیاد پر پتہ نہیں کتنی تعداد میں وہ جائے گا تو اگر یہودی واقعی اس کے پیچھے ہیں اور ان کی وجہ سے ترویج ہوئی اور اگر یہ بھی مان لیا جائے جتنا کاروبار ہوتا ہے اس کا فائدہ بھی ان کو پہنچتا ہے تو پھر یہ تمام چیک کا رو بہار کے فوائد بالآخر یہودیوں کی جھولی میں پہنچتا ہے۔ یہ باہرین بینک بتائیں گے کہ کیا فائدہ وہاں تک پہنچ پاتا ہے یا نہیں؟ تو ایک بات تو یہ تھی اگر اس حساب سے اگر دیکھیں تو ہمارے بزرگان محترم نے ابھی اشارہ کیا کہ یہ پورا مالیاتی نظام جو ہے ایک طرح سے اسلامی اصولوں، اسلامی مالیاتی اصولوں کے خلاف جاتا ہے، دوسرے امت مسلمہ کے خلاف جاتا ہے، کیونکہ یہودی اس سے مضبوط ہوتے ہیں تو ایک پہلو یہ دیکھنے کا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ابھی جن حضرات نے مقالات نگاہیں اور محاکم پیش کیا گیا اس میں جو گفتگو جاری ہے ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں اگر غیر شرعی چیزیں جو رکاوٹ بنتی ہیں شرعاً اس کے جواز کے لیے کیا چیزیں ہو سکتی ہیں، دونوں دو پہلو ہیں، سوال اصل یہ ہے کہ ڈیٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کن شرطوں کے ساتھ اور کن قیادتوں کے ساتھ جاری ہے، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہوگا، اگر ہم مثال کے طور پر یہ بات کہیں کہ در شرطوں کے ساتھ A.T.M. کی سہولت دینا ہے اور اس میں ایک صورت

اشتقاقی صاحب قلم برتے ہیں کہ روہنی شرط یہ ہے کہ وہ سرے میں شریعت میں رقم چنانچہ ان اجرت اور روہنی جات، روہنی جات نہیں ہوگا تو یہ ایک تجویزی صورت ہوگی، یہ تجویز بین قبول نہیں کرتے گا، وہ تو اپنی شرطوں کے ساتھ چلا رہے ہیں، ہم تو اصل میں یہ کہنا ہے کہ یہ تجویز وہاں ہیں جن کی وجہ سے شرعاً وہ جائز نہیں ہو سکتا یا اور اگر ہم اضافی بینک قمر میں اور ہم کریڈٹ کارڈ جاری کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ جائز ہو سکتی ہے، اس میں فاروق برتا جاتا ہے، تیسری بات جو مختصر ہی ہے وہ یہ ہے کہ جن اعتراضات نے یہ بات ہی سے کہ کریڈٹ کارڈ پر جو اصل رقم سے اضافی رقم لیا جاتا ہے، اس میں چارن کا نام دیتے، سود کا یہ روپیہ نام سے اصل دوس نے یہ بات بھی ہے کہ اضافی رقم جائز ہے، میں اس سے گفتگو نہیں کرتا کہ جائز ہے یا نہ جائز، اور جائز بھی ہو تو ان وی سوچنا ہوگا کہ اس رقم کی کوئی حد ہے یا نہیں، اگر وہ اضافی رقم لینا جائز ہے تو کتنا اضافی رقم لینا جائز ہے، یعنی ایک صورت تو یہ ہے کہ کاغذی طباعت کی قیمت یا اور چھوٹا آفسی سر دس چارن ہو سکتا ہے، ایک کاغذ کی قیمت پانچ روپیہ آ سکتی ہے، لیکن یہ اس کاغذ کی قیمت پانچ روپیہ اور روہنی جانے تو وہ جائز ہوگا کہ نہیں؟ یہ بات اہم ہے، اس پہلو سے سوچنا کہ نہ معلوم اس کاغذ کی قیمت کے پیچھے کیا یہ چیزیں داخل روہنی نہیں اور اس کا نام سر دس چارن ہو گیا اور ہم نے اس کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے۔

مولانا مفتی سراج احمد علی صاحب (بہان پور)

کریڈٹ کارڈ یا کیا ہے کہ چودھویں تک چھوٹ دی جاتی ہے اور اس سے بعد حواہم زائد ہوتے ہیں، اگر زائد ایام پر بینک انڈسٹری وصول کرتا ہے اور اس انڈسٹری کی ادائیگی ہونا کہ استعمال کرنے والا بینک کو اور دیتا ہے تو یہ راست طور پر جہالت ثمن کا مفصلی ہے اور فاسد طبع کے لیے ثمن کا مجہول ہونا ہی کافی ہے، جس کی بنا پر طبع فاسد ہو جاتی ہے، تو ان ٹھریہ پر بھی غور کرنا چاہئے کہ یہاں ثمن میں بہر حال جہالت ہوتی ہے جو چارن انت اخذ کیا گیا ہے کہ فاسد کے آگے سے

پہلے اُمرائے وقت کو تو بیچ تو ہے، ہر ایہ کی عبارت میں: "بطلب حائراً" ہے، لیکن وہاں ایک چارہنت یہ بھی ہے کہ اس کی شہادت کے لیے اس میں دونوں کا اتفاق ہوتا ہے، جلد بیچ کے ذمہ کے لئے ایک اصل پر دونوں کا متفق ہوتا ہے، جب کہ احناف کے یہاں تین دن کا معاہدہ ہے اور غالباً امام محمد کے یہاں تین دن سے زائد کی اجازت بھی ضرور ہے اور اس میں پھر یہ بات ہے کہ اگر وہ تین دن کے اندر اس کی اجازت دیتا ہے تو صاحب جائزہ، مگر یہاں ایک فرق یہ پڑتا ہے کہ دشمن متعین نہیں ہونے پائی، کیونکہ پہلے سے نہ تو ہینک جانتا ہے اور نہ ہی گریڈ کا کارڈ کا استعمال کرنے والا ہی جانتا ہے کہ آیا وہ زائد امام محمد کے لئے اس طرح سے دشمن متعین ہی نہیں ہونے والا۔

مفتی زاہد علی صاحب (علی رحمہ)

یعنی انھوں نے ہونی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک پہلو اور شامل فرمایا جائے اور وہ ہے اور ذرا فٹ کا، اس کی شکل کچھ اس طریقہ سے ہوتی ہے کہ جو بھی شاخ کارڈ جاری کرتے ہوئے گریڈ کا کارڈ وغیرہ ذہن میں ہینک رکھتے ہیں؟ اسی طرح بہت عقیدہ ہے کہ یہ 24 دن تک کے لیے ہینک عام طور پر اور ذرا فٹ دیا کرتا ہے تو اور ذرا فٹ میں بھی کوئی سود نہیں لیا جاتا، لیکن اس کی پوائنٹ شاخ جیسے کہ لوگوں کی تحویلوں کا کارڈ یا کوئی بھی اس طرح کی چیز ہوتی ہے تو اس پہلو کو بھی میرے خیال سے شامل فرمایا جائے تو فاضل ہو جائے گا۔

۲۔ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گریڈ کا کارڈ جس ساخت کی بنیاد پر ہوتے ہیں اس میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ جو زائد میٹروپولیٹن جو مقررہ میٹروپولیٹن سے زائد وقت ہے، اس کا پہلو اور ہوں کر کے، لکھا جائے کہ ہم جو خراج یا ادھار کی قیمت جدا کر رہے ہیں اور نقد کی مقدار رکھ سکتے ہیں، اور اس پر مالیاتی اداروں سے جو کہ ذمہ دار حضرات بات بھی کر سکتے ہیں جس طرح کے ان کی کچھ نہ پہلے "نی چدم برم" نے کہا تھا کہ اسلامی بینکنگ ہندوستان میں ممکن ہے تو

یہ ایک پہلو، دوسری حکومت کے سامنے موجود ہے اور اس میں یہ نگہ دیا جائے کہ ہم بالکل اس میں مجبور محض ہیں یہ نہ کہ بہت زیادہ مناسب بات نہیں ہوئی۔

تیسری اہم بات میرے نزدیک یہ ہے کہ اسلامی شریعت کے قوانین کے انفرادی جو بات ہم یہاں کرتے ہیں، غالباً امام صاحب کا فہم ان ہے کہ اسلامی شریعت کا نفاذ غیر مسموح ہے نہیں، وہ ہم جس چیز پر قادر نہیں ہیں اس پر زیادہ بحث کر رہے ہیں اور جس پر قادر ہیں یعنی ہمیں موجودہ ملکوں میں جو حکم بنانا ہے اس پر ہم توجہ کم دے رہے ہیں، جہاں تک کرنسی کی حیثیت جس طرح ہم نے حیثیت کے طور پر تسلیم کیا ہے، کیا کرڈالت کا ڈکون بھی اسی طرح سے ہمیں پیشہ نے ایک موقع نہیں دیا ہے کہ ہم اس کو استعارہ کر سکتے ہیں اور مفیدہ جس طرح کرنسی کے اندر آسانی ہے اس دیکھیں نظر نہیں۔

مفتی سید جعفر ارشد صاحب (میسور)

کرڈینٹ کا روڈ کو اس شرط کے ساتھ محدود کیا جائے کہ وہ طبقہ جو حاجت مند ہے اس کو بغیر اس کے کام نہیں چلے۔ بات تو ایسا طبقہ اس کو استعمال کر سکتا ہے اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ وقت مقررہ میں اس رقم کو ادا کر دے، ناکہ وقت نہ لے، اسی طرح سے سودی معاملات سے بچتے ہوئے وہ اس سے فائدہ وائے، کیونکہ ہم بہت سی چیزوں کے اندر سودی شریعت اور فقہاء کرام نے اجازت دی ہے، بہت سے ایسے مسائل ہیں جو باضابطہ طور پر ناجائز ہیں لیکن بعض صورتوں میں ان کے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے، اس طرح سے ٹی، وی، گرام ہے لیکن جب تعمیر کی جاتی ہے، جدید چڑھی جاتی ہے تو یہ، نئے اسی طرح سے افشائش کرنا، جائز ہے لیکن وہ فسادات کا خوف ہے، اس طرح سے جان کا ایسا خوف ہے تو ایسی صورت میں جب کہ اس نے رخصت دی ہے، تو اس حکم کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ بحث کی جائے۔

مولانا محمد شاکر قاسمی (بکھر)

اہم موضوع کے ضمن میں دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا (۱) ذرا فٹ کے متعلق سے کمریہ کسی صاحب نے عرض کر دیا ہے (۲) دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ ریزٹ کارڈ ایویڈنٹ کارڈ ہو اس کے بھوانے کے لیے ایک مخصوص مشین ہوا کرتی ہے اور اس مشین کے ذریعہ کارڈ بھناتا جاتے ہیں اور یہ مشین ہر دکاندار چھوٹے بڑے کے پاس نہیں ہوتی بلکہ بعض مخصوص دکاندار رکھتے ہیں، باقی بازاری لوگ کسی ایک مخصوص دکان میں جا کر بھنوا لیتے ہیں جہاں تک یہ بالغ ہشتابی کا لینے دینے اور شہری اور جوئی شہر اجرت لینے دینے پر بحث جاری ہے، مجھے کچھ میں یہ آیا کہ صرف مشین کے اوپر بھی پچھ لوگ اجرت لے رہے ہیں، دو اپنی مشین میں ان کارڈوں کو بھناتے ہیں اور ہم اس کی وجہ سے دو فیصد یا تین فیصد اجرت حاصل کر لیتے ہیں جب کہ وہ بالغ ہوتے ہیں نہ مشتری ہوتے ہیں صرف کارڈ بھنوانے کی اجرت جو ہے گویا کیلی جاتی ہے تو آیا کہ اس کا کارڈ بھنوانے کی اجرت جو لی جا رہی ہے وہ جائز ہے یا نہیں، اس پر بحث کر لی جائے تو بہت ہو گا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

اصل میں مسئلہ ایسا ہے کہ اگر میسوں کے مقابلے میں چیر ہو تو وہاں اجرت ادا ہوتی، وہ مسئلہ قابل بحث ہے اور اگر کسی دوسری قسم کے مقابلے میں چیر ہو یا محنت و عمل کے مقابلے میں چیر ہو تو وہ چھوٹے بیع اور اجارہ کے دائرے میں آجاتا ہے تو شاید اس کی سنجائش ہوگی۔

مولانا اقبال احمد قاسمی (کانپور)

یہ عرض کرنا ہے کہ بینک سے وابستہ ہونے میں سمجھ نہ نہیں سود کا شامل ہوتا ہے ہی، خصوصاً ریزٹ کارڈ میں، اذالبت الشئی لبس ملو از مدہ تو یہ ناجائز ہونا ہی چاہئے، لیکن اس بینک کے ساتھ اس میں سود ہے یا نہیں، احقر کی گزارش یہ ہے کہ یہ بات بھی پیش نظر رکھی

جائے، کیونکہ ملک کے حفاظت سے بھی مقصود اسلحہ کے اہکام میں تبدیلی ہوتی ہے، ہندوستان جیسے غیر اسلامی ملکوں میں مقصود اسلحہ کے ذریعہ سے مال و نفس کا حصول، امام محمدؒ کی روایت میں ایک جگہ ہے کہ دارالحرب سے معاہدہ نہ جائے، اور انہیں پر مسلمان کوئی جائے اور دوسرے ہم سے بدلے ایک دوسرے خرید لے تو اس میں کوئی معاہدہ نہیں ہوتا، جو ایسی صورت حال میں اگر اس کا روز سے ایسے ملکوں میں امام محمدؒ کی روایت سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مولانا خالہ سیف اللہ رحمانی صاحب

یہ مسئلہ اکیڈمی کے فقہی حیسار میں آپکا ہے کہ ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ اور عام رحمان اور غالب ترین رحمان اس وقت بھی تھا کہ دارالسلام اور دارالحرب کے معاہدہ کی ایک درمیانی صورت بھی ہے جس کو امام محمدؒ نے دارالعاہدہ سے اور بعض لوگوں نے دارالعبودہ سے اور ہمارے بعض علماء اکابر نے دارالامتن سے تعبیر کیا ہے، اور امام سے اکابر اور بزرگوں کے فتوے اس پر موجود ہیں کہ اگر مقصود اسلحہ کو ہندوستان میں جائز قرار دیا جائے تو جو جمہور غایت شریعہ ہیں ان کی حرمت لوگوں کے مکتوب سے نکل جائے گی، حضرت قحطانیؒ نے بنیادی بات یہی لکھی ہے، اس کو ہمیں ملحوظ رکھنا ہوگا۔

مولانا احتیاز احمد صاحب رشادی

بینک کے کارڈوں سے جو کچھ ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں، مہولت حاصل کرتے ہیں اس میں کسی نہ کسی شکل سے سود کی صورت پائی جاتی ہے، امثال کے طور پر A.T.M. ہی ہے کہ اس پر شرط ہوتی ہے کہ بینک میں ہماری رقم کچھ نہ کچھ اپازٹ جمع رہے، اگر ہم اپازٹ جمع رکھتے ہیں تو وہ ہم سے فیس نہیں لیتے ہیں اور اگر جمع نہ رہے تو فیس جاری کرتا ہے، اسی طرح سے کارڈ ہٹ کارڈ بھی ہے کہ اسی مالی حیثیت متعین کرنے کے بعد ہمیں دیا جاتا ہے، ایسا نہیں کہ اگر ہم بینک

میں کچھ بھی رقم جمع نہ کریں اور کریڈٹ کارڈ حاصل کر لیں، بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ باقاعدہ طور پر ہماری رقم جو جمع رہتی ہے اس کو استعمال کر کے فائدے کے تحت وہ ہم سے سونپ نہیں لیتا اور فیس نہیں لیتا، تو ایسی صورت میں بینک میں ہماری رقم جمع رہنے کی وجہ سے جو ۵۰ دن کے لیے ہم سے فیس وصول نہیں کرتا، A.T.M. کارڈ پر ہم سے فیس نہیں لیتا ہے تو اس صورت میں اس کا کیا حکم ہوگا۔

مولانا عبدالرشید صاحب (کانپور)

دار المعادہ کی جو بات آئی ہے یہ تو واقعی بات تھی کہ دار المعادہ ہو یا دار الحرب ہو لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب دارالعلوم دیوبند جب بابر میسج کے حادثہ کے بعد کسی فرین سے گزر رہے تھے اور لوگوں نے جو ان کے ساتھ سلوک کیا تو آنے کے بعد انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور کہا کہ اب دل نہیں کرتا ہے کہ اس کو دار المعادہ کہا جائے، اسی طریقہ سے بابر میسج کے بعد مفتی سعید احمد صاحب پانچہری نے دارالحدیث میں بیٹھ کر سب سے پہلے یہ جملہ کہا تھا کہ کہاں گیا وہ دار المعادہ اور دارالامین بہر حال لوگوں کی مصلحت کے لیے تو یہ مناسب ہے کہ کہا جائے دار المعادہ، تاکہ لوگ حرمت میں نہ پڑیں، لیکن جہاں مسلمانوں کی ضرورت ہے، وہاں تو یہ ہے کہ معاشیات کو اسلام سے جدا نہیں کیا جاسکتا، اس سلسلہ میں بہت تفصیلی مقالہ مولانا سالم صاحب کا ہے، جو انہوں نے بنگلور میں پیش کیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ "کاد الفقر ان یکون کفرا" بھی ہمارے سامنے ہے، کہ اگر ہم لوگوں کو کاٹتے رہے تو یہ معاملہ کہاں تک پہنچے گا، ایسا نہ ہو کہ کہیں مباح یا مکروہ چیز سے بچنے کی وجہ سے وہ حرمت میں اور اس سے زیادہ بڑے گڑھے میں گر جائیں۔

جس طرح پاکستان میں اسلامی بینکنگ نظام ہے، جس طرح مفتی تقی صاحب نے جو شروع میں فارم بھرا جاتا ہے اس میں انہوں نے فیس کا نام لیا تھا، یقیناً اس کو آپ اگر غور سے

و ہمیں تو کوئی مس کوسو سے آگے نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ایسی دلیل ہے جس سے اس کو سوتے پیدا کیا جائے۔ ہمیں سوائے ایک بھڑکی کے تحت میں اس کو انہوں نے ہی نام سے کال کر کے ٹھیک سے دیکھ دیا ہے۔ انہوں نے اس چیز کی بھی وضاحت کی ہے کہ کرمیت بھڑکی کی دو ورہیں ہر کے بعد دو کرتا ہے تو کیا، وگرنہ ہمارے یہاں غلطی کا خدشہ ہے۔ بعد از اربعہ کے دھڑکیں فرق سے، بعد میں آدمی سستی چلائے۔ ورنہ حاضری میں پہلی چارے۔ اس کی شریعت نے اجرت دی ہے۔ اس کی تفسیر موجود ہے، وہاں پر ہے کہ ایک مہینہ کا دور معاف ہو اور اس ایک مہینہ کے اندر وہ آدمی اپنے معاملات کو چھوڑ کر تیسرا مہینہ والے لایا کریں گے۔ جہاں پر بھی اسانی ہوگی سے ظاہر ہے کہ اس کو کچھ نہ کچھ قانون کا ناکامی ہوگا۔ تو اس کو یہ نہیں کہ وہاں پر اس کو کیا ہے کہ اس کو سوتے معاف ہے۔ کت میں داخل کر کے اس کو نہیں ہی قرار دیں گے کہ اگر جہاں پر بھی ان مہینہ ہارے تیسری قرار دیں اور اس کو ہم دے پھر یہ نہیں مانیں وہ ان کو دیکھنا نہ دیں۔ اس سے کام لیں، لیکن ہم اس کو اپنے طور پر جاننا سنے سے لے کر اس کو نہیں دیکھنا اور وہ جو پانچ سال میں جیکٹ کے بعد اس کی تفسیر سے جانچا ہے وہ اس کے ساتھ وہاں پر موجود ہے۔ اس میں کوئی زیادہ نہیں اس فرق نہیں۔ یہاں اس سلسلہ میں غور فرمایا جائے۔

مولانا خلد سیف القضا حسب رسائی

مولانا نے جن نکات کو اظہار ہے اس پر ہماری سمجھنا کی تفسیر اکتھو کرے گی، اور محمد نے یہ تفسیر میں اور اس کو دیکھنے کے شرح میں نقل کیا ہے اور تفسیر کی ہے کہ ہم نہیں کہہ سکتے ہمارا معاہدہ ہو، اس کے بعد افرودہ دینی کر رہے ہیں تو اس معاہدہ کو ختم سمجھنا ہائے کیا اس کے باوجود وہ معاہدہ دیتی رہے گا؟ امام محمد کی رائے یہ ہے کہ جب تک وہ ملک و مملکت اعتبار سے جو معاہدہ ہوا ہے اس کو تسلیم کرتا ہے اس وقت تک وہ عہد دیتی رہے گا۔

اس آئی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ہونے چاہئے ہیں اس کو آپ صرف ہندوستان

کے تناظر میں نہ دیکھیں، کیونکہ اب پوری دنیا اکاؤنٹ میں تبدیل ہو رہی ہے اور تیارے موجودہ وزیر اعظم منوہنر سنگھ کا بہت زیادہ رجحان اس بات کی طرف ہے کہ وہ ہندوستان میں اسٹاف بینکنگ کے نظام کو قائم کریں اور اس کے لیے دیگر اسٹاف بینک اور بینشیہ اسٹاف بینک کا جو ڈھانچہ ہے اس پر مسلسل ان کا تبادلہ خیال جاری ہے اور یہ اصل میں مقامی استحکامات کا نتیجہ ہے۔ ہر لوگوں نے جو بینک کے سود کی حرمت پر استحکامات اختیار کر رکھے ہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو رخصت سے عزیمت کے راستے چلے جا رہے ہیں اور آپ کے لیے سبوتاہ فراہم کر رہے ہیں۔ تو ٹریڈٹ کارڈ جو اس زمانے میں استعمال ہو رہا ہے ہو سکتا ہے، اس کا تبادلہ اسلامی نظام کے دائرہ میں اور سال سے دائرے میں نکل آئے اس کو بھی ایسے دیکھنا چاہئے، قرآن کا طرآن ہے جہاں حلال کو بیان کرتا ہے وہاں حرام قبول بھی اللہ بیان کرتے ہیں: "أَحِلَّ اللَّهُ الْمُبِيعَ وَحَرَّمَ الْمُبِيعَ"۔ جہاں نکاح کی حرمت کو بیان کیا گیا وہیں حلال رشتوں کا ذکر کر دیا گیا۔ حضرت سوانہ مفتی شفیع صاحب کی بات ان کے بعض شریکوں نے نقل کی ہے کہ اس زمانے میں ملحقہ سے ضروری ہے کہ اگر کسی چیز کو حرام قرار دے اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اس سے جواز کی کوئی صورت اور مسئلے کا حل نکل سکتا ہو تو اس کی بھی نشان دہی کر دے تاکہ لوگوں کو شریعت آسان محسوس ہو اور اس پر عمل کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ادارة القرآن کراچی کی چند اہم اور مفید مطبوعات

فوائد المسکات (عربی)	المدخل الى دراسته علم الکلام
الفقه الحنفی واولیہ ۳ جلد	جامع احادیث الاحکام (مقتن اعلام السنن ۲ ج)
شرح التریادات للامام محمد ۶ جلد	اعلام السنن ۱۸ جلد مع فہارس
جمع الفتاویٰ من جامع الاصول ۳ جلد	الاشاہد والظاہر ابن ملقن ۲۰ جلد
مجموعہ رسائل لکھنوی ۶۰۱ جلد	الاشاہد والظاہر ابن نجیم ۳۰ جلد
انوار المحمود وشرح سنن ابی داود ۲۰ جلد	شرح الطحی ۱۲۰ جلد
اعلام الاعلام بمفہوم الدین والاسلام	مصنف عبد الرزاق ۱۲۰ جلد
کتاب الرد علی میر الازدائی	ہدایہ حلیہ عبد الحی لکھنوی ۴۰ جلد
شرح مقامات الحریری للمشریعی	الفتاویٰ کا رخانیہ ۵۰ جلد
شرح شرح المنار فی اصول الفقہ	مجموعہ رسائل کشمیری ۴۰ جلد
فتح الغفار جمع رد المحتار	الکوکب الدری ۲۰ جلد
مجموعہ الخطب الملوکۃ	احکام القرآن قحانوی ۵۰ جلد

ماہرین قرآن مجید و اسلامی عربی، اردو، انگریزی کتب
مرکز مطبوعات پاکستان، حیات و جلا مرید، نقشب
حدیث، فقہ، اسلامی قانون، تاریخ اسلام، اسلامی
تصوف، لغت، ادب عربی، اعلیٰ معیار عربی، اردو،
انگریزی، فارسی کتب ترسیل شد۔

ہر مطبوعات پاکستان عربی، اردو، انگریزی کتب کی
وسیع پیمانے پر ایکسپورت۔ ہر بذریعہ مشترکہ پارسل
اندرون ملک و بیرون ملک ترسیل۔
ہر ہر قسم کی اسلامی کتب کی صحت کا انتظام
ہر تفصیلی تہرست کتب مفت حاصل کریں۔

ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، گلشن اقبال کراچی، فون: ۵۹۶۵۸۷